

## سرکاری رپورٹ (مباحثات)

## پانچواں اجلاس

# بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 31 دسمبر 2018ء بروز سوموار بمناسبت 23 ربیع الاول 1440 ہجری۔

| صفحہ نمبر | مندرجات   | نمبر شمار |
|-----------|---|-----------|
| 03        | تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔   | 1         |
| 04        | وقفہ سوالات۔  | 2         |
| 21        | تعجب دلانہ نوٹ۔   | 3         |
| 37        | رخصت کی درخواستیں۔  | 4         |
| 40        | قرارداد نمبر 7 مجانب: انجینئر زمرک خان اچکزئی، رکن اسمبلی۔                          | 5         |
| 62        | مشترکہ قرارداد نمبر 8 مجانب: ملک نعیم خان بازی، اور محترمہ شاہینہ کاڑ، ارکین اسمبلی | 6         |
| 65        | قرارداد نمبر 6 مجانب: محترمہ ماہ جبین شیران، رکن اسمبلی۔                            | 7         |
| 79        | الیوان کی کارروائی۔   | 8         |

## ایوان کے عہدیدار

اپسیکر ----- میر عبدالقدوس بزنجو  
 ڈپٹی اپسیکر ----- سردار بابرخان موسیٰ خیل

## ایوان کے افسران

سکرٹری اسمبلی ----- شمس الدین  
 ایڈیشنل سکرٹری (قانون) ----- عبد الرحمن  
 چیف رپورٹر ----- مقبول احمد شاہواني  
 ریسرچ افسر ----- میر بازخان کاکڑ

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 31 دسمبر 2018ء بروز سوموار بہ طابق 23 رجع الاول 1440 ہجری، بوقت شام 4 بجکر 25 پر زیر صدارت سردار بار خان موسیٰ خیل، قائم مقام اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام اسپیکر:

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔  
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ص وَادْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً  
فَالَّفَّ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَاصْبِرُوهُمْ بِنِعْمَتِهِ أَحْوَانًا ح وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَانْقَدَ كُمْ مِّنْهَا ط  
كَذِلِّكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ أَيْتَهُ لَعْلَكُمْ تَهْتَدُونَ ه وَتُكَوِّنُ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ  
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُقْلِحُونَ ه وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ  
ل ه تَفَرَّقُوا وَاحْتَلَفُوا مِنْهُمْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتِ ط وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ه

﴿ پارہ نمبر ۲ سورہ قآل عمران آیات نمبر ۱۰۳ تا ۱۰۵ ﴾

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اور مضبوط پڑھو رسمی اللہ کی سب ملکوں اور پھوٹ نہ ڈالو، اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اور جبکہ تھم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اسکے فضل سے بھائی، اور تم تھے کنارے پر ایک آگ کے گڑھے کے پھر تم کو اس سے نجات دی، اسی طرح کھوتا ہے اللہ تم پر آیتیں تاکہ تم راہ پاؤ۔ اور چاہیے کہ رہے ہم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کرے بُرا میں اسے اور وہی پہنچے اپنی مراد کو۔ اور ملت ہو انکی طرح جو متفرق ہو گئے اور اختلاف کرنے لگے بعد اسکے کہ پہنچ چکے انکو حکم صاف اور انکو بڑا عذاب ہے۔ وَمَا عَلَمَيْنَا إِلَّا الْأَيْلَاغُ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جزاک اللہ۔ حُسْنَ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ وقفہ سوالات۔

**جناب اصغر خان اچھزئی:** جناب اسپیکر! ہمارے انہائی قابل قدر پارٹی کے مرکزی جزل سیکرٹری دو مرتبہ رہ چکے ہیں، ڈاکٹر عنایت اللہ خان کے بڑے بھائی ڈاکٹر اللہ بخش جو امریکی میں وفات پا گئے ہیں ان کی اس صوبے اور اس علاقے کے لئے خدمات ہیں، میرے خیال میں اس سے پورا ایوان آگاہ بھی ہو گا، تو ان کے لئے اگر ایک دعا ہو جائے۔

(دعا ے مغفرت کی گئی)

**جناب قائم مقام اسپیکر:** محکمہ آپاشی اور برقيات کے وزیر صاحب موجود نہیں ہیں لہذا اُنکے تمام سوالات ملتوی کئے جاتے ہیں۔ جناب ثناء بلوج صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 87 دریافت فرمائیں۔

**سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر محکمہ سائنس و انفار میشن میکنالوجی اور پاپلیشن ویلفیر):** چونکہ یہ منشی چیف منشی صاحب کے پاس ہے، تو اسکو next اجلاس کے لئے defer کیا جائے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** اس کو ملتوی کر دیا۔ بس آگے چلتے ہیں۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** جناب اسپیکر! سوال نمبر 87۔

## ☆ 87 جناب ثناء اللہ بلوج:

کیا وزیر بہبود آبادی از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) بلوچستان کی کل آبادی کس قدر ہے اور دیگر صوبوں کی نسبت آبادی کی شرح کیا ہے؟ نیز کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے آبادی میں کمی لانے کی غرض سے ایک جامع منصوبہ وضع کیا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو وفاقی حکومت کی جانب سے اس سلسلے میں فراہم کردہ مالی و تکنیکی امداد کی تفصیل بھی دی جائے؟

**وزیر محکمہ بہبود آبادی:**

(الف) 2017ء کی مردم شماری کے مطابق بلوچستان کی موجودہ آبادی 1 کروڑ 23 لاکھ 44 ہزار 408 ہے جبکہ 1990 میں یہ 65 لاکھ 65 ہزار 800 تھی۔ بلوچستان میں پیدائش کی شرح 3.37 فیصد ہے جو کہ باقی تمام صوبوں کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ دوسرے نمبر پر صوبہ خیبر پختونخوا ہے جسکی شرح پیدائش 2.89 فیصد ہے۔ پنجاب میں شرح پیدائش 2.13 فیصد اور سندھ میں 2.41 فیصد ہے۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ حکومت پاکستان اور بلوچستان نے آبادی میں کمی لانے کیلئے جامع منصوبہ ترتیب

دیا ہے۔ اٹھار ہویں آئینی ترمیم کے بعد حکومت بلوچستان نے پہلی پاپولیشن پا لیسی 25-2015ء منظور کی جسکی روشنی میں مکمل بہود آبادی بلوچستان نے ایک تین سالہ منصوبہ (پی سی وان) برائے سال 2017-2020ء صوبائی حکومت بلوچستان سے منظور کروایا۔ جس میں ماں اور بچہ کی صحت اور بہود آبادی پروگرام کو بلوچستان کے دور راز علاقوں تک پہنچاتا ہے۔

(ب) اس کے علاوہ جناب چیف جسٹس آف پاکستان کے اخذ و نوٹس کے نتیجے میں سی ای آئی نے سپریم کورٹ کی قائم کردا (Task-force) بنائی گئی، کی سفارشات کو منظور کیا ہے۔ اور بہود آبادی پروگرام کے لئے دس ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ صوبائی سٹھ پر (Task-force) بنائی گئی۔ مکمل بہود آبادی بلوچستان ماں اور بچہ کی صحت اور خاندانی منصوبہ بندی کی خدمات گھر گھر پہنچانے میں سرگرم عمل ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ وفاقی حکومت کی جانب سے مختص کی گئی دس ملین کی رقم سے بلوچستان کو خاطر خواہ فند زدستیاب ہوں گے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی ثناء صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** سر امیر اسوال کرنے کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ ہم بلوچستان کا جہاں وسائل کی یا ساحل کی بات کرتے ہیں ship breaking industry تقریباً جنوبی ایشیاء اور ایشیاء میں سب سے بڑی وہ گذانی ہے اور ship breaking کے حوالے سے ہمیں جنگلستانات ہو رہے ہیں ایک تو اس کا financial loss ہے، ہمیں اور اس کا ایک بہت بڑا، ہمیں میں کسی دن اور اسوال وجواب میں لا اؤں گا کہ وہاں فی ٹن پچاس روپے بھی حکومت بلوچستان کو بی ڈی اے کو نہیں ملتے۔ اگر even ship breaking سے وہ جو ہمیں ملنے چاہیے تھے فی ٹن وہاں پر۔۔۔ (مداخلت)

**وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن نیکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیر:** سر ایم مطلب کہ ship-breaking کی سمیت اس کو بھی آپ کو اس کی کوئی سلیمنتری question ہے اس کا کریں پھر یہ جو آبادی سے تھوڑی ۔۔۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** سردار صاحب! تھوڑا صبر ویسے آج ہم موڈنیزی ہیں ہم کہتے ہیں ۔۔۔

**وزیر مکملہ سائنس و انفار میشن نیکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیر:** سر ار آپ اُدھر سے یوں، یوں آرہے ہیں ناں، آپ ایک دفعہ مجھے فارغ کریں جس طریقے سے سوالات کرنا چاہتے ہیں میں میں تیار ہوں اس کے لئے تو اس کا وہ ship-breaking problem ہے۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت ہو۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی ثناء صاحب! آپ بیٹھیں کھیتر ان صاحب آپ بیٹھیں جی، ثناء بلوچ

**جناب شناع اللہ بلوچ:** سردار صاحب! اس کی ایک وجہ یہ ہوتی ہے کہ کسی بھی سوال کے context کو سمجھنا ضروری ہے آپ جب تک context کو دیکھیں کہ ماحولیات کیوں damage ہو رہا ہے؟ آپ بات کر لیں۔ لیکن context یہ ہے کہ جب کسی چیز سے آپ کو اکنا مک اور فائل یعنی معاشی فوائد صوبے کو نہیں مل رہے لیکن ان کی implication ماحولیات پر یعنی environment پر کتنے ہو رہے ہیں؟ وزیر حکومت سائنس و انفارمیشن میکنالوجی اور پاپلیشن ویلفیر: سرا یہ question کا environment ہے جس سے یہ ہے if you don't mind, please repeat your question ویلفیر سے ہے۔

**جناب شناع اللہ بلوچ:** سوال نمبر 78 -

### 78☆ جناب شناع اللہ بلوچ:

کیا وزیر ماحولیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ بلوچستان میں شپ بریکنگ کی وجہ سے گڈانی کے ساحل پر پیدا ہونے والے ماحولیاتی اثرات کی روک تھام کیلئے کون کو نئے عملی اقدامات کیے گئے ہیں۔ تفصیل دی جائے۔ نیز سال 2010 تا 2017ء کے دوران کس قدر پیش گڈانی ساحل پر بریکنگ کیلئے لائے گئے اور ان سے ماحولیاتی مدین سکدر فیس وصول کی گئی سال وار تفصیل بھی دی جائے؟

**وزیر حکومت ماحولیات:**

بلوچستان میں شپ بریکنگ کی وجہ سے گڈانی کے ساحل پر پیدا ہونے والے ماحولیاتی اثرات جو کہ جہازوں کے لنگر انداز ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کے تدارک کیلئے درج ذیل اقدامات کیے گئے ہیں۔

1۔ جہازوں کے ساحل پر لنگر انداز ہونے سے پہلے متعلقہ جہاز سے خطرناک گیس فری، ایٹمی مواد فری اور دیگر خطرناک یا مضر گیسوں سے فری سرٹیفیکیٹ موقع پر لیا جاتا ہے۔

2۔ محکمہ کشم کے جو معیاری تجزیہ و طریقہ کار کے سیکشن۔ سی کے تحت وہاں موجود حکومتی ادارے بہمیں محفوظ ماحولیات۔ بلوچستان ڈپلیمٹ اخواری۔ محکمہ لیبر، صلحی و مقامی انتظامیہ مشترکہ طور پر جہاز کا معائنہ کر کے تصدیق کرتے ہیں کہ مذکورہ جہاز میں کوئی پر خطر اشیاء یا مواد نہیں ہے۔

3۔ ماحولیات کے مضر اثرات کے تجزیات (EIA) کے قوانین 2000ء کے تحت وفاقی وزارت صنعت و فضلہ تلف محکمہ Explosive Department مذکورہ جہازوں کا تجزیہ کرتا ہے۔ اور اس کے بعد گیس فری سرٹیفیکیٹ جاری کرتا ہے۔ بعد ازاں محکمہ ماحولیاتی ایجنسی بھی جہاز کے اندر یا اس میں موجود تمام اشیاء کو جس میں

کار بن ڈائی آ کسائید گیس کے سلنڈر۔ خام مال، رنگ و روغن، کیمیائی اجزاء اور دیگر موجود فصلہ کی لست بنانے کا دراج کرتا ہے۔

4۔ محولیاتی قوانین کی پابندی نہ کرنے اور خراب وآلودہ کرنے وغیرہ ذمہ داری پر اب تک چالیس لاکھ چھاس ہزار روپے (4050000) جرمانہ وصول کیا گیا ہے جو کہ حکومتی خزانے میں جمع کر دیا گیا ہے۔

5۔ گذانی شپ بریکنگ یارڈ کی بہتری اور اسے بین الاقوامی معیار پر لانے کیلئے یوائی ڈی پی (UNDP) وزارت کائمسٹ چینج بی ڈی اے و محلہ نے مشترک طور پر ایک پراجیکٹ ترتیب دیا ہے، جس میں (incinerable) یعنی فصلات کو جلا کر تلف کرنا اور (Landfillable) یعنی فصلات کو زمین میں دفن کرنے کے پلانٹ لگانے کی تجویز بھی دی گئی ہے لہذا حکومت سے گزارش ہے کہ وہ اس پراجیکٹ کو فنڈز کی فراہمی کیلئے donor اداروں سے رابط کریں۔

6۔ محلہ محولیات بلوچستان نے پلاٹوں اور یارڈز پر جہازوں کے توڑ پھوڑ کے دوران تیل کے ساؤ اور زمین بُرد ہونے سے روکنے و بچاؤ کیلئے ماکان کو رہنمائی کر کے پابند کیا کہ وہ سخت یا پاک فرش تعمیر کریں۔ جس کے نتیجے میں اب تک آٹھ پلاٹوں نے فرش تعمیر کی ہے۔ جبکہ دیگر کو بھی ہدایت کی گئی ہے کہ وہ بھی عمل مکمل کریں۔

7۔ مذکورہ بالا محلہ کے مشترکہ جائزہ کے بعد جہاز پر کام کرنے یا توڑ نے کیلئے آخری این اوی جاری کیا جاتا ہے۔

8۔ تمام پلات اور یارڈز ماکان کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ محولیاتی، حفاظان صحت و مزدوروں کے تحفظ کا نیجہ یعنی (EHS) مقرر کریں جو کہ اس سے پہلے نہیں ہوتا تھا۔

9۔ تمام جہازوں کے ماکان یا ٹھیکیاروں کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنا تمام فصلہ خاص کر خام تیل، اپنے متعلقہ ملک یا جہاں سے جہاز خرید کر اپنا سفر شروع کرتے ہیں اسی عجھے پر فضلہ تلف کر کے گذانی پاکستان آئیں۔

10۔ تمام پلاٹوں میں کسی بھی قسم کے حادثات کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے بچنے یا مقابلہ کرنے کے لئے ایک بولنس، ابتدائی طبی امداد، آگ بجھانے والے آلات، ادویات، ایر جنسی کی صورت میں مزدوروں کے اخراج و تحفظ کے لئے سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔ نیز پلاٹوں میں میڈیکل ڈاکٹر اور ہیلتھ ٹیکنیشن کی تقریبی عمل میں لائی گئی ہے۔

11۔ تمام پلات اور یارڈ ماکان کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اس وقت تک جہاز میں توڑ پھوڑ شروع نہیں کر سکتے جب تک بین الاقوامی معیار کی بہتری کے سٹیکیکٹ یعنی (ISO-9000) (ISO-14000) کے مطابق

ماحولیاتی تحفظاتی نظام کو تینی نہیں بناتے۔

12- تمام پلاٹوں جزیرہ، آگ بجھانے کے آلات، فوم، ڈاگری ماسک، چشمے، دستانے وغیرہ مزدوروں کو فراہم کیئے گئے ہیں جس کا مکملہ ماحولیات باقاعدگی سے معاشرہ کرتا رہتا ہے۔

13- تمام پلاٹوں کو بسل کونشن (BASAL Convention) کے رہنماء صولوں کے تحت دوبارہ ڈیزاں و شکل دی گئی ہے جس کے تحت وہ جہاز میں موجود تمام فصلہ جو مال، یا ٹھوس شکل میں ہو انہیں تلف کرنے سے پہلے الگ کیا جائے اور توڑ پھوڑ کے عمل سے پہلے جہاز و ساحل سے دور کسی محفوظ جگہ پر زمین میں دفنایا جائے۔

14- مزدوروں کے لئے بنیادی ضروریات و روزمرہ زندگی کے استعمال کی چیزیں اور ان کے لیے کوارٹر تعمیر کرنے کے اقدامات کیے گئے ہیں۔

15- تمام پلاٹ ماکان کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ ہر موسم میں اپنی اراضی پر درخت لگائیں۔ جبکہ تی پلاٹوں پر ماحول کی بہتری کے لئے شجر کاری کی جا چکی ہے۔ اور مکملہ ماحولیات باقاعدگی سے ان کی آبیاری و تحفظ کے لیے یارڈ ماکان کو پابند کیا ہے۔

16- تمام پلاٹوں کے مزدوروں کو ماحولیات کی اہمیت و حفاظت اور مضر و خطرناک کیمیائی و ٹھوس فصلہ کوٹھانے لگانے کے حوالے سے مزدوروں کو تربیت دی گئی ہے۔ اور وقتاً فوقتاً شعرواً آگاہی کے لیے ورکشاپ منعقد کرتا رہا ہے۔

17- اب تک شپ بریکنگ یارڈ گڈانی پر لگرانداز جہازوں سے توڑ پھوڑ کے عمل کے حوالے سے ہر سال درج ذیل فیس ماحولیات کے تحفظ کی میں وصول کیا جا چکی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

| سال     | لنگر انداز جہازوں کی تعداد | وصول کی گئی رقم |
|---------|----------------------------|-----------------|
| 2010-11 | 124                        | Rs:3100000/-    |
| 2011-12 | 130                        | Rs:3250000/-    |
| 2012-13 | 109                        | Rs:5450000/-    |
| 2013-14 | 99                         | Rs:4950000/-    |
| 2014-15 | 137                        | Rs:6850000/-    |
| 2015-16 | 117                        | Rs:5850000/-    |

|                 |                      |         |
|-----------------|----------------------|---------|
| Rs:5900000/-    | 118                  | 2016-17 |
| Rs:35,350,000/- | ٹوٹل وصول کی گئی رقم |         |

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن نیکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیرز: eighty seven sir

جناب شاء اللہ بلوچ: سر! میں سوال نمبر 78 پر ہوں۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن نیکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیرز: نام نام eight seven کی بات کر رہا ہوں میں، دونوں یہ اس کا تو میں نے بتا دیا تھا۔

جناب شاء اللہ بلوچ: سوال نمبر 78 کو جناب اسپیکر کب پڑھیں گے۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وہ تو زیر اعلیٰ صاحب کا ہے وہ چھوڑ دیں، وہ ملتوی کر دیا گیا۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن نیکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیرز: شاء صاحب! یہ چونکہ چیف منستر کے پاس ہے، انوار منٹ بھی ان کے پاس ہے، اریکیشن بھی ان کے پاس ہے، تو وہ ڈیفر ہو گئے، میں eight seven کی آپ سے بات کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: کھیتiran صاحب! آپ میری جگہ جواب نہ دیں تو میں خود ان کو بتا دیتا ہوں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: thank you question-78 کو ڈیفر کر دیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وہ ملتوی ہو گیا۔ 87 پر آجائیں۔

جناب شاء اللہ بلوچ: سوال نمبر 87۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن نیکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیرز: Answer may be taken as read

جناب شاء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! شکریہ میں ابھی کوئی دو دن پہلے اسلام آباد سے نیشنل پاپولیشن کوسل کی میئنگ attend کر کے آیا ہوں۔ پاکستان میں آبادی کو کم کرنے کے لئے بہت سارے پروگرام چل رہے ہیں۔ جس میں بالخصوص ابھی سپریم کورٹ کے چیف جسٹس صاحب نے بھی پاکستان میں آبادی کے دباو کے حوالے سے ایک بہت بڑی کانفرنس بھی کی ہے۔ گوکہ اس سے بلوچستان سے میرے خیال میں کچھ official representation تھی لیکن بلوچستان سے کوئی technical representation، نمائندگی نہیں ہوئی۔ آپ نے سردار صاحب نے خود کی ہو گی۔ ابھی بات یہ ہے کہ پاکستان کے اندر یہ دو متقابلہ چیزیں اس وقت جاری ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اربوں روپے اس بات پر لگائے جا رہے ہیں، خرچ کیے جا رہے ہیں کہ جی

پاکستان میں آبادی کا دباؤ کو کم کیا جائے۔ پاپلیشن کو manage کیا جائے کنٹرول کیا جائے یا آبادی میں اعتدال لایا جائے۔ دوسری طرف، میرے سوال کرنے کا مقصد یہ تھا، دوسری طرف حکومت پاکستان کی تمام پالیسی یہ ہے اس میں میں حکومت بلوجستان کو موردا لڑام نہیں ٹھہرانا پاہتا اس سوال کے توسط سے میں اس پورے ایوان کی آپ لوگوں کی حمایت چاہوں گا کہ حکومت پاکستان دو دو پالیسیاں نہیں اپنائیں پاکستان میں نیشنل فناں کمیشن کا 92 پرسنٹ سے زیادہ آبادی کی بنیاد پر تقسیم کیا جاتا ہے پاکستان میں سول سروں میں، فوج میں، باقی اداروں میں ملازمتیں آبادی کی بنیاد پر دی جاتی ہیں۔ seats کی allocation آبادی کی بنیاد پر دے دی جاتی ہیں۔ *diplomatic representation* یعنی سفارتی نمائندگی آبادی کی بنیاد پر دی جاتی ہے۔ وزیرِ حکومہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپلیشن ویلفیر: سر! ایک دفعہ آپ سپلینٹری question میں آجائیں اسکے لئے میں بھی prepare ہوں۔ میں بھی آپ کو up to date کروں گا تاکہ پاکستان کی کیا پوزیشن ہے۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** سردار صاحب! تھوڑا صبر آپ کر لیا کریں۔

وزیرِ حکومہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپلیشن ویلفیر: آپ سپلینٹری پر تو آئیں ابھی آپ پورے ملک کے سلسلے میں چلے گئے۔ میری جان! دیکھیں! آپ قابل آدمی ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ آپ کتابوں کے کٹھبرے میں ہیں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیرِ حکومہ اطلاعات و اعلیٰ تعلیم): ہمارے معزز رکن کوئی قرارداد لے آئیں، اچھا ہے بس ٹھیک ہے قرارداد کی طرح ہم اس کو treat کریں گے اگر سوال کرنا ہے تو سوال ہی کریں۔

وزیرِ حکومہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپلیشن ویلفیر: بات یہ ہے ثناء صاحب کا علم، اُس کی کتابوں کو X بناتا ہے، اس میں کسی کو کوئی شک نہیں ہے۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** جناب اسپیکر! یہ لفظ X آپ کے خیال میں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** نہیں غیر پارلیمانی الفاظ ہے۔

وزیرِ حکومہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپلیشن ویلفیر: نہیں یہ لفظ کتابوں کا، مطلب ہے، مجھے آپ کہہ سکتے ہیں۔ ایک آدمی study کرتا ہے مجھے بھی یہ بیاری ہے۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** جناب والا! اس کو اسکار کہتے ہیں یا اس کو کہتے ہیں جو کتابوں سے کچھ حاصل نہیں کر

☆ بحکم جناب اسپیکر یہ لفظ X کارروائی سے حذف کر دیا گیا۔

پائیں۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیرز: نہیں، نہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جو کتابوں سے کچھ حاصل کر پاتا ہے وہ اسکا رہوتا ہے۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیرز: دیکھیں یہ لفظ، کتابوں کا مطلب ہے، اس کو ہر صفحے کا پتہ ہے میں بھی کتابوں کا کیڑا ہوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: کھیتر ان صاحب! آپ تشریف رکھیں ثنا، بلوچ صاحب آپ سوال پر آجائیں to the point

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! ظہور صاحب نے بھی ایک بات کی لیکن میں سمجھتا ہوں اس ایوان میں دیکھیں چیزوں کو context میں لانا، تھوڑا سا صبر، سوال یہ ہے میرا۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیرز: آپ sir! background context میں آپ جائیں گے تو آگے ایک دفعہ ایسے پورٹ پر یوں جائیں گے۔ پھر آپ پوزیشن سنجا لیں گے۔ پھر up take کریں گے۔ آپ اس پر سپلینٹری کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ضمنی question تو کرنے دیں۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیرز: آپ ضمنی کریں تاکہ اس پر میں آپ کو جواب دوں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: کھیتر ان صاحب! آپ بیٹھ جائیں پورا سوال سن لیں کہ وہ کیا بولتے ہیں۔

وزیر یحکمہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ویلفیرز: اسپیکر صاحب! ابھی آپ، بات یہ ہے کہ آبادی دنیا آبادی چاہنا کی آبادی۔ وہ میں جواب دوں گا اس کو یہ مجھ سے سپلینٹری question آپ بھی پڑھے لکھے ہیں، ماشاء اللہ آپ بھی قابل آدمی ہیں۔ سپلینٹری question پر آجائیں کہ مجھ سے کیا پوچھنا چاہر ہے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: تو وہی پوچھنے تو دیں جناب والا۔

جناب قائم مقام اسپیکر: آپ direct پوچھ رہے ہیں زیادہ وہ نہیں کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: نہیں، نہیں، میں آپ کے توسط سے، Chair کو، اسپیکر کو address کرتے ہیں جناب اسپیکر! دو چیزیں ہیں۔ ایک چیز کا یہ ہے کہ ہم جب سوال، دیکھیں! اتنی محنت کے ساتھ سپلینٹری ایک دو پیروں میں یا لفظوں میں نہیں ہو سکتا۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ حکومت پاکستان کی اسی پالیسی کو جس کے تحت وہ تمام وسائل آبادی کی بنیاد پر تقسیم کرتے ہیں کیا آپ وزیر بہبود آبادی اور حکومت بلوجستان آبادی کے کنٹرول کے

پروگرام کی حمایت کرتے ہیں اور اگر کرتے ہیں کیا آپ نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ صوبے کے لئے سب سے بڑا نقصان ہوگا۔ جب تک وفاقی حکومت نے آبادی کے اعتبار سے وسائل کی تقسیم، ملازمتوں کی تقسیم، جب تک وفاقی حکومت اس کا خاتمه نہیں کرتی اُس وقت حکومت بلوچستان بہبود آبادی اس سلسلے میں اس کی پالیسی کیا ہے جناب اسپیکر؟

**وزیرِ مکملہ سائنس و انفارمیشن ٹیکنالوجی اور پاپولیشن ولیفیر:** جناب اسپیکر صاحب! پہلے تو مجھے بھی پتہ نہیں تھا شناز بھائی اس طرف آئیں گے، پاپولیشن پر۔ لیکن پھر میں اپنے وہ پہلے اجلاس میں چلا جاؤں گا۔ کوئی محسوس نہ کرے کہ جو چیز ہم کر رہے ہیں جو چیز ہمارے دل ہوتی ہے، یہ وہ اس کی شرارے کی طرح اچک کے وہ پھر ہم سے پوچھتے ہیں۔ پاپولیشن کی منسری کو چنچ سمجھ کر میں نے لیا ہے جناب اسپیکر صاحب! اس میں پاکستان، پاکستان کی میں بات کروں گا۔ میں آپ کو تفصیل میں جواب دیتا ہوں اس کا۔ نہیں نہیں sir نہیں گھنٹہ نہیں دس منٹ میں آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ through-out پوری دنیا میں problem بنتا ہوا ہے پاپولیشن کا۔ اس میں ایک فارمولہ ہے جناب اسپیکر صاحب! یہ دنیا ہے یہ زمین ہے یہ سکٹر ہی ہے یہ پاپولیشن ہے یہ بڑھ رہی ہے۔ مثال کے طور پر آپ کا والد صاحب آپ کے لئے دس ایکٹر میں چھوڑ کے گئے ہیں۔ آپ اس کے اکلوتے بیٹھے تھے آپ کے چار بچے ہو گئے۔ وہ ڈھائی ڈھائی ایکٹر کے مالک بن گئے۔ دس سے ڈھائی پر آئیے پھر اس کے بچے ہو گئے زیر و پر چلا جاتا ہے۔ اسی طریقے سے ایجوکیشن، ہیلتھ ہر سیکٹر میں یہی پوزیشن جاری ہے۔ جب میں پاپولیشن کا مکملہ لیا تو دو تین جگہ پر میں نے کافر نہیں attend کیں پھر سپوزیم جس کا میرے فاضل دوست نے ذکر کیا چیف جسٹس آف پاکستان نے نوٹس لیا ہوا ہے۔ سپوزیم میں میں گیا ہوں۔ اچھا میں، وہ کہہ رہے ہیں کہ بچ کم خوشحال گھرانہ۔ میں ان کے against officially جارہا ہوں آپ کی معلومات کے لئے۔ میں آبادی کے لحاظ سے سب سے کم صوبہ ہے؟ کہ بلوچستان کیا یک الگ پوزیشن ہے۔ رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ آبادی کے لحاظ سے سب سے کم صوبہ ہے۔ تو ایک کروڑ 23 لاکھ figures دیے ہوئے ہیں۔ ہماری انہوں نے سپوزیم میں بہت سارے اچھے لوگوں کو، جو پاپولیشن پر کام کرتے تھے۔ اس سے پہلے میں پشاور گیا ہوں۔ وہاں یہ پاپولیشن کا سلسلہ چلا۔ تو وہاں بھی میں نے کہا کہ ہر چیز اس وقت مسائل جو چیز بھی آبادی پر آپ کر رہے ہیں، بلوچستان کی آبادی آپ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ پاپولیشن کا یہ جو طریقہ کارہے مطلب یہ میں نے کہا بلوچستان کی کمیاء الگ ہے یہاں قبائلی نظام ہے۔ آپ ڈائریکٹ جا کے، تو آپ کے گلے میں fit ہو گیا۔ دوسری بات میں نے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ آبادی کو کنٹرول کرو۔ دنیا کی سب سے زیادہ آبادی چاہنا کی ہے۔ چاہنا

pair سے one-child پر چلا گیا کیون گیا؟ اس کی ایک reason ہے اپنے صاحب۔ یہ pair ہے میں، فیصل۔ انہوں نے ایک بچہ پیدا کیا چاہتا میں۔ یہ دوسرا pair ہے میں، فیصل۔ انہوں نے ایک بچہ پیدا کیا۔ یہ چار ہو گئے۔ وہ دو ہو گئے ٹھیک ہے۔ اب وہ دو، وہ تو شادی ہو جائیگی۔ اُن کا آگے ایک بن جائیگا one-child پر جا رہا تھا چاہتا ایک پر رک گیا۔ تو اس پر تحقیق کی گئی۔ تحقیق پر ان کو یہ آیا کہ one-child پر ایک طرف کی پاپولیشن آکے پچاس کروڑ پر آ جائیگی۔ پچاس کروڑ والی پچیس پر آ جائیگی۔ پچیس پر ایک strength پر آ کے zero ہو جائے گی، ختم ہو جائیگی۔ لہذا وہ two-child پر گئے۔ یہ میں انٹریشن لیول کی آپ کو بات کر رہا ہوں کہ two-child وقت ان کی پاپولیشن ہے اس کو maintain کریں گے۔ وہ اب ہماری کیمیاء ان سے الگ ہے۔ پاکستان کی کیمیاء الگ ہے اور بلوچستان کی کیمیاء الگ ہے۔ جہاں آپ کو ایجوکیشن کی facilities نہیں ہیں۔ ہمیتھ کی facilities نہیں ہیں۔ ہماری جو rate-of-growth ہے جو پیدائش کی ہماری شرح ہے اموات کی شرح اس سے زیادہ ہے۔ بلوچستان کی پوزیشن یہ ہے کہ پہلے سے آبادی میں کم ہے۔ پھر اس کی جو شرح پیدائش ہے۔ شرح اموات اس سے زیادہ ہے۔ کیونکہ سارے دیہاتوں میں کوئی میڈیکل کی facility نہیں ہے۔ وہاں بچہ ماں کے پیٹ میں مر جاتا ہے early forty days میں، ایک سال میں ان کی death ہو جاتی ہے۔ ہم آبادی میں میں نے کہا کہ ہم پیچے جا رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ دونپے خوشحال گھرانہ۔ یہ بلوچستان میں applicable ہی نہیں ہے۔ even چار بچے پر بھی ہم اس پاپولیشن کو maintain کر لیں تو بڑی بات ہے۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** میں مطمئن ہوں sir جواب سے۔

وزیری مکملہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ولیفیر: اس نے بڑے فخر جو ہے انہوں نے طارق جیل کو بلا یا ہوا تھا اور شہزادہ رائے کو بلا یا ہوا تھا شہزادہ رائے جب اسٹچ پر آیا تو اس نے بلوچستان کی ایک، وہ کیا کہتے ہیں فلم کہیں clip ایک چلا یا۔ ایک بھان بیٹھا ہوا ہے 14 بچے ہیں تو میرے ساتھ پنجاب کا وہ کرنل بیٹھا ہوا تھا، وہ پاپولیشن کا منستر۔ میں نے کہا یہ کیوں تکلیف کی انہوں نے پسیے دیئے اس کو۔ میں موجود ہوں 14 بچے تو میرے ہیں بیویوں کی بات کرتا ہے تین بیویاں میری ہیں جو تھی کے پیچے پھر رہا ہوں۔ اچھا وہ بڑا پریشان ہو گیا۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** بس کریں سردار! بہت ہو گیا میں آپ کے جواب سے مطمئن ہوں۔

وزیری مکملہ سائنس و انفار میشن میکنا لو جی اور پاپولیشن ولیفیر: please آپ مجھ سے لیں۔

**ملک نصیر احمد شاہ وہاںی:** سردار صاحب! آپ کے لیے یہ منسٹری fit نہیں ہے۔

وزیر مکملہ سائنس و انفارمیشن میکنالوجی اور پاپولیشن ویفیسر: میں نے کہا کہ violation تو پہلے میں کر رہا ہوں۔ جسے نصیر جان کہہ رہا ہے violation تو میں نے کی ہے 14 بچے، تین بیویاں اور پاپولیشن۔ میں نے کہا پاپولیشن ہمیں ضرورت ہے بلوچستان میں۔ میں نے کہا آپ ایسے کریں شناہ بھی serious۔ میں نے کہا پاپولیشن ہمیں کر کے جو ہماری دو تین چیزیں ہیں انکا ازالہ کریں۔ کہتا ہے کیا؟ میں نے کہا ہمیں کہا ایسے کریں کہ مہربانی کر کے جو ہماری دو تین چیزیں ہیں انکا ازالہ کریں۔ میں نے کہا کہ ہمارا ایک تالاب میڈیکل کی facilities اور ایجوکشن کی facilities اور تیرے نمبر پر پانی۔ میں نے کہا کہ ہمارا ایک تالاب ہوتا ہے اس میں گدھا جانور بھی پی رہا ہے انسان بھی پی رہا ہے۔ آپ اس کو تو بھی چلا کر دکھائیں نا جی۔ finally یہ ہوا اس کے بعد اس کا ایک delegation آیا سیرینا میں ہماری میٹنگ ہوئی۔ میں نے کہا کہ ہمارا قبائلی معاشرہ ہے۔ آپ direct اس کو جا کے کہیں گے کہ جی فلاں چیز استعمال کریں۔ وہ تمہاری گلے میں فٹ ہو جائیگا۔ آپ مولویوں کو اس میں مولوی حضرات کو اور سردار کو خان کو اور جو بڑے ہیں ان کو board لے کر اس چیز کو ہم بڑھانے کو تیار ہیں۔ لہذا مہربانی کر کے ہماری پاپولیشن کا۔ ہماری لیے آپ لوگوں کا بہت بڑا تنفس ہو گا کہ یہ ایک کروڑ 23 لاکھ جو پاپولیشن ہے یہ maintain ہو جائے یہ بہت بڑی بات ہے ہم بھی اس کو maintain نہیں کر سکتے۔ لہذا اب ان کے ساتھ اگلی میٹنگ ہماری یہ ہو گی اور اس چیز کو ہم نے take up ہے میرے قائد نے بھی اس کو سراہا ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوج: سر! supplementary سردار صاحب! بہت شکر یہ مختصر بیان کا۔ لیکن صرف بات میں یہی کرنا چاہتا جو جواب سرکار نے دیا ہے وہ سردار کے موقف کے مترادف نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف ہے۔ سردار اور سرکار کے بیان میں اختلاف ہے۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں اس بادی کو۔ سردار صاحب نے جو بیان دیا ہے۔ وہ بیان یہ ہے کہ بالکل بلوچستان میں اس وقت تک آبادی کی کمی پالیسی اپنائی نہیں جائی جاسکتی۔ جب تک وفاقی حکومت وسائل، ملازمتیں، اختیار اور حاکمیت میں آبادی کو criteria سمجھیں۔ زمین، دولت، وسائل یہ ساری چیزیں وسائل کی تقسیم میں criteria میں ہوں۔ دوسری بات سردار صاحب بالکل میں آپ کے حق میں ہوں کسی سرداری بیان پر قائم رہنا۔ صرف یہ بات آپ کو بتاؤں کہ ایک task force جو بنی ہے۔ میں پرسوں اس کی میٹنگ attend کر کے آیا تھا task force میں یہ والا نقطہ ہم نے زبردستی شامل کرنے کی کوشش کی کہ جب تک۔ یہ جناب والا! کیونکہ حکومت نے کہا ہے کہ 10 ارب روپے۔ ہمیں پینے کا پانی نہیں ہے آپ ہماری آبادی پر۔ دیکھیں بلوچستان میں infant mortality rate یعنی بچوں کی شرح اموات سب سے زیادہ ہے۔ ماوں کی شرح اموات دوران زچلی

سب سے زیادہ ہیں۔ میں ان ٹیکنیکل چیزوں میں نہیں جانا چاہتا میں سمجھتا ہوں کہ سردار صاحب نے حکومت کا موقف بیان کر دیا کہ وہ بلوچستان میں آبادی کو کم کرنے کی جو وفاقی حکومت کی پالیسی ہے، تب تک جب تک اس کو revise نہیں کیا جاتا سردار صاحب نے یہ بیان دے دیا ہے - thank you very much۔ مجھے یہی بیان چاہیے تھا شکر یہ۔

وزیرِ حکومت سائنس و انفارمیشن شکنال او جی اور پاپولیشن ولیفیر: yes جناب اسپیکر صاحب اسی چیز پر کیونکہ میں اس دھرتی کا ہوں son of soil ہوں ہمارے وسائل جتنے تک ہم کو میڈیکل کی facilities اینجوبکشن کی facilities باقی چیزوں کی جب تک نہیں کہیں گے یہ applicable ہیں نہیں۔ اور اگر یہ چاہتے ہیں ہمیں بنیادی۔ میں نے کہا بنیادی چیزیں ہمیں دیں اس کے بعد task-force بنے، اس میں بلوچستان کی نمائندگی ہوگی جیسا شاء ہے یادوسرے اچھے قابل اور study کرنے والے لوگ ہیں وہ ان کو راستے بتائیں گے میں نے ایک چھوٹا سا راستہ بتایا۔ میں نے کہا آپ tribal on board لیں اس وقت وہاں tribal system ہے۔ یعنیں ہیں، سردار، نواب، وڈیرہ، خان ان کو آپ on board لیں گے اس چیز کے کہ جی آبادی کی وجہ سے یہ نقصان ہیں۔ اگر آپ کے زیادہ بچے ہوں گے آپ proper تعليم نہیں دیں سکیں گے۔ اگر آپ کے زیادہ بچے ہیں proper آپ اس کو میڈیکل نہیں دے سکتے۔ میں نے اس چیز پر میرے اور اس کی ایک بات ہے کہ ہم اس آبادی کو ہی maintain کر لیں اسی پوزیشن میں۔ ہم زیادہ بڑھنے کو تیار نہیں لیکن بنیادی سہولتیں ہمیں دیدیں اور اس چیز کی ہماری appreciate ہوئی۔ اور انہی میں منگوار ہوں یہاں انکی کانفرنس۔ اس میں میں تمام دوستوں کو جو بھی اس میں participate کرنا چاہتے ہیں میری طرف سے دعوت ہے ادھر آ کر اچھی تجاویز دیں تاکہ ہم بلوچستان کی بات سوچیں۔ آبادی جب چاہئے ایک سے دو child پر چلا گیا تو ہم دو سے چار، چار سے چھ پر بھی جاسکتے ہیں مسئلہ نہیں ہے لیکن ہمیں بنیادی سہولتیں دی جائیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکر یہ۔ ایک منٹ آغا صاحب! سینیٹر ڈاکٹر جہانزیب جمالدینی صاحب تشریف فرمائیں میں ان کو ایوان میں آمد پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ (اس موقع پر معزرا راکین اسمبلی نے ڈیک بجائے)۔ جی جی آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: میرے خیال میں یہ اتنی لمبی چھوڑی بحث ہوئی ہے یہ شاید figures صحیح quote ہے نہیں کیے گئے۔ کیونکہ اس لیے ہماری جو مردم شماری ہے 1990ء کی وہ صحیح ہوئی ہی نہیں ہے۔ ہماری آبادی

1990ء میں یہ جو یہاں ہمیں figures دیے ہیں اس سے کہیں زیادہ تھی۔ صحیح مردم شماری نہیں ہوئی ہے۔ ان figures کو میں چیلنج کرتا ہوں۔ ہم اس quote سے بڑھے ہی نہیں ہیں جو انہوں نے 1990ء میں پوری census نہیں ہوئی یا پوری جگہ پورے بلوچستان میں یہی نہیں پہنچ۔ اس وقت کی آبادی انہوں نے کم ریکارڈ کی ہے۔ اگر اس وقت آبادی صحیح ریکارڈ ہوتی تو ہماری اس وقت کی آبادی سے compair کر کے تو ہم اس percentage سے بڑھنے میں ہیں۔ باقی میں سردار صاحب کے بیان کی تائید کرتا ہوں کہ ہمیں جس طرح سے انہوں نے 70 سالوں میں دبایا رکھا ہے۔ صرف ساڑھے تین percent فیڈرل بجٹ سے ہمیں ملتے تھے۔ اس ایریا کو مد نظر نہیں رکھا بلوچستان کا ایریا آدھا پاکستان ہے۔ ہمیں ڈیولمنٹ جو کرنی ہوتی ہے صرف لوگوں کو دوال، روٹی اور پانی نہیں دینا ہوتا ہے، ہم نے تمام districts to districts میں ہمیں رودھ چاہیے ہوتے ہیں۔ ہمیں تمام districts میں health facilities چاہیے ہوتی ہیں۔ تمام ایریا میں ہمیں ایجوکیشن کی facilities چاہیے ہوتی ہیں اس پاپولیشن کو ہمیں پانی دینا ہوتا ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں شروع سے ہی پاپولیشن کی چکر میں پھنسا کر در بدر رکھا ہے یہی وجہ ہے کہ جب بلوچستان کے لوگ کراچی جاتے ہیں، لاہور جاتے ہیں، اسلام آباد جاتے ہیں، پشاور جاتے ہیں اور واپس کوئٹہ، کوئٹہ تو پھر بھی اچھا ہے جب یہ اپنے دیہاتوں میں جاتے ہیں تو وہ احساس محرومی کا شکار ہوتے ہیں یوں سمجھتے ہیں کہ ہم ایک اور دنیا میں رہتے ہیں۔ پاکستان کے باقی لوگ کسی اور دنیا میں رہتے ہیں۔ federal government کو اپنی پالیسی revise کرنی چاہیے۔ اس میں ایریا کو include کرنا چاہیے کیونکہ ایریا کو آپ نے develop کرنا ہوتا ہے۔ اگر پاپولیشن ہوتی تب تو صحیح ہے ہم تو ایریا میں develop چاہتے ہیں۔ ایک تو یہ غلط ہیں دوسرا یہ ہے یہ جو پالیسی انہوں نے صرف پاپولیشن کو مد نظر رکھی ہے، یہ بات درست نہیں ہے۔ اور تیسرا جو شاء بلوج صاحب نے جو ابھی فرمایا 10 ارب روپے انہوں نے رکھے ہوئے ہیں پاپولیشن کنٹرول کے لیے۔ پاپولیشن کنٹرول کرنے کیلئے ہمارے پاس اپنا اسلامی نظام ہے۔ اگر ماں بچے کی پروپریتی کر سکتی اگر صحیح طرح اس کو develop نہیں کر سکتی ہے تو اس کے اپنے طریقے شریعت میں دیئے ہوئے ہیں۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ملک تو پاکستان اسلام کے نام پر بنتا۔ اور آج تک ہم یہ چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلامی مملکت ہے پھر دنوں آپ نے دیکھا کہ قومی اسمبلی میں ایک غیر مسلم اٹھتا ہے اور شرایب کی بندش کی House کرتا ہے۔ اور اسکو resolution move کیا ابھی چند دن پہلے ہمارے یہاں

دنیش بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے یہ move resolution کیا ہے یہ ملک میرا خیال میں نام تو اسلام کا ہے لیکن کسی اور طرف اس کو لے جانا چاہتے ہیں۔ اب پتہ نہیں وہ socialism communism provincial secularism یا کس طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ assembly ہو یا فیڈرل جو ہماری پارلیمنٹ کے Houses ہیں ان کو اپنا قبلہ درست کرنا چاہیے ہمیں اسلام کے دینے ہوئے اس باق سے فائدہ اٹھانا چاہیے ان تمام چیزوں کے لیے۔ اللہ سے بہتر اس مخلوق کے لیے کوئی زیادہ تائید اور ہمدرد کوئی نہیں ہے۔ ہم نے انسان کے بنائے ہوئے قانون کو اپنالیا ہے۔ لیکن اللہ نے قانون جو ہمیں دیا ہے ان تمام چیزوں کا مداوا قرآن پاک میں موجود ہے ہماری شریعت میں موجود ہے ہمارے اسلام میں موجود ہے۔ اُس کو سامنے رکھ کر ان سب چیزوں کا مداوا کریں۔ بجائے اس کے کہ ہم دوسروں کے لیے کاسہ لیں ہوں۔ آدھا تیز آدھا بیڑ ہو۔ خود اسلامی مملکت کہلا سکیں۔ لیکن کام غیروں کے ہم کریں۔ میرے خیال میں اس سے اجتناب کرنا چاہیے اور بلوچستان کو ایک مخصوص انداز میں یہ پچھلے 70 سالوں کی جو پسمندگی ہے اس کو منظر رکھ کر یہ اسمبلی میں قرارداد پاس کریں۔ اور فیڈرل گورنمنٹ سے بھی قرارداد پاس کرائیں، بلوچستان کی پسمندگی اور در بر دی کے لیے بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ۔

وزیر مکمل سائنس و انفار میشن ملکنا لو جی اور پاپولیشن ولیفیر: جناب اسپیکر صاحب! بالکل آغا صاحب کی باتوں سے میں 100% agree کرتا ہوں کہ ہمارا جو بنیادی مسئلہ ہے بلکہ میں یہاں اس فورم کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں چیف جسٹس آف پاکستان کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے یہی پاپولیشن کا مسئلہ اٹھایا اور جیسے میں نے شروع میں کہا کہ بلوچستان کا اور پنجاب کا سلسلہ وہ الگ ہے۔ تو ہمیں بنیادی سہوتیں دیں۔ ہمیں زمین کے حساب سے دیں ہم مرکز کے ساتھ کریں گے ابھی ہمارے قائد انشاء اللہ میں نے پہلے بھی کہا کہ وہ اس قابل ہیں، وہ جانتے ہیں مرکز میں ہماری آواز بلند کر رہے ہیں۔ اس صوبے کی علیحدہ کیمیا ہے اسکے مطابق

thank you very much

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ میں مزید ایوان کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ آبادی کی بنیاد پر این ایفسی ایوارڈ دیا جاتا ہے۔ اور اسمبلی کی نشست چاہے قومی اسمبلی کی ہو یا صوبائی اسمبلی کی ہو اسی بنیاد پر دی جاتی ہے۔ لہذا آبادی بڑھے گی تو ہمیں قومی اسمبلی کی نشستوں میں بھی اضافہ ملے اور ہماری نشستیں زیادہ ہوں گی۔ جی جناب! مورخہ 27 دسمبر 2018ء کے اجلاس میں مؤخر شدہ سوال۔ جناب نصر اللہ خان زیرے صاحب آپ اپنا

سوال نمبر 13 دریافت فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: سوال نمبر 13 -

13☆ جناب نصراللہ خان زیرے:

کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ملکہ منصوبہ بندی و ترقیات کی جانب سے سال 2013ء تا 2018ء کے دوران کل کس قدر میگا پرو جیکیش شروع کئے گئے۔ ضلع و تفصیل دی جائے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات:

تفصیل ختمیم ہے لہذا اسمبلی لاہور یونیورسٹی میں ملاحظہ فرمائیں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر یونیورسٹی اطلاعات و اعلیٰ تعلیم): جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میرا یقیناً اس دن بھی یہ question تھا کہ کتنا یہاں تضاد ہے اس دن جو میں نے پوچھا تھا کہ 2013ء تا 2018ء ان کا ذکر تھا کہ کوئی 24 میگا پرو جیکیش ہیں جس میں 2 ارب روپے کے میگا پرو جیکیش ہیں۔ اور آج ان کا جواب ابھی آپ دیکھیں کہ کتنا عوام کو غلط فہمی میں رکھا گیا ہے کتنا عوام کو اندھیرے میں رکھا گیا کہ آج ان کا جواب آرہا ہے کہ اب بھی یہ کم ہیں کل 25 میگا پرو جیکیش پچھلے پانچ سالہ دور میں شروع کیے تھے میگا پرو جیکیش۔ جن کی مالیت 138.86 ارب روپے ہے۔ یہ عوام ہماری سن لیں کہ جو ہماری حکومت تھی 2013ء سے 18ء تک۔ یہاں کے صوبے کے لیے یہاں کے عوام کے لیے اتنے بڑے میگا پرو جیکیش لائے گئے ہیں تاکہ اس کی تصحیح ہو جائے 2 ارب نہیں 139-138 ارب روپے کے میگا پرو جیکیٹ یہاں ہم نے شروع کیے تھے۔ thank you جی آپ کے سوال کا جواب ہے۔

وزیر یونیورسٹی اطلاعات و اعلیٰ تعلیم: جناب اسپیکر! جو ہمارے محکمہ نے جو ہمارے دوست نے سوال کیا ہے۔ تو واقعی 138 ارب کے میگا پرو جیکیش شروع کیے ہیں۔ لیکن بد قسمتی یہ ہوئی ہے کہ ان 400 ارب کا ابھی throw-forward کا ہم سامنے کر رہے ہیں۔ اور یہ ہمارے لیے مصیبت بن چکی ہے how-ever any-how۔ جو سوال ہے اس سے میں کافی مطمئن ہوں کہ ہمارے دوست سوال کے جواب سے مطمئن ہو گئے ہیں

thank you very much

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شناہ بلوچ صاحب۔

جناب شناہ اللہ بلوچ: thank you جناب اسپیکر! کیونکہ یہ دوبارہ PSDP سے related ہے۔ میں صرف ظہور صاحب سے یہ پالیمنٹری سوال کرنا چاہوں گا کہ اس اسمبلی کے اجلاس کی جو پہلی قرارداد یا جو پہلا

بحث و مباحثہ ہوا تھا۔ وہ پلک سیکٹر جو ہمارا ڈیلوپمنٹ پلان ہے، اس کے مطابق ہوا تھا۔ اس میں کچھ commitments understandings ہوئی تھی حکومت کی جانب سے کہ آنے والے جو بھی PSDP بنے گا چاہے اس میگا پروجیکٹس ہوں یا minor projects ہوں، ان سب کو ایک process کے تحت گزارا جائیکا اپوزیشن اور گورنمنٹ اس میں ساتھ ہوں گی۔ ایک سال گزر گیا 2018ء کا یہ آخری دن ہے۔ PSDP final ہے۔ ڈلوپمنٹ کا ترقی کا عمل کامل طور پر رک گیا ہے ہمیں اس بات کا ادراک ہے کہ سابقہ حکومتوں کی غلطی کی وجہ سے 400 ارب کا throw-forward آپ کے پاس ہے وہ آپ نے کسی طریقے سے accommodate کرنا ہے۔ تو کیا آپ بتانا فرمائیں گے کہ جو PSDP کے حوالے سے ایک commitment ہوئی تھی کہ جس میں تمام علاقوں کو یکساں ترقی کے موقع فراہم کیے جائیں گے۔ حکومت اپنی اس commitments پر قائم ہے؟ کیا 2019ء میں بلوچستان کے لوگ تیز رفتار ترقی کا ہدف حاصل کر پائیں گے یا 2018ء کی طرح ست رفتاری کا شکار ہونگے شکریہ۔

**وزیر یحیمہ اطلاعات و اعلیٰ تعلیم:** جناب اسپیکر! جس طرح میرے بھائی نے کہا۔ جو بچھلی حکومت نے پی ایس ڈی پی بنایا اس میں بہت سارے نقصان موجود تھے جس کی وجہ سے بلوچستان بھائی کورٹ نے اس پر کارروائی شروع کی اور یہ رولنگ دی کہ اس پی ایس ڈی پی کو دوبارہ review کریں۔ جناب اسپیکر ہماری حکومت اور ہم کی بنیٹ نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے ابھی ہمارا پی ایس ڈی پی review کے مرحل میں ہے۔ اس میں مختلف components ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم ہمیت، ایجوکیشن، پلک ہمیت اور ایجوکیشن ان کو زیادہ توجہ دیں۔ اور بھی باقی چیزیں ہیں جن پر ہم توجہ دے رہے ہیں لیکن ان پر زیادہ دے رہے ہیں۔ جب یہ سارا process complete ہو جائے گا تو definitely وہ کیبنٹ کے پاس جائیگا اور اس کی باقاعدہ منظوری ہو جائے گی اس کے بعد وہ باقاعدہ اسمبلی میں منظوری کے لئے آئے گا۔ پھر ہمارے دوستوں کی جو صلاح ہوگی وہ definitely اُنکی رائے کو ہم اہمیت دیں گے۔ لیکن جس context میں معزز رکن نے بات کی ہے اُس میں چیف منسٹر انپیکشن initiative ڈسٹرکٹ پروگرام ہے۔ جس میں ہم نے وسعت دے کر کے ہم نے اُس کو rural area تک لے جا رہے ہیں جس میں یعنی ہم یونین کونسل یوں تک لے جا رہے ہیں اور سارے districts ساری constituencies وہ ضرور اُن کو اُن کا حصہ میں assure کرتے ہیں اُن کو اُن کا حصہ میں جائے گا۔

**جناب نصر اللہ خان زیریے:** منسٹر صاحب نے کہا کہ یہ اصل میں انہوں نے کہا ہے کہ یہ پچیس میگا پروجیکٹس

ہیں یہ بھی غلط ہے۔ اصل میں پینتالیس میگا پرو جیکش 2013ء سے 2018ء تک شروع کیئے گئے اور میں یہ بھی بتاؤں جو last throw-forward آپ کا گیا ہے وہ last حکومت جو تھی جو چھ ماہ کیلئے تھی انہوں نے جا کر کے اسکیمات کو اُس حد تک پہنچایا ہے جو اُس سے پہلے کی حکومت تھی اُس میں میں صرف دو تین اسکیمات آپ کو بتاؤں۔ 2014ء میں ہم نے اسکیمات دی تھیں 2015ء میں تھیں جو بڑے بڑے میگا پرو جیکش تھے۔ اُس میں واٹر میجنٹ جو پروگرام تھا پندرہ سولین کا تھا کچھی کینال جو کمانڈ ایریا کا پروجیکٹ تھا اُس کے لئے 2000 millions کی بات کی جا رہی ہے یہ اُس دور کی حکومت میں نہیں ہوئی تھی یہ چھ ماہ کی حکومت میں یہ سارا جا کر کے انہوں نے 2000 اسکیمات کا اضافہ کیا تھا۔

**وزیرِ حکومہ سائنس و انفارمیشن شیکنا لو جی اور پاپلویشن ولیفیر:** جناب اپنے صاحب! میرے دوست یہ وضاحت کر دیں کہ میگا پرو جیکٹ اور پرو جیکٹ میں کیا فرق ہوتا ہے اسکا difference یا ہوتا ہے کسی کو آپ میگا پرو جیکٹ کہہ رہے ہیں کسی کو آپ پرو جیکٹ کہہ رہے ہیں وہ ذرا تھوڑی آئی یہ وضاحت فرمائیں گے۔  
**جناب نصراللہ خان زیری:** جناب جیسا کہ پہلے میں نے کہا کہ ایک میگا پرو جیکٹ ہے کچھی کینال کا پرو جیکٹ تھا اس کو آپ میگا پرو جیکٹ ہی کہیں گے۔ ہم نے 2014ء، وفاقی پی ایس ڈی پی میں اسکیمات ہوئی تھیں 2014ء کے اگر آپ پی ایس ڈی پی پڑھیں اُس میں لورالائی میڈیکل کالج کا ذکر ہے۔ اُس لورالائی یونیورسٹی کا ذکر ہے تربت کا ذکر ہے سبی یونیورسٹی کا ہے وہ ہے میگا پرو جیکٹ۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** سردار صاحب! دیکھیں اس میں میگا پرو جیکش کے دو تین criteria ہوتے ہیں ایک تو یہ ہے اس کی amount پر جو اس کی ڈولپمنٹ کی رقم جو اس پر investment ہوتی ہے دوسری بات ہوتی ہے اس کی beneficiaries کے لئے duration and time period کے کتنے عرصے تک viability ہے اس سال پہنچیں سال جو پیسہ لگاتے ہیں۔ جس طرح اب کوئی میں تین ارب روپے کا ایک پرو جیکٹ آپ کی IT افسوسی میں ہو رہی ہے جس کی کوئی TOR's نہیں ہیں تو میگا پرو جیکٹ۔ لیکن کسی کو پہنچا کہ اس سے لوگوں کو کتنا فائدہ ہو گا۔ تو اس طرح کے بھی میگا پرو جیکش ہوتے ہیں کہ جس کا کسی کو پہنچا ہوتا کہ کس کو کتنا فائدہ ہے۔ تو یہ میگا پرو جیکش میں فرق ہے۔ شکر یہ۔

**وزیرِ حکومہ سائنس و انفارمیشن شیکنا لو جی اور پاپلویشن ولیفیر:** جناب اپنے صاحب! انہوں نے میرے علم میں

اضافہ کیا میں بھی سمجھتا ہوں کہ میگا پروجیکٹس وہ ہیں جن کے beneficiaries اور amount اور تیرا اسکا time-frame میں ان سے agree کرتا ہوں کہ time-frame، اب یہاں ہمارے فاضل دوست نے نصراللہ نے جو مسئلہ چھیڑا ہے تو اگر ہم اس کو ایک fresh-question بنانے کے لئے آئیں تو ہم بھی تیاری کر کے 2013ء کے پی ایس ڈی پی سے 2017ء تک ہم بتائیں گے کہ کیسے میگا پروجیکٹس شروع کیتے گئے اور کن کن علاقوں میں شروع کیتے گئے اور ان کے کتنے beneficiaries تھے۔ اور ابھی تک ان کی کیا پوزیشن ہے financial positions تھے، جیسے کہ میرے دوست نہ صاحب نے کہا ہے کہ کچھی کینال ہے یا اس طریقے سے میدیکل کالج ہیں۔ انجینئرنگ یونیورسٹیاں ہیں۔ ابھی جیسے موڑوے تربت کی جو مشرف کے دور کی تھی لیکن اسکی تختی کسی اور نے لگائی اور کریڈٹ کسی اور نے لیا۔ تو میرے دوست نے بڑی اچھی بات کی کہ اس کے تین سیکٹرز ہوتے ہیں۔ تو میں اپنے دوست کو خوش آمدید کہوں گا کہ نصراللہ خان اگر ایک fresh-question ڈال دیں۔ تو میں پھر پورا بتاؤں گا کہ میرے علاقے کے ساتھ کیا ہوا 2013ء میں جب حکومت بھی میرے ساتھ ڈالتی طور پر کیا ہوا۔ اس اسکے بعد میں پورا ان کو کتابوں کی صورت میں ایک ایک ثبوت دوں گا کہ کدھر میگا پروجیکٹس شروع ہوئے اور کدھر ختم ہوئے۔

### تجہذل و نوٹس

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی۔ حی نصراللہ زیرے صاحب آپ اپنا توجہ دلا و نوٹس سوال فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: کیا وزیر معدنیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی ایم ڈی سی شاہرگ سے چپن ملازمین کو نکالا گیا ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ معدنیات ان نکالے گئے ملازمین کی بحالی کے لئے کیا

اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل دی جائے؟

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اطلاعات و اعلیٰ تعلیم): میں آپکے توسط سے دوست سے یہ گزارش کروں گا

کیونکہ محکمہ معدنیات کے وزیر و زیر اعلیٰ صاحب خود ہیں وہ یہاں نہیں ہیں جب آئیں گے تو اسکا بہتر جواب

دے سکتے ہیں تو اسکو اگلے اجلاس کیلئے ڈیفیر کر دیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: نہیں جناب اسپیکر صاحب! ایک فوری نوعیت کے مسائل ہوتے ہیں، لوگ

نکالے گئے ہیں، اُن کی بحالی کا مسئلہ ہے۔ اب اگر وہ بیچارے اپنی تنخواہ کے لئے مجبور ہیں اور ہم یہاں انتظار

کریں ایک ماہ، اب اجلاس پتہ نہیں ایک ماہ بعد ہوگا تو اس وقت تک اُن کی کیا حالت ہوگی؟ تو آپ بیٹھے

ہوئے ہیں، وزراء بیٹھے ہوئے ہیں، اس معاملے کو سنجیدگی سے اٹھا لیں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** زیرے صاحب! وزیر اعلیٰ صاحب موجود نہیں ہیں۔ یہ سوال اگلے سیشن کیلئے ڈیفر کیا جاتا ہے۔ کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** اب وہاں وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں ان کے تمام گھرانے متاثر ہو رہے ہیں۔ ہمارا حق بن رہا ہے۔ ہم وہاں سے شاہرگ سے اتنا کوئی لے رہے ہیں۔ نوے کروڑ روپے ماہانہ وہاں سے collect کیتے جا رہے ہیں۔ ایف سی والے لے جا رہے ہیں۔ تو یہ بھی جب ہم نہیں بولیں گے تو ایک ماہ کے بعد کیا ہو گا۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** آپ کی بات درست ہے کیونکہ یہاں وزیر اعلیٰ صاحب موجود نہیں ہیں۔ تو کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں جی شاء بلوچ صاحب آپ اپنا سوال دریافت فرمائیں۔ جی آغا صاحب۔

**انجینئر سید محمد فضل آغا:** جناب اسپیکر صاحب! یہ جو سوالات آتے ہیں یہ ہاؤس کی property بن جاتے ہیں۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے جو جواب دینا ہوتا ہے یہ اس کی collective ہوتی ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ نہیں تو کوئی اور جواب دے۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے گورنمنٹ کی طرف سے ہمیں جواب آنا چاہیے۔ ہم نے وزیر اعلیٰ کوئی گورنمنٹ کو address کیا ہے ان کی collective responsibility ہے۔ یہ ایسے ہی ڈیک بجا تے ہیں اپنی جان چھڑا کے یہ اس طرح نہیں ہوتا اب لوگوں کو یہ روزگار کیا گیا ہے۔ یہ مہربانی کر کے جواب دے دیں۔ ایسے ہی اپنے کاندھوں سے نہیں ہٹائیں کہتے ہیں کہ جی وزیر اعلیٰ نہیں ہیں ہمیں جواب دیں۔ یہ کیبنٹ کی ذمہ داری ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** آپ تشریف رکھیں جی جواب دیں۔

**وزیر محکمہ سائنس و انفارماشنس ٹیکنالوجی اور پاپلیشن و ملیفیسر:** یہ 55 ملازمین کا اس فور کے تھے یا کیا تھے اور دوسرا یہ پڑھ لیں یہ actually پاکستان نرمل کا پوریشن لکھا ہے پراؤشن subject ہی نہیں ہے یہ تو یہ وفاقی subject ہے۔ کیونکہ ہم صوبہ بلوچستان کے ہیں ہمارے دکھ درد یہاڑی ہماری خوشی سمجھی ہیں۔ ہم ان سے الگ نہیں ہیں وہ ہم سے الگ نہیں ہیں ہر علاقے میں قبیلہ پڑا ہے اور وہ soil son of the rights ہیں۔ اُنکے اتنے ہی take-up کریں گے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** اس پرولنگ دے دی ہے، اگلے اجلاس کے لئے ہے۔ ابھی کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔

وزیر مکملہ سائنس و انفارمیشن مینیٹری اور پاپولیشن ویلفیر: یہ فیڈرل subject ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** ویسے جو سوالات ہوں اُنکے اگر متعلقہ وزیر نہیں ہے تو سیکرٹری صاحبان کو جواب دینا چاہئے اُن سے متعلق۔ جی شاء بلوج صاحب۔

**جناب شاء اللہ بلوج:** شکریہ جناب اسپیکر! میرا توجہ دلا و نوٹس کا مقصد یہی تھا کہ 2018ء کا آخری دن ہے ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ حکومت نے کیا مہربانیاں کیں۔ بلوچستان کے حالات کیسے رہے۔ میرا عنوان ہے 19-2018ء میں عوامی اہمیت کے مسائل کو اجاگر کرنے اور حل کرنے سے متعلق تفصیلات۔ sir پڑھ تو لوں۔ (الف) کیا صوبائی حکومت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت برائے سال 19-2018ء میں عوامی اہمیت کے حامل مسائل کو اجاگر کرنے اور حل کرنے کیلئے کون کون نے منصوبے شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو صوبائی حکومت نے اب تک 19-2018ء کے دوران عوامی نوعیت کے کون کون نے مسائل حل کئے۔ تفصیل دی جائے؟ شکریہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ۔ جی کھیتان صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیتان (وزیر مکملہ سائنس و انفارمیشن مینیٹری اور پاپولیشن ویلفیر): اسپیکر صاحب! مہر ہی پیارا توجہ دلا و نوٹس ہے اچھا question ہے۔ پیارا نہیں کہتا ہوں لیکن اچھا سوال ہے۔ شاء صاحب پوری تفصیلات لینا چاہتے ہیں Leader of the House نہیں ہیں، آج وہ مینٹگ میں گئے ہوئے ہیں۔ آپ سب نے دیکھا کہ اُس کی اسلام آباد میں بھی اسی بلوچستان کے لئے رونارونے گئے ہوئے ہیں۔ پرائم منٹر صاحب اور چیف آف آرمی اسٹاف سے ملے ہیں۔ یہاں کے law and order کے، یہاں کے فنڈر کے بارے میں، ہرقیانی ایکسکووٹر کے بارے میں، مسائل کے بارے میں، تو میں یہاں تفصیل میں تو نہیں جاؤں گا۔ میں فاضل دوست سے یہ کہوں گا کہ اُن کے ذہن میں کوئی عوامی فلاح و بہبود کے ہم ایک گھنٹے تک سننے کو تیار ہیں وہ پورا جتنی تیاری کر کے آئے ہیں ہماری تھوڑی سی رہنمائی کر دیں۔ یہ بلوچستان ہم سب کا ہے۔ اُسکے بعد ان چیزوں کو بھی ہم ساتھ رکھیں۔ میرا قائد، میرا Leader of the House آ جائیگا۔ وہ تفصیل آپ کو بتا دے گا کہ اس وقت تک ہم نے مکران میں کیا کیا۔ اور گورنمنٹ آف چاٹانا کے ساتھ کیا کیا law and order کی صورت میں ہم نے کیا کیا اقدامات کیے جو عوامی نوعیت کے تھے۔ یہاں جو اس صوبے کے مفاد میں تھے۔ وہ پوری کی پوری لسٹ انشاء اللہ جب بھی یہ کہیں گے، اس ایوان میں بھی ہم گزارش کریں گے اور

ساتھیوں کو اگر چاہئے ہو گا ہم دیں گے۔ میں یہاں گزارش کروں گا کہ یہ چیز میں اپنے Leader of the House کیلئے چھوڑ دیتا ہوں۔ آپ پلیز اس میں ہم نوٹ کر لیں گے جو جو چیزیں، جو جو تجویز آپ دینا چاہتے ہیں تو ہم thank you کریں گے welcome

**وزیری گکھہ اطلاعات و اعلیٰ تعلیم:** جناب اسپیکر! ہمارے دوست نے اس توجہ دلاؤ نوٹس میں جو سوال کیا ہے اسمبلی کی توجہ مبذول کرائی ہے یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ جب ہمیں حکومت ملی اُس وقت ہمیں ایسا ترقیاتی بجٹ ملا جو کا عدم ہو چکا تھا بلوچستان ہائی کورٹ کی طرف سے۔ چونکہ ہر حکومت، وہ پانچ سال کا tenure پورا کرتی ہے۔ اور پانچ بجٹ روایتی اُس کے ہوتے ہیں۔ لیکن پچھلی حکومت نے 6 بجٹ پیش کئے تھے اور منظور بھی کئے تھے۔ لیکن اُس میں کچھ آئینی اور قانونی قدغنی کی وجہ سے ہائی کورٹ نے اُس کو struck-down کیا۔ اور ہماری حکومت کو ہدایت کی اس کو دوبارہ review کرے۔ اب دیکھیں جناب اسپیکر! ہمارے پاس اگر ہم بلوچستان کے عوام کو کچھ دیں تو تین، چار heads ہیں۔ ایک تو صوبائی پی ایس ڈی پی ہے۔ جو میں نے آپ کو عرض کیا کہ وہ ہائی کورٹ نے رونگ دی کہ وہ process کے review میں ہے۔ دوسرا فیڈرل پی ایس ڈی پی ہے۔ تیسرا انٹریشنل گرائمز ہیں اور چوتھا جو سی پیک کے پرو جیکش ہیں۔ ہم نے بیک وقت یہ چاروں، پانچوں جو heads ہیں اُن پر ہم نے کام شروع کیا ہے۔ جہاں تک بات PSDP provincial کی ہے اُس پر ہم نے ایک گائیڈ لائنس بنائی ہے کہ ہم جو major sector ہیں ہیلٹھ، ایجوکیشن، پلک ہیلٹھ، واٹر سپلائی، ڈیمز۔ ان major sectors میں اپنی major amount میں بدل کریں گے۔ اس کے علاوہ جو ہمارے پاس فیڈرل پی ایس ڈی پی آ رہا ہے۔ تو اُس میں بدمقتوں سے financial crunch آیا ہوا ہے پورے ملک میں اور وفاق میں بھی۔ انہوں نے ہماری کچھ اسکیمات slash کر دیئے ہیں۔ تو ہماری کچھ دنوں وزیر اعلیٰ صاحب سمیت کا بینہ کے کچھ ممبران کی ملاقات وزیر اعظم صاحب سے ہوئی۔ تو ہم نے وہی بات اُن کے سامنے raise کی کہ جناب بلوچستان under develop کی ضرورت ہے۔ یہاں اگر جس سیکٹر کو بھی ہاتھ لگائیں وہ پیچھے رہ گیا ہے۔ لوگوں کو یہاں پینے کے صاف پانی کی ضرورت ہے۔ یہاں ڈیمز کی ضرورت ہے۔ یہاں ہمیں مزید اسکولوں کی ضرورت ہے۔ shelterless اسکولوں کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہیلٹھ کے مختلف initiatives ہیں اُن کو پوری کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک Nutrition اور ایک mal-nutrition کا سماں ہے، یہاں مختلف اضلاع میں یہاں بہت سے ایسے اضلاع ہیں جو قحط زده ہیں اُن کے لئے ہمیں ایک پیکنچ چاہیے۔ تو Prime Minister was very

تو انہوں نے اپنے positive ministers کو ہدایت کی ہے، خصوصاً پلانگ ائینڈ کمیشن کے جو نئے ہے، کہ بلوچستان کو ایک خصوصی پیشکش دیا جائے۔ جو بلوچستان کی ضرورتوں کو اس سال پورے کر سکے۔ اسی طرح سی پیک کے پروجیکٹس جو ہم نے وہ بھی پرائم منسٹر صاحب کے ساتھ discuss کئے ہیں۔ میں کچھ ہفتے پہلے چائنا میں تھا جیسے اُسکی میٹنگ ہوئی تھی وہ بھی پچھلے اجلاس میں آپ لوگوں کے ساتھ میں نے گوش گزار کرائی۔ اُس میں جو بلوچستان کو ملتے ہیں اُس میں صرف کوئی چار یا پانچ پروجیکٹس ہیں۔ دواہم پروجیکٹس انرجی کے ہیں، جس میں جگو ہے اور 3 سو میگاوات کا گودار related plant ہے۔ اس کے علاوہ گودار کے کچھ projects ہیں جس میں گودار ایئر پورٹ ہے ایکسپریس وے ہے۔ اور اسی طرح ایک گودار پروجیکٹs ہیں up-gradation of GDA hospital ہے۔ اور گودار کے حوالے سے پانی کا مسئلہ چل رہا تھا۔ ہم سے پہلے بہت ہی انتہائی سگین نویعت اختیار کر چکا تھا۔ ہم نے آتے ہی اُس پر کچھ پلانٹس بند پڑے ہوئے تھے ہم نے وہ شروع کرائے۔ اُس میں خصوصاً سربند کا پلانٹ ہے، جو دو لاکھ گیلن پانی سربندگاوں کو دیتا ہے۔ اسی طرح کوئی کاروائٹ جو دو میلین گیلن کا RO plant ہے وہ تقریباً کوئی 15 یا 20 سال سے بند پڑا ہوا ہے۔ بلوچستان ڈولپمنٹ اخباری نے اس کو بنایا تھا پھر وہ ہو گیا اُس کیا پیک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے تو اُس کو ہم sign change کر دیا۔ اسی طرح شادی کو ڈیم کیے ہیں FWO کے ساتھ اور وہ انشاء اللہ بہت ہی جلد لوگوں کو پانی دینا شروع کر گی۔ اسی طرح شادی کو ڈیم کا جو main structure بن گیا تھا لیکن اُس کی پائپ لائن incomplete ہے۔ تو ہم نے آتے ہی پسند کی پائپ لائن کو ہم نے push کر کے اُس کو شروع کر دیا۔ اور آج الحمد للہ پسند کے لوگوں کو شادی کو ہر سے پہنچنے کا پانی مل رہا ہے۔ تو جناب اسپیکر! being حکومت ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔ اور ہم ہر حد تک ہر ممکن جو ہماری صلاحیت ہیں ہر ممکن کوشش جو ہم سے ہو رہی ہے جو ہم کر سکتے ہیں وہ ہم کر رہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا نتیجہ بہت جلد آپ کو بلوچستان میں نظر آیا گا۔ اسی طرح جناب اسپیکر! یہاں بلوچستان میں شاہراہوں کا مسئلہ ہے۔ یہاں تقریباً پرویز مشرف جب حکومت میں تھا جو ایک دو شاہراہ شروع ہوئی تھیں اور last-government شاہراہ شروع کی تھی یہاں یکمیشافت اور یہ خاران والا روڈ ہے وہ شروع ہو چکا ہے۔ اسی طرح کافی شاہراہیں ہیں جہاں کام کی ضرورت ہے مختلف ادوار میں ہم اُن کا نام سن رہا ہے لیکن اُن پر کوئی کام نہیں ہو رہا ہے۔ تو ہم نے پرائم منسٹر صاحب کے سامنے یہ بات دو ٹوک الفاظ میں رکھی کہ جناب! بلوچستان کو شاہراہوں کی ضرورت ہے، براہ مہربانی کوئی پانچ چھاہم شاہراہیں اس دفعہ شروع کر کے ہمیں

دے دیں تاکہ بلوچستان کے لوگوں کو ہم ایک connectivity کی ایک بہتر سہولت دے سکیں تو Prime Minister was very positive اور ان کا کہنا یہ تھا کہ جی ہم بلوچستان کو باقی صوبوں کی نسبت زیادہ ترجیح دینگے۔ اور ہماری being حکومت ہمیں پرائم فنڈر صاحب سے بہت امید ہے اور انشاء اللہ یہ پرو جیکش یہ فیڈرل پی ایس ڈی پی اور صوبائی پی ایس ڈی پی، ہی پیک کے پرو جیکش اور جوان نیشنل گرانٹس ہیں، جن میں ہم نے ADP سے جو کابینہ نے منظوری دی ہے۔ ان سے ہماری کوئی گرانٹ شروع ہوگی، ایریکیشن کے حوالے سے۔ اسی طرح ورلڈ بینک کے حوالے سے کابینہ نے منظوری دی ہے۔ ایریکیشن پرو جیکش ہیں کچھ تو انشاء اللہ تعالیٰ جب وہ زمین پر آئیں گے تو آپ لوگ واضح تبدیلی دیکھیں گے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ۔ جی ثناء صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** شکریہ جناب اسپیکر۔ جس طرح سردار صاحب نے اور میرے بھائی ظہور صاحب نے مفصل کچھ تفصیلات بتائیں۔ دیکھیں سال بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ سال کا آخری دن یہ حکومت کا سال پورا نہیں ہوا۔ صرف 365 دن یا 365 میں سے آدھے دن اگست میں اس حکومت کا قیام عمل میں آیا۔ یہ 1 کروڑ 35 لاکھ انسانوں کے دنوں کو اگر آپ اس میں multiply کریں جناب والا! بلوچستان میں کوئی 4 ہزار ارب کے قریب دن بنتے ہیں۔ یہ اصل میں ہر شہری کا دن اور ہمارے دن کا جو استعمال ہے، ہمارے دن کی جو اہمیت ہے اُس کی افادیت ہے، وہ ہمیشہ حکومت کی پالیسیوں کے بدلت ہوتی ہے۔ پوری دنیا میں وقت کو سب سے قیمتی چیز اسی لئے قرار دیا گیا ہے کہ وقت کا نعم المبدل نہیں ہے۔ دنیا میں تمام چیزوں کا نعم المبدل ہے لیکن اگر کوئی وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے اُس کا نعم المبدل نہیں ہے۔ آج بلوچستان مسلمانستان بن چکا ہے آج بلوچستان ایک بیمار صوبہ ہے آج بلوچستان ایک بیسہ صوبہ ہے آج بلوچستان ایک لاغر بدن، تڑپتا ہوا صوبہ ہے جس کو وفاقد سے اس کے مال و دولت کا حصہ نہیں ملتا۔ اور سب سے بڑھ کر یہ بلوچستان میں 70 سال سے جس طرح کی طرز حکمرانی چلی آ رہی ہے اُس کی پدولت میں ہمیشہ یہ figures دیتا رہتا تھا آج کم کرو ڈگا نہیں دونگا۔ سب کو پختہ ہے تعلیم کے حوالے سے، بیروزگاری کے حوالے سے صحت کے حوالے سے، پیاس کے حوالے سے بھوک کے حوالے سے بلوچستان کی کتنی بد صورت صورت حال ہے۔ میرے دوست نے کہا میں صرف چھ ماہ یا پانچ ماہ میں جتنے دن ہوتے ہیں اُن کو اگر وہ multiply کریں بلوچستان کے شہروں سے ڈیڑھ سے دو ارب دن کے قرضدار ہیں۔ ڈیڑھ سے دو ارب دن میں اگر کوئی پیارہ رہا ہے، اُس کا بوجھ اس حکومت کے ذمے ہے اگر چھ ماہ میں کوئی روزگار پر نہیں لگا وہ اپنے گھر میں اپنے ماں باپ کے ساتھ دستِ خوان پر آدھی روٹی

share کرتے رہے ہیں اُس کی ذمہ داری حکومت ہے۔ اگر بلوچستان میں پیاس سے کوئی مر رہا ہے، نشک سالی سے مر رہا ہے، بھوک سے مر رہا ہے، بم دھماکوں سے مر رہا ہے۔ گولیوں سے مر رہا ہے، انواع سے مر رہا ہے۔ تو جناب والا! اُس کی تمام تر ذمہ داری حکومت وقت پر عائد ہوتی ہے میں ان کو موردا لازام بالکل نہیں ٹھہرانا چاہتا۔ کیونکہ میں بھی خود اس وقت ایک نمائندے کی حیثیت سے ہوں۔ جب میں اپنے ضلع خاران جاتا ہوں 30 یا 35 سالوں سے جس طرح کی حکمرانی رہی ہے۔ یعنی ایک ارب روپے کے پروجیکٹس کا غذوں میں مکمل ہیں لیکن جناب والا! وہاں زمین پر نہ پل مل گانہ برک مل گی اور نہ واٹر سپلائی اسکیم مل گی۔ اور یہ ایک کل پھر بلوچستان میں 70 سالوں سے رہا۔ اور آج یہ جمع ہو کے بلوچستان میں 86% غربت کی شکل میں۔ سردار صاحب! وہ آج 70 سالوں کی ہماری جو غلط پالیسیاں آج 86% غربت کی شکل میں جمع ہو کے ہمارے سامنے آ کے دیو کی طرح کھڑا ہوا۔ آج 18 لاکھ نوجوان بیروزگار ہیں۔ آج آپ کے کالجوں میں صرف 10% لیکھ رہے ہیں۔ 90% کا لج خاران سے آواران تک، ژوب سے گوادر تک، نصیر آباد سے جناب والا! چن تک۔ کسی بھی کالج میں 10 سے 15 سے زیادہ لیکھ رہا نہیں ہے۔ لیکھ رہ کی اسامیاں خالی ہیں اسٹادوں کی اسامیاں خالی ہیں۔ پانچ ہزار سکول shelterless ہیں۔ 25 لاکھ بچے بلوچستان میں۔ میں اس حکومت کو موردا لازام نہیں ٹھہرانا چاہتا ہوں۔ جب ہم منتخب ہو کے آئے تھے جناب والا! ہم یہ سمجھتے تھے 2018ء شروع ہو گیا بلوچستان کیلئے ایک روشن صبح کا۔ بلوچستان کے نوجوانوں میں ایک نئی امید پیدا ہوگی۔ روزگار کے موقع پیدا ہوں گے۔ سکولوں میں اساتذہ بڑی تعداد میں جا کے اپنے بچوں کو پڑھائیں گے۔ ڈاکٹر زلوگ گھروں سے نکلیں گے تو BHUs, RHCs hospitals میں اچھے qualified doctors بیٹھے ہوئے۔ ہر بیمار کو دو ایسا ہسپتال میں ملیں گی۔ جناب والا! ہمیں یقین تھا اور ہم نے صوبے کی رہنمائی کی۔ کہ وفاقی حکومت NFC ایوارڈ کی مد میں یہ فیڈرل پی ایس ڈی پی میں بلوچستان کے ساتھ جس طرح کی زیادتیاں کی ہیں، اُس کے ازالے کیلئے یہ حکومت کوئی حکمت عملی بنائے گی۔ ہمارے ساتھ مل بیٹھ کر، این ایف سی ایوارڈ پر، پی ایس ڈی پی پر، ہسپتال پر، سینڈک پر، ریکورڈ ک پر۔ لیکن مجھے ایک افسوس یہ ہے۔ کہ پانچ چھ ماہ میں وہ pro-active کیا کرتے ہیں کہ بالکل ایک منفرد ایک نیا جزو ایک نیا جوش ایک نئی توانائی ہمیں اس حکومت میں نظر نہیں آئی۔ یہ continuation ہے میں خود ڈرتا ہوں کہ چار، پانچ سال کے بعد جب میں اپنے لوگوں کے پاس جاؤں گا، جب تک بلوچستان میں 60% جناب والا! شرح تعلیم 35% سے 36% ہے۔ یعنی بلوچستان میں 63% لوگ ناخواندہ ہیں وہ یہ نہیں جانتے کہ میں اپوزیشن میں ہوں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم

حکومت کا حصہ ہیں۔ میں آج بھی جاتا ہوں PHE والے کہتے ہیں کہ یہ میں پسے release نہیں ہوئے ہیں ہم جو water supply scheme ہیں جو کسیکو کے بل دے سکے۔ وہ دن تک لوگوں کو پینے کا پانی نہیں ملتا، ہسپتا لوں کے دروازے بند پڑے ہوئے ہیں، سڑکوں پر حادثات ہور ہے ہیں، بیروزگار نوجوان ڈگریاں لے کر پھر رہے ہوتے ہیں۔ ایک energetic ایک نئی حکومت کا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ آئے کے اپنے ان لوگوں کے ایک ایک لمحے کو ایک ایک سینڈ کو، ایک ایک منٹ کو ایک ایک دن کو وہ economic potential میں تبدیل کرے۔ یہاں صوبے میں ایک نئی زندگی پیدا کر دے پیش کہم اپوزیشن میں ہیں ہم نے آپ کے ساتھ اس وقت تعاون کا کہا تھا خدا کے لیے 2018ء سوائے غم کے پریشانیوں کے نواب اسلام ریسنسی اسٹاف صاحب نہیں ہیں، ان کے بھائی شہید ہوئے ایک سوچپن لوگ ایکشن کے دوران مارے گئے۔ بلوچستان نے کافی وہ پندرہ سالوں سے خون خرابہ دیکھا ہے تکفیں دیکھی ہیں ماں بہنوں کی آنسوؤں کے سوا اس صوبے میں اور نوجوانوں کی گرتی ہوئی لاشوں کے سوا اس صوبے نے کچھ دیکھا نہیں ہے۔ لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ ابھی اگر جس طرح سردار صاحب نے کہا کہ تباویز ہم نے PSDP پر آپ سے کہا۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شاء صاحب! تھوڑا مختصر کر دیں کیونکہ کارروائی بہت رہتی ہے۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** سر! میں مختصر کرتا ہوں آج 2018ء کا آخری دن ہے 2019ء کی شروعات ہے۔ سب کو ایک ایک گھنٹہ بولنے دیں۔ آج 12 بجے تک new year یہیں مناتے ہیں۔ 2019ء ملک سکندر صاحب سے دعا لے کر شروع کرتے ہیں۔ 12 بجے تک چلائیں۔ (مداخلت)

**انجینئر زمرک خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوں):** میں اٹھا میں نے دو باتیں کیں۔ حاجی صاحب نے کہا ”کہ ایجنسی سے out کر کے آپ نے بات کی ہے، اس کی کیا ضرورت ہے“۔ تو میں نے کہا کہ میں ابھی حاجی صاحب سے اجازت لوں گا کہ اسپیکر صاحب کے توسط سے کہ وہ مجھے time دینے گے یا نہیں۔ میں نے یہ بات کی۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** جناب اسپیکر صاحب! دیکھیں۔ (مداخلت)

**وزیر محکمہ زراعت و کوآپریٹوں:** اگر کسی نے اتنے کیبنٹ کے اجلاس اس دوران کئے ہیں جتنے اس کیبنٹ نے کیئے ہیں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** اچکزئی صاحب! آپ تشریف رکھیں، آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائیگا۔

جی ثناء بلوچ صاحب مختصر کر دیں۔

جناب اسپیکر میں توجہ دلا و نوٹس میرے بھائی زمرک صاحب مجھ سے بڑے ہیں عمر میں عزت کرتا ہوں مجھ سے زیادہ یہاں اس اسمبلی میں رہے ہیں۔ بالکل اس کی بات سر آنکھوں پر جس طرح ظہور جان نے بات کی سردار صاحب نے آج کوئی تخلی کا دن نہیں ہے میں آج کے دن کو 2019ء کے لیے تھوڑی سی رہنمائی کے لیے آپ اپنی رہنمائی کے لیے خدا جانتا ہے کہ آخر ہم صوبے کے ساتھ یہاں کے عوام کے ساتھ کرنا کیا چاہتے ہیں۔ اور اس کا فصلہ یہاں ہونا چاہیے اور بالکل زمرک صاحب! آپ نے صحیح کہا کہ چار ماہ سے جس صوبے میں سوائے غم کے، پریشانی کے، یہ وذگاری کے، بدحالی کے، اسکوں اور تالابندی کے اور کچھ نہیں ہو، تو وہاں باتیں یہی ہوں گی۔ تو آج میں کوئی نیا غزل، کوئی علامہ اقبال کا یامرزا غالب کا تو شعر تو نہیں پڑھ سکتا ہاں۔ تکلیف، مشکل بلوچستان کی کسی دن حل ہوں تو ہم اُس سے اپنے پیرائے سے ہٹ جائیں۔ جناب والا! میں آتا ہوں اپنے اسی توجہ دلا و نوٹس کی طرف کہ 2019ء کیسا ہونا چاہیے۔ ہم نے 2018ء میں آپ کی PSDP کے حوالے سے رہنمائی کی۔ یہ ہمارے خدشات ہیں سن لیں اگر یہ غلط ہیں تو پیشک ان کو نظر انداز کریں۔ کہ ابھی PSDP جناب والا! ہم نے decentralisation کی بات کی تھی کہ PSDP عدم مرکزیت کی بنیاد پر آبادی، رقبہ، غربت، پسمندگی اضلاع کو دیکھ کر آپ اس کو district کی bases کریں کریں MPA کو ایک پیسہ نہ دیں۔ آج میں دوبارہ کہہ رہا ہوں MPA، bases فنڈز کی تقسیم میں اُن کا کوئی حصہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ بات میں نے 1997ء میں کی آج پھر اس فلور پر کہہ رہا ہوں کہ میں نے پہلے کہا کہ ہم ان نمائندوں میں سے نہیں ہیں کہ آپ سے یہاں کی اسکیم مانگے ایک criteria بنائیں اس اسمبلی سے اُس کو prove کریں، ایک improvement planning and development کی سیکرٹریٹ میں ہو سکتا ہے غلط ہے کہ آج پر چیاں CM secretariat میں جاری ہیں وہاں سے short listing کے ایک تفصیل P&D کو جاری ہے کہ جیسا کیمیں ڈالی جائیں یہ پیسے release کیے جائیں۔ ہم اندر ہے نہیں ہیں ہم اس صوبے میں رہتے ہیں ایک ایک کاغذ وقت آنے پر میں کہہ رہا ہوں آئیں عہد کرتے ہیں کہ 2019ء کو ہم ایک دوسرے میں تصادم کی طرف نہیں لے جائیں گے۔ یہ میں دوبارہ دھرا رہا ہوں کہ planning and development کو کریں، ہر district کو اُس کے رقبے آبادی غربت کی بنیاد پر یہ formula پہلے بھی decentralized کریں،

دیا تھا طے کریں یہ بلوچستان کو آنے والے پانچ سالوں میں چاند کے اگر اور نہ لے جائیں، کم سے کم یا پانے ہمسایہ دوسری قوموں کے برابر لے آئے گا۔ ہمارے لوگوں کی غربت پسمندگی، بدحالی یہ جو تعلیم اور جہالت یہ کم سے کم ختم ہو سکے گی۔ ہماری یہ حکومت اپوزیشن والی سیاست اور لڑائی سے بلوچستان آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ دوسری بات جناب والا! سینڈک پر 2018ء کے اکتوبر میں 12 افراد پر مشتمل ایک کمیٹی بنی ظہور صاحب اُس کمیٹی میں ہیں، ایک اجلاس بھی حکومت نے اس کا طلب نہیں کیا۔ سینڈک سے آپ کو 12 ارب روپے اس پسمندہ حال صوبے کو مل سکتے ہیں۔ جو صرف اور صرف تعلیم کی مد میں آپ خرچ کرو سکتے ہیں۔ ایک meeting نہیں ہوئی۔ حکومت کوشش کرے کہ 2019ء میں آئے، fast track میں اُس کے پانچ، چھ meeting کرے آپ کے وسائل آئیں گے آپ کی حکومت کے پاس آئیں گے آپ کے ساتھ پاؤں کھلیں گے بلوچستان میں غربت کے خاتمے اور تعلیم کے حوالے سے۔ NFC کے حوالے سے ہم نے آپ کو dear road map دیا 2018ء میں، 2019ء میں ہم آپ سے کہتے ہیں کہ آپ نے 2018ء میں وفاقی حکومت کے پاس بلوچستان کا ایک وفد بھی نہیں گیا کہ وہ جا کے بلوچستان کے وسائل NFC کے حوالے کوئی لڑائی جھگڑا کرے، لڑائی جھگڑے سے مراد منطق دلیل کی بنیاد پر بلوچستان کا حق مانے۔ این ایف سی، نیشنل فناں کمیشن غیر اعلانیہ طور پر دو سال کے لیے defer ہو چکا ہے لیکن صوبائی حکومت نے کوئی بھی strong protest نہیں کیا۔ آپ ایک protest کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں کیونکہ اس سے بلوچستان کے وسائل برداشت مسلک ہیں۔ تیسرا بات جناب والا! 2008ء اور 2019ء میں بلوچستان کی تقریباً اس وقت 26 لاکھ آبادی، 26 لاکھ بلوچستان کی آبادی 2018ء سے 2019ء سے transition ان کی ہو رہی ہے یعنی اُس میں سال میں داخل ہو رہے ہیں خنک سالی غربت بھوک اور افلام کی زد میں ہیں بالخصوص آپ کے 12 ڈسٹرکٹس۔ یہاں ہم نے خنک سالی کے حوالے سے آپ کو تجوید زدیں۔ لیکن وہاں بجائے کہ کابینہ میں بیٹھنے کے، فیصلہ کرنے کے، آپ نے تمام stakeholders کے لوگوں کو onboard کر لیا۔ جناب والا! اسکے علاوہ بے روزگاری ایک بہت بڑی آفت کے طور پر سامنے آ رہی ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شناء بلوچ صاحب! آپ مختصر کریں۔

**وزیر اطلاعات و اعلیٰ تعلیم:** جناب اسپیکر! آپ سے گزارش ہے کہ شناء صاحب مختصر کریں تاکہ انہوں نے بلوچستان حکومت پر کافی زیادہ اذمات لگائے تاکہ ان کا ہم word to word جواب دے سکیں۔

**جناب شناء اللہ بلوچ:** سر! میں ابھی آتا ہوں، دیکھیں بلوچستان ہمارا گھر ہے۔ بلوچستان میں اگر بد امنی ہوگی

بلوچستان میں معاشرتی اضطراب ہوگا، بلوچستان میں تکلیف و مشکل کس لیے ہے یا ایک حقیقت ہے کہ بلوچستان میں صنعتیں نہیں ہیں بلوچستان میں روزگار نہیں ہے بلوچستان میں زراعت تباہ حال ہے۔ کیسا کو ظلم و زیادتیاں ہیں، بلوچستان کو آئین کے آڑیکل کے تحت اُس کے وسائل اختیارات گیس کچھ نہیں مل رہا۔ جناب والا! ہم چاہتے ہیں کہ آپ بیٹھیں ہم آپ کی رہنمائی کریں گے۔ بلوچستان میں لاکھوں ملازمتیں آسکتی ہیں۔ کبھی 35 ہزار ملازمتیں، کبھی 10 ہزار ملازمتوں کا جھانسہ دے کر بلوچستان کے 18 لاکھ بے روزگار نوجوانوں کو ہم مایوسی سے نہیں نکال سکتے۔ بلوچستان میں اگر یہ اضطراب ہے کہ سیاسی اضطراب ہے، محرومی ہے، محرومی ہے، لوگ اگر لڑائی جھگڑا کرتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ دست و گریبان ہوتے ہیں یا کسی یروں ملک کے آلہ کار بنتے ہیں جناب والا! اُس کی وجہ معاشری اور معاشرتی بدحالی غربت اور بے روزگاری ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر یہ حکومت رہنمائی چاہتی ہے بلوچستان ہمارا گھر ہے یہ جلے گا جناب والا! اُس میں آپ بھی جلیں گے ہم بھی جل رہے ہیں۔ لہذا 2019ء کو خوبصورت بنانے کے لیے میں اس حکومت پر تقدیم نہیں کر رہا۔ آپ کے صرف پانچ ماہ ہوئے ہیں۔ کیا آپ ساڑھے چار سال میں بلوچستان میں ایک انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ یا جس طرح 70 سال پہلے بوسیدہ بدحال بیارزادہ گزرے ہیں، اُن کی طرح گزارنا چاہتے ہیں جناب والا! یہ اسمبلی اسی طرح چلتی رہے گی۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** زمرک خان! آپ اگر بات کرنا چاہتے ہیں۔ بلیدی صاحب! آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ انہوں نے پہلے، آپ دو منٹ تشریف رکھیں پھر آپ بات کریں پیش۔

**وزیر اطلاعات و اعلیٰ تعلیم:** مجھے اُن کے facts and figures پختہ ہے میں اُن کے جواب دوں چونکہ اُن کا تعلق براہ راست ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔ جناب اسپیکر! شاء صاحب نے جو باقی کہیں کہ پانچ ہزار شیلر لیس اسکول ہیں بلوچستان میں، میں اُن کی بات کو یکسر مسترد کرتا ہوں۔ ہم نے ایجوکیشن انفارمیشن مینجمنٹ سیل کے توسط سے سروے کرایا ہے سارے اسکول جو شیلر لیس ہیں وہ 1800 ہیں۔ اور اُس پر ہم نے ساڑھے چھارب روپے کی اسکیم رکھی ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر! شاء صاحب نے ہمیں کہا کہ جی یہاں 15% functional colleges ہیں میں challenge کرتا ہوں اُن کو 95% functional colleges میں education sector میں functional initiatives لیے ہیں وہ ماضی میں تاریخ میں کبھی کسی نے نہیں لیے ہیں 35 ہزار teachers، ہم اس دفعہ training کے لیے بھیج رہے ہیں۔ تو مہربانی کریں جناب اسپیکر! ہمارے فضل دوست بہت لکھے پڑھے ہیں

سارا بلوجستان ان کی قدر کرتا ہے ہم بھی ان کے قدر دان ہیں۔ برائے مہربانی ان سے ہماری گزارش ہے کہ وہ facts and figures یہاں جو بتاتے ہیں کم سے کم وہ assembly کی تحقیق کر کے آیا کریں۔ یہ باتیں جو میں کر رہا ہوں یہ ماضی کے deduct system نے کیے ہیں یہ میں اپنے طور پر نہیں کہہ رہا ہوں۔ اور جناب اسپیکر! یہاں ایک واضح صورت میں ایک law and order میں تبدیلی آئی ہے بہتری آئی ہے وہ پوری دنیا کو نظر آ رہی ہے۔ جناب اسپیکر! یہاں جس بھی sector کو دیکھیں اس حکومت کی وجہ سے بہتر ہو رہی ہے۔ کوئی کی ٹرینیک کا نظام بہتر ہو رہا ہے۔ آپ کی گورنمنٹ میں بہت زیادہ بہتری آ رہی ہے۔ تو ٹھیک ہے ثناء بلوج صاحب ہمارے بڑے بھائی ہیں ہمارے سینئر سیاستدان ہیں، ہم ان کی قدر کرتے ہیں، ہم ان کی باتوں کو اپنے لیے ایک مشعل را سمجھتے ہیں۔ لیکن خدار ان سے گزارش ہے کہ جب وہ facts and figures and دیا کریں وہ ایسے نہ بولا کریں۔ یہ بلوجستان اسمبلی ہے یہ خاران کا کوئی پوک تو نہیں ہے کہ جو تقریر کر کے وہاں لوگوں کو منتشر کر رہے ہیں۔ مہربانی جناب اسپیکر۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** جناب اسپیکر! مجھے فلور دے دیں میں اس حوالے سے ایک چھوٹی سی بات میں کرنا چاہتا ہوں اُس کے بعد خان صاحب کی باری ہے۔ میں اُس کا حق نہیں مانگ رہا وہ میرا دوست ہے میں اسپیکر صاحب سے گزارش کروں گا کیوں کہ یہ ذمہ داری اُن کی ہے اُن کو زیادہ time دے دیں۔ ایک چھوٹی سی بات میں ظہور جان کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں اسپیکر صاحب نے مجھے اجازت دی ہے۔ میرے خیال سے ہمارے دوست جتنے جذباتی ہوئے، یہ پچھلے اپنے ان کے سوالات کا ایک جواب ہے، وہی چیز ثناء بلوج نے اس پر لائی ہے۔ ابھی اگر انہوں نے کوئی efficiency report دکھائی ہے، اس میں کوئی نئی 1800 بن گئے۔ بھر بہت سارے ایسے اسکول ہیں بالکل میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ اسکولوں میں teachers تو تعینات ہیں لیکن وہ لوگوں کے بیٹھ کرنے ہوئے ہیں اسکول کے teachers تنخوا لے لیتے ہیں اسکول functional نہیں ہیں۔ میں نے خود معزز اپنے صوبائی منسٹر کو میرے خیال میں تین چار مرتبہ دعوت دی ہے کہ ہمارے اسکولوں کا دورہ کریں۔ آج تک ہمارے اسکولوں، کالجوں کا اس نے ایک دورہ بھی نہیں کیا ہے۔ اور ساتھ ہی ہمارے ہیلٹھ کے منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں، میں نے تین چار دفعہ ان کو دعوت دی ہے کہ خدارا! آپ اور نہیں کم سے کم شیخ زید ہسپتال کا دورہ کریں۔ یہ صرف یہاں اس حد تک کیا ہے کہ جب ہم معزز ارکان کے ساتھ منسٹر یہ تکلیف نہیں کرتے ہیں کہ ہمارے دور دراز علاقوں میں جائیں۔ پھر ان کو یہ تو ایک کاغذ اور پرچی تھما دیتے ہیں کہ بالکل یہ report ہے اور اس پر عمل کر رہے ہیں۔ یہ بلوجستان کے interior میں جائیں، خود دیکھیں

میرے خیال میں بہت ایک واضح ان کو ایک نئی کوئی اسکرین نظر آئے گی اور وہ اُس سے بالکل یکسر مختلف ہے تو اس لیے کبھی کبھار وہ جہاں بھی جاتے ہیں اپوزیشن کے ارکان کو اپنے ساتھ لے کر چلیں جس کی ہم ہمیشہ ان کو دعوت دیتے ہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ کتنے اسکول شیڈز لیس ہیں اور کتنے اسکول چل رہے ہیں۔ بہت مہربانی۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ۔ جی اچنڈی صاحب!

**انجینئر زمرک خان اچنڈی** (وزیر حکومت زراعت و کاؤنٹریوز): جناب اسپیکر! میں مختصر آتنا کہوں گا کہ شاء اللہ stamina بھی اُن جس طرح ظہور صاحب نے کہا حقیقت میں وہ جانتا بھی ہے study بھی ہے ماشاء اللہ کا بہت زیادہ ہے۔ میں ایک چیزان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس نے خود کہا کہ 2018ء ٹھیک ہے 2018ء بھی گزر جائیگا زندگی بھی گزر جائیگی ہم بھی ادھرنیں رہیں گے۔ جس طرح ہم سے پہلے لوگ یہاں آئے تھے اور چلے گئے۔ یادوں ہی رہے گا جس نے جتنا بہتر طریقے سے اس صوبے اور ملک کے مسئلے حل کئے۔ 2018ء تک ہم محدود نہیں ہیں۔ اگست 2018ء میں ہماری گورنمنٹ بن گئی اُس کے بعد ہم نے کام شروع کیا۔ میں صرف اس لئے کہتا ہوں کہ کچھ ایسی چیزیں جو انہوں نے کہا کہ چار ماہ میں اگر کوئی کچھ کر سکتا ہے تو وہ اس سے compare کر لیں سابقہ گورنمنٹ سے کہ ہم نے کتنی بہتری لائی ہے۔ ہماری گورنمنٹ ہر سسٹم پر بیٹھ کر انہوں نے غور کیا ہے۔ جس طرح ہماری سب سے پہلی کیفتی میٹنگ ہوئی شاء صاحب! ہم نے سب سے ٹاپ پر ایجوکیشن، ہیلتھ، water and justice peace and justice کو رکھا کہ اس پر ہم نے کیا کیا کرنا ہے۔ اور اسی وقت سے ہمارے اتنے اجلاس ہوئے ہیں۔ کہ ایک ایک اجلاس ہمارا گلیارہ گھنٹے بھی چلا۔ وہاں اس لئے نہیں بیٹھے تھے کہ ہم مذاق اور بہنسی کرتے رہیں گے۔ بلوچستان کے مسئلے تھے جو پڑانے ہمارے سر پر ڈالے گئے۔ ہم اس کو کس طرح سے handle کریں اور کس طرح سے ان مسئلتوں کو حل کریں۔ آپ بہتر طریقے سے جانتے ہیں کہ ایجوکیشن کا معیار بہت خراب ہے۔ میں آپ کو ایک چیز بتاتا ہوں۔ کہ ایجوکیشن کیوں خراب ہے؟ ایجوکیشن تو ہماری اس چار ماہ کی گورنمنٹ نے تو متاثر نہیں کیا ہے۔ آپ کی ایجوکیشن کا کیا سسٹم چل رہا ہے۔ میں ہر جگہ یہی بات کرتا ہوں۔ میں اس چیز کی حمایت میں کرتا ہوں۔ ٹھیک ہے اس میں میری رائے ہے۔ آپ دیکھیں میں پیر علی زنی گاؤں سے تعلق رکھتا ہوں۔ چمن میں۔ خاران میں بچے ناٹ پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ یہاں جب آپ آتے ہیں تو کچھ بہتر سکولوں آپ کو ملتے ہیں تعمیر نو سکول اس سے بہتر آپ کو گیریز نہیں سکوں آپ کو ملتا ہے اُس سے آگے آپ کو بکین ہاؤں، آپ کو سٹی سکول ملتا ہے۔ جب آپ کوئی سے باہر نکلتے ہیں، کتنے ہمارے لوگ afford کر سکتے ہیں۔ کہ اپنی سن میں پڑھیں، دوسرا جو مری میں ہے۔ ایک آباد پبلک سکول ہے یا

حسن ابدال کیڈٹ کا جج ہے۔ ہمارے ہاں تو طبقاتی نظام تعلیم ہے۔ صرف تعلیم بلوچستان تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ یہ پورے ملک میں راجح ہے۔ اور اس کو نشرول کرنے کیلئے آپ نے کونسا طریقہ اپنایا بلوچستان کی حکومت کیا کر سکتی ہے۔ آؤ ہم ملکراں سسٹم کو ختم کر سکتے ہیں۔ آپ کا اسپیکر کا بیٹا چیف منسٹر کا بیٹا اور ایک چوکیدار کا بیٹا ہے ان کو ایک سکول میں پڑھائیں۔ آپ اُس کو ٹھیک کریں۔ یہ جو پرائیوٹ اسکولز شاہید ان کیوجہ سے کچھ بہتر ہوئی ہے۔ اگر آپ کا سسٹم یہ نہ چلے تو پہنچیں آپ کے ایجوکیشن سسٹم بلوچستان میں لتنا نیچے جائے گا۔ آپ اس کا کیا طریقہ کریں گے؟ اس سسٹم کو میں ٹھیک کر سکتا ہوں صوبائی حکومت ٹھیک کر سکتی ہے۔ اس کا تو وفاق سے تعلق ہے۔ ثناء صاحب! آپ کے بہت سے مسائل و فاق سے ہیں۔ آپ کا ریکوڈ کی تعلق کہاں سے ہے۔ آپ کا امن و امان کا سب سے زیادہ 70% کا وفاق سے تعلق ہے۔ ہم نے وفاق کے ساتھ بیٹھ کر ان تمام مسئلتوں کو اٹھایا ہے۔ ظہور بلیدی صاحب میرے خیال میں کل اسلام آباد سے آئے ہیں۔ پرائم منسٹر سے ملاقات کی کو کمانڈر تک گئے۔ وزیر اعظم سے میں بھی ایک میٹنگ تھی ہم نے ان سے کہا ایگر یکچھ کے حوالے سے میں نے کہا کہ یہ صوبائی subject ہے یا فیڈرل subject ہے۔ کہتا ہے کہ یہ صوبائی subject ہے۔ میں نے کہا کہ وفاقی حکومت ہمارے ساتھ کتنا تعاون کر سکتی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ ہم کریں گے۔ جب وہ شروع ہو گا تو تب ثناء صاحب اس پر کام شروع کریں گے۔ آپ کا ریکوڈ کو کس نے پھایا۔ آپ کے ریکوڈ کی سودابازی کس نے کی یہاں۔ آپ کو وہ بھی پتہ ہونا چاہئے اُس پر کیسر لندن تک پہنچ گئے۔ کس نے کیا یہاں آپ کو وہ بھی پتہ ہونا چاہئے۔ ہم نے تو اس کا سودا تو نہیں کیا، اس گورنمنٹ نے تو نہیں کیا ہے۔ نہ اس سے پہلے جب نواب محمد اسلم خان رئیسانی کی گورنمنٹ تھی اُس نے کیا۔ سیندھ سے بلوچستان کو کیا ملا ہے۔ آپ کا کتنا present ہے 1%, 2% آپ کو مل رہا تھا۔ آپ کا گوادر کس کے ہاتھ میں ہے۔ دیکھیں وفاق کے ساتھ ہمارے مسائل ابھی بھی ہیں۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ ہم ملکراں مسائل کو حل کر سکتے ہیں تب اگر اپوزیشن اور ریٹریٹری پیپرzel کر۔ ہم یہاں جب بیٹھے تھے وزیر اعلیٰ جارہا تھا اسلام آباد۔ سی پیک پہ ہم نے دو ٹوک الفاظ میں ہماری کیبنت نے ان سے کہا ہماری یہاں جو اتحادی جماعتیں پیٹھی ہوئی ہیں انہوں نے کہا۔ اور وزیر اعلیٰ نے خود کہا کہ میں جا کر دو ٹوک بات کرتا ہوں کہ ہمارے مغربی روٹ میں ایک اینٹ ابھی تک نہیں لگی ہے۔ JCC میں جس میں بھی اُس نے جا کے عمران خان وہ بھی بتا دیا ہم نے تو اس پر اسٹینڈ لیا ہوا ہے۔ کوئی بھی آپ کا جو بھی میٹنگز جو بھی issues ہوتے ہیں فیڈرل سے ہم نے ملکراں کو اٹھانا ہے۔ اسپیکر صاحب! میں آپ کو ایک مشاورت دیتا ہوں۔ یہاں پر ثناء صاحب بہت بہتر طریقے سے کیونکہ یہ میں سُنا تا ہے، بہت میٹھی میٹھی زبان میں میں سوئی

لگاتے ہیں۔ ہم لوگ جب بولتے ہیں ان کو جلدی غصہ آتا ہے۔ کیونکہ ہم تو تھوڑی سی جذباتی ہو جاتے ہیں۔ یہ ہمیں جذباتی کر دیتا ہے اور خود گھوم گھوم کے آ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ادھر سے پکڑو یا ادھر سے پکڑو۔ پھر بھی ہم ان سے کہتے ہیں کہ جب بھی آپ کو کسی مسائل پر بات کرنی ہو تو issues کو سیکھ روانہ اٹھائیں۔ آئندہ اگلے سیشن میں آپ ایک کام کریں پہلے ہم رکھتے ہیں ایجوکیشن کو آپ تین گھنٹے بحث کرو ایجوکیشن پر سارے۔ اگر آپ ایک جگہ سارے issues کو اٹھاتے ہیں سارے سیکھ روانہ کو اٹھاتے ہیں۔ تو آپ کو کوئی بھی تسلی بخش جواب یہاں سے نہیں مل سکتا۔ آپ آجائیں ایک، دو گھنٹے تین گھنٹے رکھ لیں اپنی طرف سے ایجوکیشن پا next اس کے بعد سیشن آئے گا، ہمیلٹھ پر بات کریں گے۔ اس کے بعد جب سیشن آیا گا water پر بات کریں گے۔ پھر امن و امان پر بات کریں گے۔ اس طرح ہم چار پانچ سیشن رکھتے ہیں۔ اور اس پر detail سے ایک ایک سیکھ پر بات کریں گے۔ تب آپ بھی کچھ کر سکیں گے۔ میں بھی جواب دے سکوں گا ایگر یلکچر پر بات کرنی ہو تو اس پر ہم تفصیلی بات کریں گے ایک speech سے نہیں ہو سکتا نہ اسکے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ آپ آ کر اپنی تجاویز دے دیں یا آپ question اٹھائیں یا توجہ دلاؤں نوٹس لے آئیں ہم ان کو جواب دیں گے لیکن سیکھ روانہ دینے ایک جگہ اگر ہم mix کر دیتے ہیں تو حل نہیں ہو سکتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان کیلئے ہم یہاں کس لئے بیٹھے ہیں یہی چاہتے ہیں میں خود حقیقت میں آپ کو دل کی جو بات ہے وہ کہتا ہوں کہ میں اگر ایگر یلکچر میں تو میں چاہتا ہوں کہ انشاء اللہ آپ کو سال میں دکھاؤں گا کہ ایگر یلکچر میں ہم نے کتنا، آپ کو یہاں ڈولپمنٹ دکھائیں گے اس میں بہتری لانے کیلئے کہ ہمارے بلوچستان کے زمیندار جتنا تباہ حال ہیں۔ ان کو پہتہ ہے کہ ہم نے کس طرح کنٹرول کرنا ہے۔ ہم آپ کی تجاویز کے منتظر ہیں۔ اور اس لئے ہم کہتے ہیں کہ تقدیم برائے اصلاح ہو تو تب بہتری آسکتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ بہتر طریقے سے یہاں present کرتے ہوں جو بھی مسئلہ ہوتا ہے۔ لیکن وہ اتنا لمبا ہو جاتا ہے کہ وہ mix ہو جاتا ہے۔ ہم نہیں دے سکتے۔ آپ sector-wise اس کو تقسیم کر کے انشاء اللہ ہم اس پر جائیں گے۔ اور آپ کو بہتر طریقے سے، یہ ہم اور آپ کا بلوچستان ہے ہم سب یہاں کے رہنے والے ہیں کوئی باہر نہیں آیا ہوا ہے۔ آپ کا مسئلہ حل ہو گا تو میرا ہو گا۔ میرا حل ہو گا تو آپ کا ہو گا تو اس طرح حل کر چلیں گے۔ اور تمام مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں گے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ۔ توجہ دلاؤں نوٹس پر کافی بحث ہوئی اسے نہایا جاتا ہے۔ اب نماز مغرب کیلئے اجلاس کی کارروائی کو پندرہ منٹ کا وقفہ دیا جاتا ہے۔

(اجلاس دوبارہ 6 بجکر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام اسپیکر شروع ہوا)

**جناب قائم مقام اسپیکر:** السلام علیکم۔ جی دنیش صاحب۔

**جناب دنیش کمار:** جناب اسپیکر! بلوچستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ خضدار کیلئے چار اراکین منتخب ہونے تھے، جس میں میرا نام بھی تھا۔ ابھی پتہ چلا ہے کہ کارروائی سے ہی نکال دیا گیا ہے، اس کی وجہات کیا ہیں؟

**جناب قائم مقام اسپیکر:** آپ تشریف رکھیں، یہ جب آیا گا اس تاکم پھر اس پر discuss کرتے ہیں۔

**جناب دنیش کمار:** بولا ہے، نکال دیا گیا ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** آپ تھوڑا حوصلہ رکھیں۔ جی اصغر خان صاحب۔

**جناب اصغر علی ترین:** جناب اسپیکر صاحب! وقفہ سے پہلے ہمارے زمرک خان اچنڈی بھائی نے گورنمنٹ کی طرف سے بڑی اچھی بات کی ہے اور یہ کہا جا رہا تھا ”کہ سب کچھ اچھا چل رہا ہے“۔ جبکہ ہمارے نمبر جو اپوزیشن پیپلز پر بیٹھے ہوئے ہیں، ثناء بلوچ کا یہ سوال تھا کہ یہ چار ماہ سے آپ لوگ گورنمنٹ میں ہیں۔ آپ لوگوں نے کیا کیا ہے۔ ہیلتھ میں کیا کیا ہے ایجوکیشن میں کیا کیا ہے، امن و امان میں کیا کیا ہے، ہمیں بتائیں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** اصغر خان صاحب! وہ بات میرے خیال میں ختم ہو گئی ہے اس پر میرے خیال سے مزید بحث کی۔

**جناب اصغر علی ترین:** دیکھیں! ہیلتھ میں وہی پوزیشن ہے جو آج سے چار چھ ماہ پہلے تھی۔ ایجوکیشن میں وہی پوزیشن ہے۔ امن و امان میں وہی پوزیشن ہے۔ روزگار میں بھی وہی پوزیشن ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ چار چھ ماہ سے کس کو نوکری دی ہے انہوں نے؟ لوگ ڈگریاں ہاتھ میں لئے گھوم رہے ہیں۔ لیکن یہاں کھڑے ہو کے سب کچھ اچھا دکھانے سے تو اچھا لگتا اور میں ایک اور بات کرنا چاہوں گا جناب اسپیکر صاحب! کہ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ گورنمنٹ نے یہ orders-issue کیے ہیں، ڈی سی صاحب کو۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** ترین صاحب! وہ معاملہ نہیادیا گیا۔

**جناب اصغر علی ترین:** بھل کا یہ ایک بڑا سغین مسئلہ ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے یہ directives issue ہوئے ہیں، یہ ڈی سی سے کہا گیا ہے کہ جو بھی ٹرانسفر مرزا illegal ہیں واپڈا کے ساتھ مدد کر کے ان کو اُتارا جائے، جناب اسپیکر صاحب! بجائے یہ کہ یہ آرڈر جاری ہوتا حکومت اگر یہ کرتی وفاقی گورنمنٹ سے رابطہ کرتی، رجوع کرتی اور اگر یہ ہوتا کہ یہ جو illegal ٹرانسفر مرزاں ان کو legalize کیا جاتا ان کیلئے کوئی ترتیب بنائی جاتی تو کافی بہتر ہوتا۔ دیکھیں یہ پچیس تیس سال کا مسئلہ ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** آپ کارروائی کے آخر میں پھر آپ کو بات کرنے کا موقع دیتے ہیں، آپ

تشریف رکھیں۔ آپ کو بات کرنے کا موقع میں دوں گا آخر میں۔ آپ کا ردِ ای کو فی الحال چلنے دیں۔

**جناب اصغر علی ترین:** جناب اسپیکر! یہ میں دوچار باتیں کرتا ہوں پھر اس کے بعد اگر کوئی ہو۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** آپ آٹھ، دس باتیں پھر کر لیں آپ کو میں تسلی سے موقع دیتا ہوں پوائنٹ

آف آرڈر پر پھر آپ بات کر لیں۔ جی سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

### رخصت کی درخواستیں

**سیکرٹری اسمبلی:** میرا سدال اللہ بلوچ، ملک نعیم بازی، میر محمد عمر خان جمالی، نواب محمد اسلم خان ریس انی، میر محمد اکبر مینگل، میر محمد حیم مینگل جناب عبدالرشید، میرزادہ علی ریکی، ملکھی شام لال اور محترمہ فریدہ بی بی نے آج کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** آیا رخصتیں منظوکی جائیں؟ رخصتیں منظور ہوئیں۔

**وزیر یونیکمشن میکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیر:** جناب اسپیکر! پہلے یہ ایک ایک کر کے کیا جاتا تھا یہ mix کیوں کر دیا۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** بس آج ٹائم کی کمی کی وجہ سے ایک ساتھ کر دیا۔

**وزیر یونیکمشن میکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیر:** نہیں نہیں، ایسا نہیں ہوتا کسی کی رخصت منظور کی جاتی ہے کسی کی نامنظور ابھی اس میں سب منظور، دیکھیں یہ رولز کے against رولز میں یہ ہے کہ مثال کے طور پر اب یہ بہت بڑا issue ہے۔۔۔ (مداخلت) میں کسی کی رخصت کے خلاف نہیں ہوں یا! بات یہ ہے آپ لوگ ایک دفعہ مجھے سن لیں ایک منٹ کیلئے۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک بندہ سودن اگر غیر حاضر ہے اس کی ممبر شپ ختم ہو جاتی ہے۔ ٹھیک ہے سیکرٹری صاحب! یا ایسے نہیں ہے؟ ہر ایک کی ایک ایک کر کے نام لیا جاتا ہے۔ آپ کا ساتھی ہو گا ہمارا ساتھی ہو گا violate کر رہا ہو گا نہیں آ رہا ہو گا اس کے دن count ہوتے ہیں۔ اس کے بعد جا کے اس کا فیصلہ ہوتا ہے۔ رولز یہ کہتے ہیں۔ میں کسی کی منظور یا نامنظور کی طرف نہیں جارہا ہوں۔ کل آپ لوگوں کا ایک ساتھی باغی بنتا ہے وہ اس میں نہیں آتا ہے۔ تو آپ اس کی غیر حاضریاں لگا کے آپ کا پارلیمانی لیڈر اس کو نکالنا چاہتا ہے، ادھر تو آپ تھوک کے حساب سے سب کو منظور کرتے ہیں۔ یہ رولز نہیں ہیں۔ سیکرٹری صاحب! آپ اسپیکر صاحب کو guide کریں نیا ہے رولز کے مطابق۔ ہم کسی کے ساتھ نہیں، اب پچھلی دفعہ نواب ثناء اللہ زہری نے اپنا اتفاقیت ممبر کس بنیاد پر نکالا تھا۔ حاضری ہر ایک کی الگ ہوتی ہے درخواست ہر ایک کی الگ ہوتی ہے یہ آپ لوگوں نے mix-up کر دیا۔ آپ نے ساری زندگی سیکرٹری

اسمبلی ادھرگزاری ہے کیسے یہ آپ اکٹا کر کے۔ ابھی ہم کسی کی نہیں منظور کرنا چاہتے آپ اس کو منظور کر رہے ہیں نہیں کیوں؟

**جناب قائم مقام اسپیکر:** نہیں، ویسے rule کے مطابق سردار صاحب! آپ نے درست فرمایا ہے الگ الگ ہوتی ہے۔ چونکہ وقت کی کمی کی وجہ سے ہوا۔ جی ثناء صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** جناب اسپیکر! میرے خیال میں ہم next الجڈ کی طرف بڑھتے ہیں۔ صرف چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ سر! رخشنان ڈویژن کا نوٹیفیکیشن 18 مئی 2018ء کو ہو گیا ہے اور باقاعدہ اکتوبر میں اسکی ڈویژن بن گیا ہے۔ لیکن پہلک سروس کمیشن کی جانب سے اور باقی تمام جگہوں پر جب ڈویژن سطح کی تمام ملازمتیں آتی ہیں اخباروں میں ایڈورٹائز ہوتی ہیں اس میں رخشنان ڈویژن کا ابھی تک ذکر نہیں ہے یہ گزینش میں آ گیا ہے، گزٹ میں آ گیا ہے آ فیشل گزٹ میں ہے اس کا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر خاران ہے یہ آ فیشل گزٹ میں آ گیا ہے اس کی تمام تر پوشیں ابھی بھی آئی ہیں، کل پرسوں، پوشیں پہلک سروس کمیشن کی میں صرف کیونکہ یہ رخشنان ڈویژن کا قیام اس ہاؤس کی منظوری کے بعد عمل میں آیا تھا۔ تو لہذا اس ہاؤس کی responsibility ہے کہ وہ ایک ڈویژن ہوا ہے اس کا ہیڈ کوارٹر خاران ہے۔ لہذا اس میں جو چار اضلاع ہیں ان کی جتنی بھی ملازمتیں ہیں پہلک سروس کمیشن، سروس ایجٹ جزل ایمنشنس یا باقی مکمل رخشنان ڈویژن کے حصے کو کوئے کو ensure کرنے کیلئے رخشنان ڈویژن ہیڈ کوارٹر خاران کو mention کرنا ضروری ہے۔ اس پر آپ ایک رو لگنگ دے دیں باقی خیر ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** ویسے آپ نے درست فرمایا ہے ثناء بلوچ صاحب یہ اس کا آنا چاہیے جو بھی اس کی ملازمتیں ہیں۔ تو میں یہی کہتا ہوں کہ اگر اس پر ایک قرارداد پاس ہوئی ہے۔ قرارداد کے تحت یہ آیا ہے تو اس کو ہونا چاہیے جیسے اور اضلاع کا حق بتا ہے اسی طرح رخشنان ڈویژن کا بھی یہی حق بتا ہے کہ وہ فوری کارروائی اس کی کی جائے۔

**سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر محکمہ سائنس و انفار میشن میکنالوجی اور پاپولیشن ویلفیئر):** جناب اسپیکر! اسکی پوزیشن یہ ہوتی کہ یہ ساتواں ڈویژن بن گیا ہے، announce ہو گیا۔ اب اس کا طریقہ کاریہ ہوتا ہے کہ چونکہ بجٹ ہمارا ہو چکا تھا۔ جیسے ہمارے ساتھیوں نے کہا کہ چھٹا بجٹ، اس بجٹ میں میں بھی اسکا حصہ تھا پچھلی اسمبلی نے چھٹا بجٹ پیش کیئے حالانکہ پانچ بجٹ ہوتے ہیں پانچ سال کا ہوتا ہے۔ تو اس میں نہیں رکھی گئیں اب اس کا ہم یہ کر رہے ہیں کہ اس کی SNE ہم revise-budget میں جیسے یہ مارچ تک آئیگا۔ اس میں

پوشین جو بھی create ہونگی ڈویژن کی جتنی requirement ہوتی ہے، اُس کے مطابق ہم revise-budget میں یہ پوشین دینگے اور اس کے بعد پھر اس کی جو سولہ اور سولہ سے اوپر کی پوشین ہیں وہ پلک سروں کمیشن کو چلی جائیں گی۔ ایک سے پندرہ تک جو ہم نے ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی بنائی ہے DRC وہ اس میں چلی جائیں گی۔ انشاء اللہ میں یقین دلاتا ہوں ٹریزیری پیپرز کی طرف سے کہ ہیڈ کوارٹر کا جہاں تک سوال ہے، ہیڈ کوارٹر کا میرا خیال ہے اس پر کچھ آپ لوگوں کی reservations تھیں ہمارے قائد آئیں گے، لیڈر آف دی ہاؤس، آپ لوگ میٹھے کے میرا علاقہ تو نہیں ہے آپ کا علاقہ ہے، آپ مختلف ڈسٹرکٹس اُس میں آرہے ہیں تو وہ آپ اپنے باہمی پیار اور محبت سے وہ جہاں پر رکھنا چاہیں گے وہ declare ہو جائیگا۔ یا بھی جس طریقے سے کر رہے ہیں۔ پوسٹوں کے حوالے سے انشاء اللہ آئندہ بجٹ میں جی ہو گا۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر کا قیام 2017ء میں اس اسمبلی کی قرارداد کی بنیاد پر ہوا۔ مئی 2018ء میں اس کا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر خاران طے ہوا۔ اس میں کوئی بھی آپس میں علاقوں میں کوئی problem ہنیں ہے۔ بلوچستان ہائی کورٹ کے تین فیصلوں میں وہ reflect ہوا ہے۔ خاران، نوشکی، چاغی، واشک کے یہ تین چار برادر اضلاع ہیں۔ رختان انکا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس میں صرف مسئلہ یہ ہے کہ پلک سروں کمیشن کی جو ملازمتیں ہیں کیونکہ وہ اب قلات ڈویژن اور کوئٹہ ڈویژن کے حصے تھے، تو اس میں بالخصوص قلات ڈویژن کی کچھ پوشین کی کچھ ملازمتیں جو پلک سروں کمیشن میں وہ زون سے نکل کر اسکو کہیں گے رختان زون۔ وہ رختان زون میں جس میں بڑی پوشین ہیں اٹھارہ انیس، بیس گریڈ کی بھی ہیں۔ ایک تو اس کی clarification میں چاہتا تھا، thank you very much آپ نے کر دیا۔ آپ نے بھی کر دیا، باقی کوئی بھی ہیڈ کوارٹر کا issue ہنیں ہے کورٹ کی decision ہے۔ گزٹ میں آپ کا ہے۔ تاہم میں یہی کہہ رہا تھا پہلے کہ اس نے حکومت نے کوشش کی چار اضلاع کو آپس میں کوٹرانے کی لیکن ہم نے حکومت سے یہ کہا ہے کہ چار برادر اضلاع کو کوٹرانے کی بجائے چاغی میں سیندک یونیورسٹی بنائیں گے انشاء اللہ یہ ہماری resolution یگی۔ چاغی میں سیندک یونیورسٹی بنائیں گے، والبند یہ میں ماذل ڈسٹرکٹ ڈویژن بنائیں گے thank you

**جناب قائم مقام اسپیکر:** ثناء بلوچ صاحب کا رواوی کی طرف آتے ہیں۔ جی سرکاری کارروائی۔  
**جناب انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب، صوبائی وزیر، ملک نعیم خان بازی، مشیر برائے وزیر اعلیٰ بلوچستان،**  
**جناب اصغر خان اچکزئی اور محترمہ شاہینہ کا کڑ میں سے کوئی ایک محرك اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 7 پیش کرے۔ ملک**

صاحب! کارروائی کی طرف آتے ہیں پھر آپ، دومنٹ تشریف رکھیں۔ زمرک صاحب اپنی قرارداد پیش کرتے ہیں۔ جی سکندر صاحب۔

**ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قائد حزب اختلاف):** جس طریقے سے رخشنان کا ڈوڈیشن بنائے۔ بڑی اچھی بات ہے اگر پالپیش کو دیکھا جائے تو پیشین اور قلعہ عبداللہ کی پالپیش بہت زیادہ ہے۔ اور اس حوالے سے اگر یہ مہربانی کی جائے ہاؤس اسکو consider کرے کہ پیشین اور قلعہ عبداللہ پر مشتمل ایک ڈوڈیشن کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ ادھر کے لوگ کو سڑکی بجائے اپنے مسائل کو وہی حل کریں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ ملک صاحب۔

**انجینئر زمرک خان اچھزی (وزیر حکومہ زراعت و کاؤپریویز):** ملک صاحب! میں اس پر یہ کہتا ہوں کہ ہماری بات ہوئی ہے، ہماری ٹریزیری پیپر کے دوستوں کے ساتھ ہم ڈوڈوڈیشن بنانا چاہتے ہیں۔ آپ کو ابھی بتاتے ہیں کوئی ڈوڈوڈیشن ہو گا قلعہ عبداللہ اور پیشین علیحدہ ڈوڈیشن ہو گا۔ پھر قلعہ عبداللہ کو ڈوڈسٹرکٹ کی proposal گئی ہے۔ اور پیشین کی ڈوڈسٹرکٹ کی proposal گئی ہے اور ژوب ڈوڈیشن کو ہم ڈوڈوڈیشن بنانا چاہتے ہیں۔ ژوب، قلعہ سیف اللہ، شیرانی ایک ڈوڈیشن ہو گا، دکی، موسیٰ خیل، لورالائی، رکنی، بارکھان دوسرا ڈوڈیشن ہو گا۔ یہ ہم نے دیا ہوا ہے اور اس پر کام شروع ہے۔ انشاء اللہ ہم یہ ڈوڈوڈیشن اور بنانے کی سفارش ہے ہماری، ہاؤس میں لے آئیں گے final approval یہاں سے ہو گا۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** ملک صاحب! قرارداد پیش ہو رہی ہے اسکے بعد پھر آپ بیشک بات کر لیں، جی۔

#### قرارداد نمبر 7

**انجینئر زمرک خان اچھزی (وزیر حکومہ زراعت و کاؤپریویز):** ہرگاہ کہ جہاں یوپیٹی بلوں کی ادائیگی صوبہ بھر کے عوام کے لئے ایک سکنیں مسئلہ ہے۔ وہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جو میٹر صوبہ بھر میں نصب کیے گئے ہیں وہ دیگر صوبوں سے مسترد شدہ ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبائی دارالحکومت کوئی میٹروں کی جانچ پر تال کے حوالے سے صوبائی مکمل توانائی کے زیر اثر ایک مستند لیبارٹری کے قیام کوئی بنا یا جائے تاکہ ناکارہ میٹروں کی فوری طور پر نشاندہی ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی تبدیلی بھی ممکن ہو سکے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** قرارداد پیش ہوئی۔ جی اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

**وزیر حکومہ زراعت و کاؤپریویز:** جناب اسپیکر صاحب! میں نے، یہ ہماری پارٹی کی طرف سے جو قرارداد پیش

ہوئی ہے اس میں محضراً اتنا کہونگا کہ ہمارا یہ مسئلہ بھی وفاق سے تعلق رکھتا ہے۔ اس میں بھلی کے میٹرز ہوتے ہیں اس میں گیس کے میٹرز ہوتے ہیں گیس کا مسئلہ ہوتا ہے۔ یہی مسئلہ ہے کہ ہمارے صوبہ کے جو مسائل ہیں اُس کو ہم اٹھاتے ہیں اور یہی کوشش کرتے ہیں کہ وفاق سے اس مسئلے کو حل کر لیں۔ جس طرح ہمارے اپوزیشن کے دوستوں نے کہا کہ ہمارے مسائل کس طرح حل ہوں گے۔ اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ وفاق جو ہمارے مسئلے پر توجہ نہیں دے رہا ہے تو ہم قرارداد کے ذریعے اس کو اجاتگر کریں اور وہاں تک پہنچائیں۔ حقیقت میں یہ بھی ہوتا ہے پچھلے دور میں پہنچیں ابھی اس دور میں کیا ہو گا ہماری جتنی بھی قراردادیں پیش ہوئی ہیں یہاں سے دس سالوں میں، زیادہ تر قراردادوں پر کوئی غور و فکر نہیں ہوا اور یہاں سے جاتی ہیں اور وہاں ان کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتے ہیں اور ان پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ لیکن اس دفعہ میں وزیر اعلیٰ سے بھی درخواست کروں گا اور ہمارے جتنے بھی اتحادی ہیں کہ جو بھی یہاں سے وفاق کے حوالے سے کوئی قرارداد پیش ہوتی ہے اور اس کو ہم منظور کرتے ہیں۔ تو اس کے پیچھے ہمیں تگ و دو کرنی ہے اور ایک کوشش کے ذریعے ہم اس کو پاس کرنے کی کوشش کریں اور اس پر عملدرآمد ہو اسی طرح میں آپ کو ایک تفصیل بتا دوں کہ گیس کے حوالے سے یہ ہے کہ سندھ کے کچھ میٹرزوں ہاں ان کی گورنمنٹ نے ان کو مسترد کر دیا ہے اور وہ میٹرز یہاں لا کے گا دیئے۔ اس حوالے سے میرے پاس چار پانچ لوگ آئے تھے کہ ہمارے غریب لوگ ہیں ہمارے میٹرز جو چلتے ہیں وہ بالکل جہاز کی طرح سپیڈ چلتے ہیں۔ اور اس کا کوئی طریقہ نہیں کہ اگر آپ پانچ ہیٹر پانچ گیز رچلاتے ہیں پھر بھی وہی بل آتا ہے اگر آپ پورا بند کر دیتے ہیں پھر بھی وہی بل آتا ہے۔ جب یہ بات ہوئی تو میں خود اپنی ایک مثال دیتا ہوں جو میرے ساتھ ہوا ہے۔ میں آپ کو گارنٹی سے کہتا ہوں کہ میرے گھر کا ایک یادو ماہ کا بل ایک لاکھ ساٹھ ہزار آیا میٹر گھر کے گیٹ کے ساتھ لگا ہوا ہے تو میں نے جا کر دیکھا ایک ہیٹر لگا میں بھی وہی سپیڈ ہے پانچ ہیٹر لگا میں بھی وہی سپیڈ ہے۔ اس میں چھوٹی سی چیز ہیلی کا پٹر کی طرح تین پر والی لگی ہوئی ہے تو میرے ڈرائیور نے کہا کہ ایک جہاز ہے جو اس میں چلتا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ ہیٹر بند کر دیں پھر بھی اسی سپیڈ سے وہ چل رہا تھا۔ آپ خود سوچ لیں کہ اگر ایک ڈریٹر ماہ میں میرا ایک لاکھ ساٹھ ہزار بل آتا ہے کسی فیکٹری کا بھی اتنا بل نہیں ہو گا یہ جو گیس والے ہیں یا جو بھلی والے ہیں یا اپنے arrears کو پورا کرنے کے لئے ہمارے غریب عوام کا چڑا اُتار کے اپنے پیسے ادھر سے کمانے کی کوشش کر رہے ہیں اگرچہ بلوجستان ایک غریب صوبہ ہے اور عوام کا آپ کو پتہ ہے کہ در بدر کی زندگی گزار رہے ہیں غریب لوگ ہیں انکی بیس بیس ہزار پندرہ ہزار تنخواہ ہے۔ اگر ان تیس ہزار پچیس ہزار بل آتے ہیں۔ تو وہ کیا کریگا؟ انکی تو گیس بھلی کٹ جائیگی۔ کس طریقے سے یہ لوگ ریکوری کرتے ہیں۔ میں نے ادھر یہ جو مطالبہ کیا

ہوا ہے آپ اگر چاہیں تو گیس کے جی ایم جزل میجر بیٹھا ہوا ہے آپ کیسکو کے چیف کو بلا لیں کہ آپ نے یہ مسترد شدہ میٹر زیبائی کیوں لگائے؟ آپ بلوچستان کو لاوارث سمجھتے ہیں۔ انہوں نے بلوچستان کے بارے میں پتہ نہیں بیہاں رہنے والے پشتوں، بلوج، ہزارہ اور جو بھی سیٹلر ہیں ان کو اس طرح لاوارث سمجھتے ہیں کہ ان کی تو انہوں نے لوٹ مار بنائی ہوئی ہے۔ پچھلے دور میں آپ اگر دیکھ لیں بلوچستان کے سارے وسائل کو لوٹا گیا ہے۔ بلوچستان اگر میں آپ کو بتاؤں میں نے پہلے بھی کہا کہ بیہاں ریکوڈ ک جو جتنا سونا بیہاں سے نکلتا ہے ایشیا میں کوئی ایسی زمین ہے نہیں کہ اتنا سونا وہاں سے ملے۔ میں نے کہا تھا وفاق میں پچھلے دور میں ہم اپوزیشن کی طرف سے پرائم منستر کے ساتھ ملے تھے میں نے کہا پرائم منستر صاحب نواز شریف صاحب! اگر ہمیں آپ ریکوڈ دے دیں اگر اس پر بلوچستان کے حق کو تسلیم کیا جائے تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہم پاکستان کا بجٹ آپ کو لیکے دے دیں گے۔ لیکن یہ نہ ہو کہ کمیشن کی خاطر لوٹ مار کی خاطر آپ اس ریکوڈ کو ہمارے سونے ہمارے کا پر کو ہمارے ساحل کو آپ سمجھتے ہوئے اپنے مزے کرتے ہیں ہم پاکستانی ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ پاکستان مضبوط ہو لیکن مضبوط کس وقت ہوگا اس وقت ہوگا جب بلوچستان مضبوط ہوگا۔ جب بیہاں کی اکائیاں مضبوط ہو گئی تو تب جو ہے یہ وفاق مضبوط ہوگا۔ لیکن انہوں نے ایک فارمولہ بنایا ہے کہ بلوچستان کو لوٹو، وہاں سے جو بھی rejecte meters ہوتے ہیں جو بھی ناکارہ چیزیں ہوتی ہیں وفاق سے وہ آکے بیہاں apply ہوتی ہیں آپ اپنا ایئر پورٹ دیکھیں کس طرح انہوں نے بنایا ہے بیہاں انہوں نے ان کی inauguration کیا، احسن اقبال صاحب آئے تھے پتہ نہیں اور کون آئے تھے۔ ان کا جو وفاقی وزیر تھا انکی تختی کے لئے وہاں کچھ تھا ہی نہیں ان کا تو quality of work آپ دیکھ لیں یہی ہوتا ہے ہماری جو نیشنل ہائی ویز جو ہمارے روڑز بنتے ہیں جو ہماری این ایچ اے کے تحت بنتے ہیں بیہاں ہمارے سی پیک کا کام ہو رہا ہے کس کو الٹی کا ہوتا ہے بیہاں تو نہیں ہے انہوں نے لاوارث ان کو سمجھا ہوا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں ہمارے دوست سارے بیٹھے ہوئے ہیں کہ اس قرارداد کو جتنی بھی وفاق کے لئے ہم قرارداد پیش کرتے ہیں ہمیں جانا چاہیے اس کو follow کرنا چاہیے۔ اور ان پر action لینا چاہیے۔ اگر نہیں میں نے پچھلے دور میں نواب ریسانی صاحب سے کہا آپ کو پتہ ہے کہ ہماری جب پی آئی اے کی فلاں ٹیں چلتی تھیں، کوئی سے کراچی rate کا جو distance جو ہوتا ہے ساڑھے تین سو چار سو کلو میٹر بنتا ہے۔ اور اسلام آباد سے ساڑھے سات سو کلو میٹر بنتا ہے میرا کراچی ہوتا تھا دس ہزار روپے اور اسلام آباد سے کوئی آدمی پی آئی اے کا گلکٹ لیکے ان کا چھ ہزار بنتا تھا اس وقت کی بات کر رہا ہوں، تو میں نے کہا یہ ظلم کیوں؟ پی آئی اے ہم لوگوں پر کمار ہی ہے آپ کو صرف بلوچستان ہی ملا ہوا ہے کہ آپ ادھر کماتے ہیں۔

میں نے نواب صاحب سے کہا کہ آئیں ہم میں اتنی طاقت ہے اس اسمبلی میں کہ ہم اس ایئر پورٹ کو بند کر دیں یہاں پی آئی اے کا ایک جہاز بھی نہ چھوڑیں کیوں آتے ہیں آپ ہم کو کیوں لوٹتے ہیں ہمارے غریب عوام کو کس طرح لوٹتے ہیں۔ اسی طرح اپنی ٹرین کو لے لیں۔ آپ کی ٹرین کا کرایہ ان چیزوں پر ہم نے غور کرنا ہے آج آپ کی گیس کی یہ حالت ہے آپ جا کے ذرا سروے کر لیں کہ کوئی میں لوگوں کے کتنے بل آر ہے ہیں؟ حالانکہ ہونا یہ چاہیے تھا کہ گیس یہاں سے نکلتی ہے، 1952ء میں نکلی تو کوئی کوب گیس ملی؟ پتہ ہے 1992ء میں تھا یا 1994ء میں۔ آج آپ کی یہ جو دوسرا آرہی ہے ہے اس پر ہمارے ایم پی اے پیش کریں گے۔ اغبر گ یہاں سے ان کو گیس نہیں ملتی ہے پنجاب، سندھ اور پختونخوا کے ہر علاقے میں پچھی ہوئی ہے اس طرح تو یہ چیزیں جو ہیں شاء صاحب یہ تو ہم کے ان کو حل کر سکتے ہیں آج ہمارے ساتھ جو یہ ظلم ہو رہا ہے اس کے لئے ہم نے آواز اٹھائی ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب ہمارے یہاں جو ریٹریٹ پیپر ہیں ہم یہاں صوبے کے حوالے سے جو بھی وفاق کا مسئلہ ہو گا ان کو ہم handle کریں گے۔ بہت قابلیت کے ساتھ بہت طریقے کے ساتھ بہت ٹیکنیکل طریقے سے۔ لیکن ان کو بھی ہم نے دبانا ہے کہ آؤ آپ نے گیس اور بجلی کا مل آدھا کر کے پنجاب میں اتنی انڈسٹریز ہیں کہ وہاں ہزاروں، لاکھوں لوگوں کو روزگار مل رہا ہے۔ آپ نے کتنی انڈسٹریز بلوچستان میں لگائی ہیں دس سال میں آپ نے کتنے ہمارے لئے ترقی کے کام کیے ہیں ہمارے لوگ در بدر ہیں وہ اسمگنگ نہیں کریں گے تو کیا کریں گے۔ ہم اگر چمن سے کچھ لا سکیں گے تفتان سے کچھ نہیں لا سکیں گے ہم گوادر سے جیونی سے کچھ نہیں لا سکیں گے تو ہمارے لوگ تو مر جائیں گے یہاں ڈیزیل نہیں ملے گا پیٹرول نہیں ملے گا کیا کریں گے۔ آپ نے کوئی ایک بڑا کارخانہ بلوج بیلٹ میں کہیں تفتان میں کہیں نوشکی میں کہیں پنجگور میں کہیں گوادر میں، گوادر میں تو ابھی سی پیک ہے پتہ نہیں ہے بنے گا یا نہیں آپ نے آج تک پچاس ساٹھ سال میں کوئی ایسا پراجیکٹ بتا دیں کہ وہ وفاق نے یہاں ہمارے ساتھ کیا کیا یہی تو محرومیاں ہیں جو بڑھتی جاتی ہیں جتنا بھی ظلم ہمارے ساتھ ہو رہا ہے اس کے لئے تو ہم آواز اٹھاتے ہیں چاہے ہم اس پیپر پر بیٹھے ہوں چاہے اس پیپر پر بیٹھے ہوں ہم مل کے ان چیزوں کو حل کرنا ہے اگر نہیں ہوا تو ہم اسی طرح یہاں اسمبلی میں بولتے تقریریں کرتے رہیں گے اور جو یہ چلتا رہے گا اور یہ سٹم آج ہے آیا کل اور آیا گا۔ ہم نے مل کے میری تو خود ہماری پارٹی کی یہ پالیسی ہے کہ ہم نے وفاق کے ساتھ پاکستان کو مضمون دیکھنے کے لئے بلوچستان کے حقوق کے لئے ہم نے لڑنا ہے۔ یہاں ساحل و سائل کی بات ہم نے پہلے بھی کی ہے آج بھی کرتے ہیں ہم نے اس پر بات کرنی اور ان حقوق کو لانا ہے۔ ورنہ یہ در بذری کی زندگی اب برداشت نہیں کر سکتے ہیں بجلی کا کیا سٹم ہے اب ہمارے لوگوں کو چار گھنٹے بجلی ملتی ہے اور ان کو ایک لاکھ

روپے کابل آتا ہے۔ تو آپ نے ان کا کیا بچایا ہے۔ آپ نے ہمارا سیب، انگور، انار اور ہماری جتنی بھی سبزیاں ہیں سب ختم ہو گئے ہم نے اپنے باغات کاٹ دیے ٹیوب ویل بند پڑئے ہوئے ہیں پھر بھی ان کا بدل آرہا ہے سب سیڈی ہماری گورنمنٹ دے رہی ہے۔ اربوں نقصان ہمارا ہورہا ہے واپڈ امزے کر رہی ہے۔ واپڈ کو پیسے مل رہے ہیں۔ آپ کو میں دعوے سے کہتا ہوں آج ہزار ٹیوب ویل بند کر دیں اگلے ماہ ان کے بل بھی آئیگے ادھر آپ سے کٹ جائیگا آپ کی سب سیڈی سے کٹتا ہے اربوں روپے آپ دیتے ہیں یہ کونسا طریقہ ہے اس پر ہم نے بیٹھنا ہے ثناء صاحب! آپ کچھ ایسی تجاویز لے آئیں کہ ہم ملکے جائیں وفاق کے ساتھ اس پر بات کریں بجلی نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے لوگ در بدر کی زندگی گزار رہے ہیں۔ جب ہمارا سیزن آتا ہے جوں کام مہینہ ادھر بجلی بند کر دیتے ہیں وہ چار گھنٹے ہم اپنی فصلوں کو بچانے کے لئے ایک زمیندار کوشش کرتا ہے کہ ہمیں کچھ مل جائے ہم اپنے خاندان کو روزگار دے سکے اپنے بچوں کا پیٹ پال سکے۔ لیکن بجلی بند کر کے وہ تباہ کر دیتے ہیں۔ ہمارے باغات خشک ہو جاتے ہیں ہماری سبزیاں جب ہم اگاتے ہیں ان کو جب پانی نہیں ملتا تو کیا ہوگا۔ ہماری گیس صحیح ہے جب سردی کا سیزن آتا ہے ان کو لوڈ شیڈنگ شروع ہوتا ہے اور ان کی گیس بند ہوتی ہے اور ان کے میٹر چلتے ہیں اور بل آجاتا ہے یہ تو میں خود آپ دے کہہ رہا ہوں کہ میرے ساتھ یہی ہوا ہے اور یہ بھی میں آپ کو بتاؤں گا وہ بل آپ کے پاس جمع کر دوں گا کہ ابھی جو اس ماہ میں نے مل جمع کر دیا میں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ مجھے کسی نے بتایا کہ آپ کلا next بل تین لاکھ روپے آیا گی میری تو تجوہ ایک بل میں گئی جب میں برداشت نہیں کر سکتا ہوں تو بلوچستان میں رہنے والا ایک غریب آدمی کیسے برداشت کر سکے گا؟ اس پر آپ نے ان کو کل ہی بلا لیں بیٹھیں گے کوئی ٹائم دیں ان کے ایم ڈی کو بلا لیں ان سے پوچھ لیں میٹر آپ نے کدھر سے لائے ہیں جو ادھر آپ نے لگائے ہیں۔ میرے knowledge میں جو جو آیا کہ یہ جو rejected meters ہیں اور یہ بیہاں اس طرح چلتے ہیں اور آپ کی بجلی کا بھی اسی طرح ہے لیبارٹری بنی چاہیے ان کی لیبارٹری کو میں نہیں مانتا ہوں اگر واپڈ اپنی لیبارٹری بیہاں بناتی ہے یا سوئی گیس یا گیس کا جو بیہاں آفس ہے وہ اپنی لیبارٹری بناتی ہے۔ نہیں بیہاں ہمارا انرجی ڈیپارٹمنٹ ہے اس کے under یہ لیبارٹری بنی چاہیے جو بھی میٹر بیہاں آیا گا وہاں سے چیک ہو کے نکلے گا کہ جی یہ میٹر صحیح ہے یہ غلط ہے ورنہ ہم اسی طرح بیٹھے ہوئے چلو میں تو پھر برداشت کروں گا میں نے تو ایک لاکھ ساٹھ ہزار دیدیے لیکن ایک غریب آدمی کے ساتھ کیا ہوگا ایک غریب آدمی کدھر سے یہ پیسے دیں۔ جب وہ اپنی روزی کے لئے اٹھتے ہیں اپنی پندرہ ہزار تجوہ پر وہ کس کس کو، ہمیتھ کی مشکلات کو حل کریں گا اپنے بچوں کی تعلیم کی فیس جمع کر سکیں پانی کا بدل بھریں گے۔ یہ مسائل ہیں جن پر وفاق کے ساتھ ہماری زیادہ تر

مشکلات ہیں اور ہمارے جو حالات ہیں وہ ان *depend* کر رہا ہے ہماری اٹھار ہویں ترمیم میں آج میں آپ کو بتاؤں اس کو ناکام بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جو ہم نے صوبوں کے لیے حقوق لائے ین ایف سی ایوارڈ جو منظور ہوا کیا ہمارے پاس تنخوا ہوں کے پیسے تھے نواب رئیسانی صاحب کے دور میں ظہور صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہمارے جتنے پرانے ایم پی ایز تھے ہماری تنخوا ہوں کے پیسے نہیں ہوتے تھے 10-2009ء میں جب این ایف سی ہوا تو ہمارا کچھ حصہ بڑھ گیا آپ اس کے بعد پھر این ایف سی پر بیٹھنا تھا ہم نے ان کو پھر *revise* کرنا تھا۔ ہمارا حصہ بننا تھا پھر کوئی نہیں بول رہا ہے کہ وفاق نہیں بیٹھ رہا۔ کیونکہ ان میں ان کا نقصان ہے ہمارا فائدہ ہے یہی چیز ہے کہ ہم نے اس کو کرنا ہے انشاء اللہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان چیزوں کو ہم نے آگے بڑھانا ہے چاہے جدھر بھی بیٹھنا ہوا واہ ہم اٹھائیں گے چلیں گے زور سے چلیں گے چاہے جلوس ہو چاہے جلسہ ہو چاہے ہمیں یوم سیاہ منانا ہو۔ ہم نے وفاق کے ساتھ اپنے حقوق کے لئے کڑنا ہو گا تو تب کچھ ملے گا۔ حقیقت میں میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ یہاں اتنے مسائل ہیں امن و امان کا مسئلہ ہے یا اگر 100 میں 60% یہ وفاق سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہاں وہ ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہیں صرف بلوچستان میں نہیں پورے پاکستان میں یہ مسئلہ تھا۔ پختونخوا میں کتنے لوگ شہید ہوئے؟ ہماری پارٹی کے بڑے بڑے لیڈر، ان کے بیٹے شہید ہو گئے ابھی اس الکشن میں ہارون بورجیسا بندہ یہاں میر سراج رئیسانی شہید ہوئے تو یہ سارا وفاق کا پاکستان کا مسئلہ ہے مل کر ان کو نظرول کرنا ہے۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ یہاں دہشتگردی ہو یہاں بھم بلاست ہو یہاں کسی بے گناہ کی جان ضائع ہو یہاں ہماری فورسز ہمارے بیگناہ لوگ شہید ہو رہے ہیں انکو نظرول کرنے کے لیے صرف بلوچستان حکومت نہیں کر سکتی ہے جب تک وفاق ہمارے ساتھ *cooperation* نہیں کریگا۔ تو اس طرح ہمارے ان مسئللوں پر میں اس ایوان سے کہتا ہوں کہ اس پر گیس اور بجلی اور اگر کوئی اور ہمارا ایسا مسئلہ ہو، ان دونوں کو آپ بلا لیں اور اس پر بیٹھ کر ان سے رپورٹ لے لیں۔ اور اس کیلئے لیبارٹری کی وہ منظوری دے دیں کہ ہمارے اپنے صوبائی۔ جو صوبائی لیوں پر ہم اس لیبارٹری کو چلا کیں گے تو تب انصاف ملے گا ورنہ انکی لیبارٹریوں سے ہمیں انصاف نہیں ملیں گا اور اسی طرح در بر کی ہم زندگی گزارتے رہیں گے اور یہی ہمارا کھال اُتار اُتار کر رہا ہے بلوچستان سے یہ لوگ پاکستان کو چلا کیں گے۔ شکریہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ۔ جی میڈم بشری! آپ بات کریں۔

**محترمہ بشری رندہ:** شکریہ اسپیکر صاحب کہ آپ نے بات کرنے کا موقع دیا۔ لیکن مرد حضرات لگتا ہے کہ انکا دل نہیں بھر رہا ہے بات کر کر کے اچھا پہلے تو ایک یہ ہے کہ یہ جو بات میرے بھائی نے کی اسی سے میں نے

اڑھائی تین ماہ پہلے ایک قرارداد پیش کی تھی جو پی آئی اے اور related serene سے related تھی۔ توجہ ان کو بلا یا جائے میں تو کہتی ہوں کہ پی آئی اے اور والوں کو بھی بلا نا چاہیے اور پابند کرنا چاہیے کہ بلوچستان کے عوام کو relief دیں جو بہت بڑی amount پر جو جنگ کا جو نکٹ کی amount ہے اس amount پر ہمارے domestic flights کی ہیں اس کو بھی ذرا کنٹرول کیا جائے پابند کیا جائے بڑے سختی سے میں کہتی ہوں کہ اس چیز کا نوٹ لینا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک آج ہم لوگوں کی women چیزیں بیٹھ کر باہمی صلاح و مشورے سے ہم لوگوں نے ایک women caucus کا ہم نے set up کر لیا جس میں ہم نے پہلی دفعہ ایک ایسا change ہم ایوان میں لائیں گے ہم نے پوزیشن سے شکلیہ نوید کو پارلینمنٹری کا کس کی چیز پر سن منتخب کی ہے۔ ہم سب مل جل کر کام کرنے آئے ہیں یہاں ہم لوگ سب بلوچستان کے حق میں کام کرنا چاہتے ہیں اسی طرح واس چیز پر سن ڈاکٹر ربانہ ہوں گی جزو سیکرٹری ماہ جین ہوں گی treasurer ہماری ہو گی شاہینہ اور انفار میشن سیکرٹری میں خود ہوں تو ہماری سب کی کوشش یہ ہو گی کہ ہم جب اس ایوان میں آئے ہیں تو ہم لوگ زیادہ سے زیادہ legislations پر کام کریں جو ہمارا main مقصود ہے بجائے اس کے کہ ہم زیادہ ثانی یہاں بحث و مباحثہ میں ضائع کرتے ہیں۔ تو ہماری جو اولین ترجیحات ہیں ان کو importance دی جائے۔ ایک اور چیز جس پر آج میں یہاں بات کرنا چاہتی ہوں کہ بہت تکلیف دہ چیز تھی کہ تین روز پہلے ہو یہاں میں ایک چھوٹی سی بچی کی ساتھ زیادتی کر کے اس کو مار دیا گیا ہے۔ اسی طرح لاہور میں ایک نوسال کی بچی کے ساتھ زیادتی کی گئی ہے۔ تو میں اس کی بڑی سختی سے مذمت کرتی ہوں اس پر عمل کرنا چاہتی ہوں اس غلط attempt کی جو ایک وحشیانہ بلکہ بہت ہی تکلیف دہ ان ماں باپ سے پوچھیں جن پر یہ تکلیف گزری ہو گی تو میں کہتی ہوں اس ایوان میں ہم بیٹھے ہیں قانون بنانے والے، تو اس کا قانون مزید اتنا سخت بنایا جائے کہ کرنے والا 100 دفعہ سوچھے کہ اگر میں نے کوئی ایسی غلط attempt کی تو مجھے اس کے لیے سر عام چوک پر پیڑوں ڈال کر آگ لگانی جائیگی یا تمام لوگ مل کر مجھے پتھروں سے ماریں گے ان کو جب تک ایسی عبرت ناک سزا ہم نہیں دیں گے جیسا سعودی میں ہے کہ اگر کوئی چوری کریگا تو اس کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے اور اگر کوئی قتل کریگا تو اس کی گردن چوک پر کاٹ جائیگی جب تک کچھ اس طرح کی سزا میں نہیں دی جائیں گی تو ان معمصوں پر جو ہمارے مستقبل کے معمار ہیں ان کے ساتھ یہ زیادتیاں ختم نہیں ہوں گی thank you

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ میدم! آپ نے اچھی بات کی زیرے صاحب! آپ بات کریں

ترارداد سے related بات کریں۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر صاحب! آپ کا بہت شکر یہ جو قرارداد ہاؤس کے سامنے ہے یہ بہت ہی اہمیت کی حامل قرارداد ہے۔ ہم اپنی جانب سے اور اپنی پارٹی کی جانب سے اس کی بھرپور تائید اور حمایت کرتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! یہ دو چیزوں سے متعلق ہیں ایک بھلی سے متعلق ان کے میٹرز۔ دوسرا گیس کے جو میٹرز ہیں جس طرح منظر صاحب نے کہا۔ ویسے میں آپ کو آئین کے آرٹیکل نمبر 157 اور 158 جو بھلی اور گیس سے متعلق ہیں، میں پڑھ کر آپ کو سننا ہوں۔ وفاقی حکومت کسی صوبے میں بھلی پیدا کرنے کی غرض سے حرارتی برقی تنصیبات یا گریڈ اسٹیشن تعمیر کر سکیں گے یا کراسکیں گے اور بین الصوبائی تنصیبی تاریں بچا سکیں گے یا بچوں کی مگر شک یہ ہے کہ وفاقی حکومت کسی بھی صوبے میں پن بھلی کا پا اور اسٹیشن تعمیر کرنے کا فیصلہ کرنے یا تعمیر کرنے سے قبل متعلقہ صوبائی حکومت سے مشاورت کریں گے۔ ابھی آپ دیکھیں جناب اسپیکر! کہ آئین میں واضح طور پر صوبوں کی اہمیت کتنی یہاں واضح کی گئی ہے اسی طرح دوسرا اس کا الف دیکھیں اسی آرٹیکل کا۔ جس حد تک صوبے میں صوبے کے اندر بھلی کے محاذ عائد کر سکیں گے۔ اور یہ بھی صوبے کے اندر بھلی کی تقسیم کے لیے نرخ نامے کا تعین کر سکیں گی۔ یہاں تک constitution میں ہے کہ صوبہ خود اپنے نزخوں کا تعین کر سکیں گے۔ مگر ابھی آپ دیکھیں کہ 185-185 آرٹیکل جس صوبے میں ہے۔ قدرتی گیس کا کوئی سرچشمہ واقع ہو اس سے اس سرچشمہ سے ضروریات پوری کرنے کے سلسلے میں ان پابندیوں اور ذمہ داروں کے تابع جو یوم آغاز پر ناصل ہو پاکستان کے دیگر صوبوں پر ترجیح حاصل ہوگی۔ جناب اسپیکر! واضح طور پر آئین میں درج ہیں۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم آج اس بابت رورہے ہیں کہ جو میٹرز لا میں گئے ہیں وہ میٹرنہ جانے کیسا یہاں جس طرح منظر صاحب نے کہا کہ پنجاب سندھ سے مسترد شدہ میٹرز یہاں لا کر کے نصب کیے گئے ہیں اور اسی تیز فمار سے وہ چلتے ہیں کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ایک غریب بندہ وہ ماہنہ 50 ہزار سے 70 ہزار تک کس طرح وہ بل ادا کر سکیں۔ ابھی یہاں ایم ڈی صاحب آئے تھے، ہم سب ایکم پی اے صاحبان گئے تھے۔ ہم نے یہی ان کے سامنے کہا کہ آپ ایک جانب گیس کے مسترد شدہ میٹرز یہاں لاتے ہیں دوسرا جانب یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں لوگ tempering کرتے ہیں اور ہم جا کر کے اس کو اپنی لیبارٹری میں ٹیکٹ کرتے ہیں اور لوگ گیس میٹرز سے چھیڑخانی کرتے ہیں۔ تو ہم نے کہا کہ یہ جو آپ کا وہاں سسٹم لگا ہوا ہے یہاں پر ہمیں بھروسہ نہیں ہے آپ ایک آزادانہ یا جس طرح قرارداد میں کہا گیا ہے کہ ہمارا یہاں انر جی ڈی پارٹمنٹ ہے وہ خود جا کر کے ان میٹرز کو چیک کریں ان کے مطابق جن میٹرز میں tempering کی گئی ہے یا وہ میٹر جو باہر سے

لائے گئے ہیں تیز رفتار، یہ دونوں میٹرز کو اٹھا کر کے ہماری اپنی جو صوبائی حکومت کی لیبارٹری ہو گئی اس میں یہ چیک کروائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سوئی سدرن گیس کمپنی جس طرح ہمارے عوام کے ساتھ زیادتی کر رہی ہے گیس پر پیش کم ہے بعض علاقوں میں نہیں ہے تمام ابھی آیا نیبل پر، کوئٹہ کے جتنے بھی ایم پی اے ہیں اور پشین کے سب اس پر بولنا چاہرے ہے ہیں سب کے ساتھ یہی مسئلہ ہے تو میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور جس طرح مطالبه کیا گیا ہے کہ جی ایم صاحب کو یہاں بلا یا جائے اور ایم پی اے صاحبان کو اس حوالے سے بریف کیا جائے thank you very much

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی احمد نواز صاحب! آپ بات کریں۔

**جناب احمد نواز بلوچ:** جناب اسپیکر! میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں اس کو پورے ایوان کی طرف سے لے آئیں تو بہت اچھی قرارداد ہو گی۔ اور اس کو مشترکہ قرارداد کی جائے treasury or opposition کی طرف سے۔ جناب میرے معزز دوست جو قرارداد لائے ہیں میں اپنی پارٹی کی طرف سے اپنی طرف سے اس کی مکمل حمایت کرتا ہوں جیسے زیرے بھائی نے کہا اور سرنے کہا کہ واقعی پیچھے دونوں جو ایم ڈی صاحب آئے تھے ان سے ہم نے تفصیلًا جتنے بھی ہمارے جن جن علاقوں میں گیس زیارت سے فلات تک۔ جس میں زیرے صاحب بھی بیٹھے تھے، ہمارے دمڑ صاحب بھی، ضیاء لانگو صاحب بھی۔ تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ وہ میٹر لار ہے ہیں جو بھی تجربہ ہے وہ بلوچستان میں ہی ہو گا۔ تو اس بنا پر ہم نے کہا کہ ہر تین ماہ بعد یا چھ ماہ بعد آپ کے میٹر تبدیل ہوتے ہیں جیسا دوستوں نے کہا کہ لیبارٹری ہمارے آزادانہ ہو لیبارٹری بھی ان کی ہے بندے بھی ان کے ہیں میٹر بھی ان کے ہیں۔ جو ٹیکیداری سسٹم ہے ان کا سب سے کرپٹ وہ ہیں وہی جیسا ہی میٹر لگتا ہے بند بھی وہی کرتے ہیں۔ تو اس بنا پر ہم نے کہا کہ آپ اپنے۔ اور اس کے بعد انہوں نے 22 ہزار روپے کا ایک بل پورے صوبے میں جہاں جہاں گیس ہے ان لوگوں پر وہ لاگو کر رہے ہیں جو بندہ بل pay کر رہا ہے اس پر بھی لاگو ہے جو بندہ یا جن کے میٹر تبدیل ہو رہے ہیں یعنی tempering ہے اس پر وہی Bata Rate ہے، وہ رکھا ہوا ہے۔ تو اس پر میں نے انہیں کپڑا کہ بھائی یہ گیس بل جو ایک بندہ کرشل ہے اس پر بھی آپ لاگو کر رہے ہیں، جو گھر یو صارفین ہیں ان پر بھی آپ 22 ہزار کا بل بھیج رہے ہیں، تو وہ کہہ رہا ہے کہ یہ ہماری پالیسی ہے میں نے کہا کہ کیسی پالیسی ہے آپ کی۔ اگر آپ کی پالیسی ہے جو غریب بندہ ہے دن بھر وہ روزگار کرتا ہے، اس کی ایک سو، دو سو اجرت ہوتی ہے تو وہ 22 ہزار کہا سے لائے گا مینے کا۔ تو ایسے کریں جس کا میٹر بند ہے آپ ان کی ایک علیحدہ لیگری رکھیں اگر جو اس کے ساتھ والا ہے وہ بل pay کر رہا ہے 100% اور

اس پر بھی وہی آ رہا ہے تو اس پر ہم نے اور ہمارے جتنے بھی ایم پی ایز تھے ہم نے آواز اٹھائی اور ہم رے کی بات ہے کہ وہ اپنے اس بات پر ب Lund تھے کہ 22 ہزار ہم نے فیصلہ کیا ہے وہ ہم واپس نہیں لیں گے تو میں جناب زمرک خان صاحب کی اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں اور بھلی کا بھی ذکر ہوا وہ بھی ایسا ہی ہے ان کی بھی بادشاہت چلتی ہے جہاں غریب ہیں جو بل دے رہے ہیں جو نہیں دے رہے ان کا بل بھی ان پر ٹھونک دیتے ہیں تو اس پر آپ سے درخواست ہے اگر آپ ان کو بلا کیں اور ان کے ساتھ ایک مشترکہ ایک میٹنگ بلا کیں ہمارے دوستوں کا اپوزیشن لیڈر ہوں اور آپ کی طرف سے ہو تو اس پر ہم مل بیٹھ کر بات کریں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ احمد نواز۔ جی مسٹر دنیش۔

**جناب دنیش کمار:** ہمارے ایم پی ایز صاحبان گیس سے متعلق جو قرارداد لائے ہیں یہ پورے صوبے کے عوام کی آواز ہے۔ میں نے جہاں جہاں بھی اقلیتی آبادیوں کا دورہ کیا ہے وہاں بھی شکایات سننے میں آئی ہیں کہ بھلی آتی ہے کچھوے کی رفتار سے اور میٹر زگھوڑے کی رفتار سے چلتے ہیں۔ سوئی سدرن گیس کمپنی over billing کرتی ہے حتیٰ کہ حکومتی اداروں پر بھی over billing خود کرتے ہیں اس چیز کا میں گارنٹی سے کہتا ہوں۔ میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ بہت بہت شکریہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی اصغر صاحب۔

**جناب اصغر علی ترین:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی جانب سے اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔ یہ بڑا ہم issue ہے۔ ہمارے صوبے کے علاوہ باقی صوبوں میں جو گیس استعمال کی جاتی ہے وہ روزمرہ زندگی کے لئے ہے۔ وہ باور بھی خانہ کے مقاصد کے لئے ہے۔ ہمیں بالخصوص سردیوں میں اور اس کے علاوہ ہم جو گیس استعمال کرتے ہیں وہ زندہ رہنے کے لئے ہم استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں اگر گیس ملے گی تو ہماری زندگی ہو گی اور اگر گیس نہیں ہو گی تو ہماری زندگی نہیں ہو گی۔ جناب اسپیکر! گیس کی یہ حالت ہے کہ نکاشن انہوں نے دیئے ہیں پائپ انہوں بچھا دئے ہیں بل آ رہے ہیں۔ لاکھوں روپے کے آ رہے ہیں لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ گیس کی لوڈ شیڈنگ اتنی ہوتی ہے اور جس وقت ہمیں گیس کی ضرورت نہیں ہوتی تو اس وقت ہمیں گیس ملتی ہے جس وقت ضرورت ہوتی ہے اس وقت نہیں ملتی۔ اب رات کے بارہ ایک بجے کے بعد دیہاتی علاقوں میں گیس چھوڑ دیتے ہیں صح فجر کی اذان تک۔ اور فجر کی اذان پر لوگ اٹھتے ہیں نماز کے لئے تو گیس کی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! انجینئر زمرک صاحب نے بجا فرمایا ہے درست فرمایا ہے ہمیں اس بھلی اور گیس کے حوالے سے وفاقی حکومت سے بالکل دلوں کا بات کرنی چاہیے۔

میرا مشاہدہ رہا ہے کہ سارا سال مری میں گیس پریشر ہوتا ہے۔ پنجاب میں سارا سال گیس پریشر کے ساتھ ملتی ہے۔ جنوری ہو یاد سبھر ہر وقت اتنی گیس میسر ہوتی ہے کہ آپ حیران ہو جائیں گے۔ ٹریڈری ہو یا اپوزیشن یہ سب کا مسئلہ ہے۔ بلوجستان حکومت اور ہم سب مل کر اس مسئلے پر بات کرنی چاہیئے۔ زمرک خان صاحب نے بھلی کے حوالے سے بات کی واقعی یہ نگین معاملہ ہے۔ بالخصوص یہ دیہاتوں میں اب شروع ہوا ہے۔ ٹرانسفارمرز اٹھا کر کے لے جا رہے ہیں یہ میں پچیس سالوں سے لگے ہیں یہ کیسکو سے پوچھا جائے یہ آپ لوگوں سے کروڑوں روپے کے مل وصول کر رہے ہیں وہ کس کی جیب میں جا رہے ہیں یہ معلوم کرنا چاہیئے۔ لوگوں کے باغات ختم ہو گئے ہیں اور ان کا کاروبار ٹھپ ہو کے رہ گیا ہے۔ لوگ ابھی چوری چکاری پر مجبور ہو گئے ہیں۔ جو ٹرانسفارمرز ہیں ان کو *legalize* کرنا چاہیئے۔ ان کے لئے کوئی طریقہ کارڈ ہونڈنا چاہیئے ان کے لئے وفاق سے بات کرنی چاہیئے یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ مرے ہوئے کو مزید مارو۔ یعنی پہلے سے بھلی اور گیس نہیں ہے۔ پھر چار پانچ لاکھ کا ٹرانسفارمر کھبے اپنے پیسوں سے خریدے گئے ہیں اور یہ آکر کے شیروں کی طرح، وہی ٹرانسفارمر لے جاتے ہیں۔ میں نے یہ بات کیسکو چیف سے کی کہ یہ طریقہ کاراچھانیں ہے۔ پھر آپ صوبائی حکومت کے ساتھ بیٹھیں فیڈرل گورنمنٹ سے بات کریں ان کو *legalize* کریں ان کے لئے کوئی طریقہ کارڈ ہونڈیں۔ اور دوسرا میں آپ کو بتاؤں حالتِ زار ان کی یہ ہے کہ ایک ٹرانسفارمر ایک محلے میں خراب ہوتا ہے اُس کی مرمت کے لئے آپ کو ایک ماہ انتظار کرنا پڑتا ہے۔ میں بذاتِ خود ہم متعلقہ کیسکو کے اہلکاروں سے بات کرتے ہیں یا چیف سے بات کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جی ہم کرتے ہیں۔ پیشیں میں کوئی مرمت کا بندوبست نہیں ہے کوئی لے آتے ہیں۔ اسی طرح قلعہ عبداللہ چن اور پورے بلوجستان کو لے لیں۔ انہوں نے ایک بازار گرم کیا ہے۔ یہ اربوں روپے یہاں ٹرانسفر کرتے ہیں کروڑوں روپے اپنی جیبوں میں ڈالتے ہیں کماتے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! آپ رونگ دے دیں اور کیسکو چیف کو بلا لیں اور گیس کے اعلیٰ عہدیداروں کو بلا کیں سب کو بلا کیں یہاں اور ان سے سوالات ہمارے اداکین اسمبلی کریں۔ یہ بڑا نگین ایشو ہے یہ بالکل جو قرارداد پیش کی گئی ہے یہ ہم سب کا مشترکہ مسئلہ ہے ہم اس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں۔ شکریہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ۔ جی اختر حسین لاگو صاحب! مختصر بات کریں۔

**جناب اختر حسین لاگو:** اداکین نے اس پر تفصیلی بات کر لی ہے میں دہرانا میں چاہتا۔ دو تین باتیں اس حوالے سے ہیں انجینئر زمرک صاحب بیٹھے ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ اس کو مشترکہ قرارداد بنایا جائے تو یہ زیادہ

شاستہ اور قرارداد ہوگی powerful میٹرز کے حوالے سے ہماری ان سے بات ہوئی تھی یہاں سوئی سدرن اور سوئی نادرن کے پاس دو قسم کے میٹرز ہیں۔ ایک سوئی سدرن کی اپنی لوکل فیکٹری ہے یہ بناتی ہے اور اس کی کرتی ہے اور دوسرا وہ میٹرز ہیں جو یہ باہر سے import کرتے ہیں اور سنده اور پنجاب میں جو باہر کے international standards میٹرز جو وہ امپورٹ کرتے ہیں وہ یہ میٹرز سنده، پنجاب اور KP میں لگاتے ہیں۔ اور یہ لوکل ناقص جو میٹرز ہیں وہ باقی صوبے نہیں اٹھاتے یہ لوگ یہاں بلوچستان میں لگاتے ہیں۔ انہوں نے اپنے اس خسارے کو پورا کرنے کے لئے کوئی شہر یا یونین کو نسل کی سطح پر شروع سے آخوند سو فیصد میٹرز کو تبدیل کرتے ہیں پھر سو فیصد میٹرزوں پر بائیس ہزار روپے جرمانے کے طور پر لگاتے ہیں کہ جی میٹرز tempered ہیں۔ اگر مال لیا جائے تو جناب اسپیکر اس سب پر یکساں جرمانہ نہیں پڑتا اس لئے کہ میں اگر دس روپے چار ہا ہوں تو ضروری نہیں ہے کہ میرا ہمسایہ بھی دس روپے چار ہا ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہ پچاس، دوسراسو تیرسا پانچ سوروپے کی چوری کر رہا ہوگا۔ تو ہر میٹر کی نوعیت مختلف ہونی چاہیے ہر میٹر کی رپورٹ مختلف ہونی چاہیئے یہ سو فیصد میٹرز کی جو لیبارٹری رپورٹ ہے وہ ایک جیسی کیسے آتی ہے؟ یہ کس فارمولہ کے تحت کرتے ہیں ایک تو اس فارمولہ کو انکاد یکھا جائے۔ اسی قرارداد میں زمرک صاحب سے یہ درخواست ہے کہ ایک چیز یہاں شامل کر دیں ایک تو یہ میٹرز کا issue ہے اور دوسرا ہمارے پاس ٹیف کا ایشو آ رہا ہے۔ جناب اسپیکر! یہاں سردیوں میں پورے پاکستان سے زیادہ ضرورت یہاں بڑھ جاتی ہے۔ تو تین سو یونٹ کے بعد ہمارا ٹیف ڈبل ہو جاتا ہے۔ پنجاب کے گرم علاقوے ہیں ان کو چھروپے سے آٹھ روپے تک گیس فی یونٹ پڑتا ہے۔ جبکہ ہم وہی گیس اُنیں روپے فی یونٹ کے حساب سے ادا کر رہے ہیں۔ جبکہ ہمارا limit کو ہم cross کرتے ہیں تو ٹیف ڈبل اور تین گناہ پر چلے جاتے ہیں۔ چھروپے گیس کی قیمت ہم اُنیں بیس روپے فی یونٹ کے حساب سے ادا کرتے ہیں۔ یہ دوسرا سب سے بڑا ظلم بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ یہ ٹیف والا مسئلہ ہے۔ تو اس پر ان تمام چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میری انجینئر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ ایک تو اس کو مشترکہ قرارداد کیا جائے دوسرا اس میں ایک addition ہم لوگ کر لیں کہ یہاں یہ میٹر اور ان جھگڑوں سے ہمیشہ کے لئے اگر ہم نے بلوچستان کے لوگوں کو نجات دلانی ہے تو ہمیں ان کے ساتھ بیٹھ کر ایک fixed-billing کی طرف ہم چلے جائیں تاکہ وہ ٹیف کے منکے سے مصیبت سے بھی ہماری جان چھوٹ جائے اور یہ میٹرزوں پر دو تین ماہ بعد جو جرمانے لگا رہے ہیں ان جرمانوں سے بھی ہماری جان خلاصی ہو جائے تاکہ ہمارے لوگ اس گیس کے ثمرات سے بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ اور ہم ان کو afford بھی کر سکیں۔ اور دوسری بات جناب اسپیکر!

کیسکو کے حوالے سے ہے۔ حالت ان کی بھی سوئی سدرن سے بہتر نہیں ہے۔ اب کہا گیا ہے کہ پورے پاکستان میں لوڈ شیڈنگ کو ختم کرنے جا رہے ہیں۔ ہم اس وقت جو میرا حلقة ہے کوئئی سٹی کا ہے ہمارے فیڈر کو انہوں نے نام دیا ہے ملک پلانٹ فیڈر۔ یہاں آٹھ سے نو گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہے اور بل چوبیس گھنٹے کا ہم لوگوں سے وصول کر رہے ہیں۔ اسی طرح زمینداروں کے ساتھ اگر آپ جو صوبائی حکومت اور زمیندار۔ زمیندار جو cash pay کر رہے ہیں اور صوبائی حکومت جو سبیڈی کی مدد میں کیسکو کو pay کر رہی ہے۔ اگر ان دونوں کو اکٹھا کیا جائے تو ہم کوئی پندرہ گھنٹے سے اوپر کیسکو کو ہم ادا کر رہے ہیں جبکہ ہمارے زمینداروں کو کچھ علاقوں میں یہ چار گھنٹے اور کچھ علاقوں میں چھ گھنٹے بھلی دیتے ہیں۔ چھ گھنٹے سے زیادہ کہیں بھی ہماری زمینداروں کو بھلی نہیں ملتی جبکہ ہم زمیندار اور گورنمنٹ آف بلوچستان کی جو سبیڈی ہے اگر ان دونوں کو ہم ملا دیں تو کم سے کم ہم انہیں پندرہ گھنٹوں کی ادائیگی کر رہے ہیں اور چھ گھنٹے چار گھنٹے بھلی ملتی ہے جس میں انہیں کم دو لیچ بھلی ہے۔ جس میں آئے دن ان کی مشین اور اسٹارٹر زجل رہے ہوتے ہیں۔ فصلات کو پورا پانی نہیں ملتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ رولنگ دیں کہ چیف کیسکو اور جی ایم سوئی سدرن گیس کمپنی کو آپ اپنے چیمبر میں بُلا لیں اور ان تمام چیزوں کو ہم اُنکے ساتھ take-up کریں اسی کے اراکین کو بھی آپ بُلا لیں۔ اور میری زمرک صاحب سے یہ request ہے کہ زمرک صاحب ہمارے ساتھ بیٹھ کر کے یہ جو قرارداد ہے اس میں amendments کر کے سوئی سدرن گیس کی، اُس میں ہم fixed-billings کی طرف جائیں تو میرے خیال سے پورے صوبے کا اس میں فائدہ ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی مہین صاحب! مختصر بات کریں۔

**جناب محمد بنین خان خلجمی:** جی۔ زمرک خان صاحب نے جو قرارداد پیش کی، اس حوالے سے میں گیا تھا کراچی میں مشترکہ ملاقات ہماری وہاں ایم ڈی کے ساتھ ہوئی، جیسے ہمارے لانگو صاحب نے بتایا تو ہمیں اس کو fixed-billing کرنی چاہیے۔ اور ہم سارے اس میں کوئی کے یا بلوچستان کے لوگ ہیں ان کے لئے fixed-billings ہونی چاہیے۔ گیس ہمارے بلوچستان سے نکل رہی ہے اور ہمارے ہی عوام کو فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ جیسے لانگو صاحب نے کہا اس کو fixed-billing پچیس ہزار روپے سالانہ fix کر دیں۔

(اذان۔ خاموشی)

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ۔ جی نور محمد دمڑ صاحب۔

**جناب نور محمد دمڑ (صوبائی وزیر محکمہ پی ایچ ای دوسا):** بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب اسپیکر! جہاں تک اس

قرارداد کا تعلق ہے۔ میرے خیال میں یہ قرارداد عوامی نوعیت کی ہے اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا چاہے اپوزیشن ہو یا ٹریڈری پیپلز ہوں۔ ہم تقریباً سارے ہاؤس اس بات پر متفق ہیں کہ گیس کا جو بحران ہے وہ آج ان سردیوں میں یقیناً ہے۔ اس پر آپ فوری طور پر جی ایم گیس کو بلا لیں اور ان سے آپ بیشک پوچھ لیں۔ ایک تو بڑے افسوس کی بات ہے کہ گیس نکلتی بلوچستان سے ہے۔ اور بلوچستان کے اکثر شہر، اکثر اضلاع ابھی تک گیس سے محروم ہیں۔ کوئی ایک دو شہر، زیارت ہو یا پیشین ہو یا مستونگ ہو، جن شہروں کو گیس مل رہی ہے، وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہے۔ جناب اپسکر! آج کل اس سردی میں جہاں گیس کی اشہد ضرورت ہے، وہ ہے زیارت میں آج کل منقی گیا رہ بارہ چل رہا ہے۔ لیکن وہاں گیس نہ ہونے کے برابر ہے۔ جب زیارت کو گیس ملی تو زیارت کے عوام خوش تھے کہ ہمیں گیس مل گئی اور زیارت کے عوام اس سے پہلے ہجرت کرتے تھے، ہر وقت ہر نانی یا سبی یا پنجاب کے اکثر شہروں میں وہ یہاں سے migrate ہو کر چلے جاتے تھے۔ جب گیس آگئی تو زیارت کے عوام خوش تھے کہ ہم ابھی ہجرت کرنے سے نجگانے کے، ہم یہاں سردی گزاریں گے۔ لیکن جب گیس آگئی تو گیس نہ ہونے کے برابر ہے۔ تو ابھی اگر گیس کا پریشر بہتر ہوتا ہے تو میرے خیال میں زیارت کے لوگ سارے یہاں پر رہتے تھے۔ لیکن گیس کے پریشر کی کمی وجہ سے تو ابھی زیارت جا کے دیکھیں وہاں نہ کوئی آفسرزہ سکتے ہیں اور نہ وہاں مقامی لوگ رہ سکتے ہیں۔ تو سارے یہاں اس وقت زیارت سے migrate ہو کر کے چلے جاتے ہیں اُن شہروں میں جہاں موسم تھوڑا اسازی زیارت سے گرم ہوتا ہے۔ تو میری یہی گزارش ہے کہ جی ایم صاحب کو بلا یا جائے کہ براہ مہربانی بلوچستان میں جن اضلاع کو گیس مل رہی ہے وہ میرے خیال میں پنجاب کے ایک کارخانے کے برابر بھی نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی ہمیں گیس تو برائے نام ملی ہوئی ہے لیکن وہ نہ ہونے کے برابر ہے تو یہ میرے خیال میں بڑی خوش آئندہ بات ہے کہ سارے ہاؤس اس قرارداد پر متفق ہو گئے اور مجھے امید ہے کہ آئندہ کیلئے بھی اس طرح کی قرارداد آتی رہیں گی۔ اور ہر طرف سے، بات بھی یہی ہے کہ ہمارے بلوچستان یقیناً ہر طرف سے بحران کا شکار ہے اور قحط سالی نے ہمارے بلوچستان کے لوگوں کو نان شبینہ پر مجبور کیا ہے۔ ہمارے لوگوں کو روزگار نہیں ہے۔ ہمارے لوگوں کے باغات، زراعت خشک ہو گئی ہے۔ تو یہی کچھ گیس بھی اس سردی میں جو لوگوں گزارہ کرتے تھے وہ بھی ابھی ہم سے چھین رہے ہیں۔ تو یہ میرے خیال میں ہمارے بلوچستان کے ساتھ زیادتی ہے، ظلم ہے، تو اس ہاؤس کے اتفاق پر اگر آپ اسی طرح کیسکو چیف کو بلا یا جائے بھل کا بھی یہی بحران ہے جس طرح دوستوں نے کہا۔ تو دونوں کو ایک جگہ بلا یا جائے اور ہمارے ساتھ ان کی ایک میٹنگ کرانی جائے تاکہ ہم آپس میں بیٹھ کے ایک بہتر لائچ عمل اور بہتر تجویز دے سکیں۔ جہاں تک دوستوں نے fix rate کی

بات کی۔ تو fix rate میں ٹھیک ہے، کچھ گھر انوں کو اُس سے فائدے ہیں، اُن کو یہ بالکل صحیح طور پر وارہ کھاتا ہے۔ لیکن ہمارے زیارت کے عوام وہ تو اس سردی میں migrate ہو کے چلتے جاتے ہیں۔ اگر اس پر لگا دیں تو پھر یہ ہو گا کہ وہ میٹر بند بھی پڑے رہیں گے، تو چار، پانچ ماہ کے بعد زیارت کے لوگ جب آتے ہیں وہ fix rate اُن کو دینا پڑتا ہے۔ تو یہی ہے کہ میرے خیال میں جب آپ بلائیں گے تو ہماری، سب کی مشاورت سے، ہماری سب کی میٹنگ سے اُن کو ہم بہتر تجویز دے سکیں گے۔ شکر یہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکر یہ۔ ملک صاحب! مختصر کر دیں آگے بھی قرارداد ہیں۔

**ملک نصیر احمد شاہواني:** میرے خیال میں اس قرارداد پر تو دوستوں نے سیر حاصل بحث کی ہے اور بہت سی چیزیں ہمارے سامنے آچکی ہیں۔ سب دوستوں کا یہی انتہا ہے کہ آپ رو لنگ دے دیں اور جی ایم ڈی گیس اور اُس کے ساتھ جو کیسکو کے چیف ہیں اُن کو بلائیں۔ میرے خیال میں گزشتہ دنوں جب ایم ڈی گیس یہاں بلوچستان آئے تو سرینا ہوٹل میں۔ بلوچستان کے جن اضلاع میں گیس استعمال ہوتی تھی، اُن تمام اضلاع کے نمائندوں نے اُس سے بات کیا اور تمام مسئلکوں پر انہیں خصوصاً جو ٹیف کی بات ہوئی ہے۔ جس طرح دمڑ صاحب نے کہا۔ تو ٹیف کے حوالے سے بات اُن سے یہ ہوئی کہ تمام بلوچستان کے جو اضلاع ہیں، اُن سے سالانہ 25 ہزار fix rate اُن سے طلب کیا جائے۔ خاص کروہ گھر یلو صارفین ہیں۔ جو کرشل صارفین ہیں میرے خیال میں اُن سے میٹر چارج ہیں۔ کیونکہ بلوچستان میں جس طرح دوستوں نے کہا کہ تین سو یونٹ کے بعد اُن سے پھر تین گناہ مصوں کیا جاتا ہے۔ بچلی سے اس کاریٹ یکسر مختلف ہے۔ وہ اس طرح اگر تین سو یونٹ کے بعد 101 ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کابل ایک ہزار روپے ہے وہ پھر ایک سے 301 تک تین گناہ بڑھ جاتا ہے۔ پھر تین ہزار روپے آپ سے چارچ کیتے جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ 300 سے علیحدہ اور 101 کے بعد علیحدہ۔ بچلی میں اس طرح نہیں ہے، 200 یونٹ کے چارچ علیحدہ ہیں، اُس کے بعد جب دوسرے چارچ ہوں گے اُس میں کچھ اُس کو بڑھاتے ہیں۔ لیکن پھر اسکا 1 سے 300 یونٹ سب کے چارچ تین گناہ بڑھ جاتے ہیں۔ پھر آپ کو تین ہزار روپے دینا پڑیں گے۔ جس طرح انجینئر صاحب نے کہا کہ میرے گھر کا اور خصوصاً اس سردی میں میرے خیال میں بلوچستان کے جتنے بھی گھر یلو صارفین ہیں، یہ سردی اتنی شدید ہے کہ بعض لوگ تورات کو بھی گھروں میں ہیٹر جلاتے ہیں اور اُسکی وجہ سے بہت زیادہ اموات دیکھنے میں آئی ہیں۔ یعنی ہم سب کا سردیوں میں بل تین سو یونٹ سے زیادہ ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ سردیوں میں اگر یہ چار ماہ سردی ہوتی ہے بلوچستان کے ہر consumer کو تین گناہ بل دینا پڑتا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہمارے سب کے تین سو

یونٹ سے زیادہ ہم use کرتے ہیں، خاص کرسروی کے ان چار مہینوں میں تو اس fix rate پر اُن کے ایم ڈی بھی میرے خیال میں راضی تھے۔ جو 25 ہزار روپے سالانہ کے حساب سے اور اگر انہوں نے کہا آپ بلوچستان اسمبلی سے ایک قرارداد مشترک طور پر پاس کریں۔ کیونکہ یہ پوری اسمبلی کی ایک رائے ہوگی۔ تو دوسرا بات پاس کر کے لائیں تو اس پر پھر ہم لوگ ایک فیصلہ کریں گے۔ کیونکہ یہ پوری اسمبلی کی ایک رائے ہوگی۔ آج دوسرا بات یہ ہے کہ جس طرح انجینئر صاحب نے کہا کہ میرے میٹر اگر میں گیس کی چوہے بند بھی کرتا ہوں تو اتنا ہی بل آ جاتا ہے۔ اگر یہ چوہے اتنے جلتے بھی رہتے ہیں۔ انہوں نے بلوچستان کے اندر 33 ہزار میٹر monthly change کئے ہیں یا ان کا ریکارڈ ہے۔ اور اب بھی میرے خیال میں یہ چار سو سے پانچ سو مختلف علاقوں میں change کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ 21 ہزار 24 ہزار جرمانہ بھی ڈال دیتے ہیں اور یہ اس سے وصول کیتے جاتے ہیں۔ تو ایک اہم مسئلہ ہے جی ایم گیس کو بیہاں بلا یا جائے۔ سرویس تو اپنی جگہ پر کیونکہ بلوچستان کے جو یہ چھ، سات اضلاع ہیں، جو گیس استعمال کرتے ہیں۔ زیارت کے نمائندے ہمارے نور محمد دمڑ صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک دو سال قبل جو ایک بہت زیادہ برف باری ماشاء اللہ ادھر ہوئی تھی میرے خیال میں زیارت، کوئی اور گرد نواح میں ایک ماہ تک برف پڑا رہا۔ وہاں ٹیوب ویل بالکل ایک ماہ تک چلے بھی نہیں لیکن اُس ریکارڈ کو بھی دیکھا جائے اُس پورے مہینے میں جب بھلی بذری ہے لیکن اُس مہینے میں بھی دیکھا جائے اُن کے charges وی ایک لاکھ چالیس ہزار ایک لاکھ بیس ہزار آئے ہیں۔ تو اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ بھلی استعمال کریں یا نہ کریں وہ لاکھ above ہے اور اس کو تو 60% صوبے کو یہ پیسے دینے پڑتے ہیں یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ جب صوبے کے اندر ویسے ہی پیسے نہیں ہے ہم روتے ہیں کہ بیہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ تو پھر ان کو بلا یا جائے اور ہماری treasury benches جناب اسپیکر و رونگ دیں کہ ان کو طرح ہم اور اختر حسین لانگونے کہا کہ مل کر اس قرارداد کو متفقہ بنائیں اور آپ جناب اسپیکر و رونگ دیں کہ ان کو بلا کنیں تاکہ یہ ارکین اسمبلی آج سب موجود ہیں جو بھی اُن کے مسائل ہیں، مشکلات ہیں، کل بیٹھ کر بیہاں اس کا نفرش ہال میں اُن سے پوچھ چکھ کر سکیں۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔

محترمہ شکلیہ نوید نور قادری۔

جناب قائم مقام اسپیکر: میڈم قرارداد پر ایک دفعہ بات کریں، اگر قرارداد سے related بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں ورنہ پھر بعد میں آپ کو time دیا جائے گا۔

**محترمہ لیلیٰ ترین:** جناب اسپیکر! اچکزئی صاحب کی مشترکہ قرارداد کی حمایت کرتی ہوں۔ میں بھلی کے حوالے سے مختصر بات کروں گی۔ میں نے اُس دن بھی میں نے کہا کہ میرے district ہر نائی میں گرڈ اسٹیشن میں لگے ہوئے ٹرانسفارمر over load ہیں جو گزشتہ ایک ماہ سے ضلع بھر کی بھلی کی آنکھ پھولی اور ٹرینگ کا سلسہ جاری ہے۔ جو نال صرف وہاں کے عوام متاثر ہیں بلکہ وہاں کی زراعت اور باغات بھی بتاہ ہو رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! چیف کیسکو کو بلا یا جائے اور اس مسئلے کو جلد از جلد حل کروایا جائے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ میدم۔ آپ لوگوں سے رائے لینا چاہوں گا جونکہ 14 جنوری 2019ء کو یہاں سینٹ کالکشن بھی ہے تو اُسی دن کیسکو چیف اور MD کو بلا یا جائے یا اُس سے پہلے، آپ لوگوں سے یہ رائے لینا چاہتا ہوں؟ اُس میں پھر یہ ہے کہ تمام اراکین حاضر ہوں گے۔ اچکزئی صاحب! آپ کیا بولتے ہیں قرارداد میں amendment کی جائے؟

**انجیئر زمرک خان اچکزئی (وزیر محکمہ زراعت و کواپریوں):** جس طرح انہوں نے گزارش کی تھی کہ اس کو مشترکہ قرارداد بنائی جائے تو اس پر ہمیں اعتراض نہیں ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** دیسے 25 ہزار fix میرے خیال سے۔۔۔۔۔

**وزیر محکمہ زراعت و کواپریوں:** اور اس ترمیم کے ساتھ 25 ہزار تو ہم fix نہیں کر سکتے ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ بھلی کا اور گیس کا جو ہے rates بلوچستان کے لیے fix کیا جائے۔ وہ ایک flat rate بناتے ہیں پھر negotiation کے ساتھ ہم ایک تجویز دینے گے اور پھر بیٹھ کے اس پر بات کریں گے۔ اسی تجویز کے ساتھ کہ fix ہونا چاہیے یہاں بھلی اور گیس بھی۔ اور اس ترمیم کے ساتھ اس میں شامل کیا جائے اور مشترکہ بنائی جائے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** چلیں شکریہ۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** جناب اسپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قرارداد میثیر سے متعلق تھی لیکن گیس کے حوالے سے گیس کی تفصیلات کے حوالے سے میری ایک قرارداد پڑی ہے انشاء اللہ اُس پر تفصیل سے بات کریں گے۔ میں اس کے حق میں ہوں کہ مجاتے یہ ہاؤس کوئی مطالبہ کرے کیونکہ اس سے پہلے صوبائی اسمبلی نے اور ہم حکومت بلوچستان نے پھر سینٹ میں جو بلوچستان کی کمیٹی بنی تھی ہماری چار recommendations ہم حکومت بلوچستان نے پھر سینٹ میں جو بلوچستان کی کمیٹی بنی تھی ہماری چار recommendations تھیں۔ ابھی وقت کی کمی ہے ویسے میں اس قرارداد پر بحث کرنا چاہ رہا تھا۔ ان چار recommendations میں سے ایک یہ ہے کہ بلوچستان حکومت کے کوئی سائز ہے 7 ہزار ارب روپے گیس کی مد میں واجبات ہیں۔ لہذا

بلوچستان کو آنے والے 20 سالوں تک مفت گیس فراہم کی جائے تو یہ جو fixed rate یہ باقی صوبوں کے لیے feasible ہے یعنی fixed rate ہمارے بہت سے دیہاتوں میں لوگ اگر آپ سال کے 25 ہزار کریب نگئے تو اس کا مطلب یہ ہے مہینے کے 18 سوروپے بن جاتے ہیں۔ تو بلوچستان کے کسی بھی غریب ضلع میں، کل یہ گیس قلات میں بھی جاری ہے یہ زیارت میں بھی ہے وہاں کوئی بھی گھر یا صارف 15 سو سے 18 سو روپے مہینے کا بل نہیں دے سکتا۔ اور پھر fix میں یہ problem ہے کہ جب کوئی گھر بند بھی ہوگا تو اس پر بھی یہ بل آئے گا جس طرح آج بھلی والے ہم سے لے رہے ہیں۔ اس میں کچھ تکنیکی مسائل ہیں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شناہ بلوچ صاحب! میرے خیال سے صحیح ہے 19-18 ہوتا آج کل۔ ابھی قرارداد منظور کرتے ہیں۔ اس میں میں ترمیم کا وہ کرتا ہوں پھر بعد میں اس میں مل بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔

**جناب شناہ اللہ بلوچ:** جی ٹھیک ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** کیامشتر کہ قرارداد نمبر 7 کو ترمیم کے ساتھ منظور کیا جائے؟ قرارداد ترمیم کے ساتھ منظور کی جاتی ہے۔

**محترمہ شکلیلہ نوید نور قاضی:** بلوچستان نہیں مسلمان بنایا گیا ہے۔ اور اس میں سب سے بڑا ہاتھ و فاق کا ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** وفاق میں تو میرے خیال سے آپ لوگ اُن کی گورنمنٹ میں ساتھ ہیں۔

**محترمہ شکلیلہ نوید نور قاضی:** یعنی کیونکہ ہم provincial level پر اپنے لوگوں کے مسائل دیکھ رہے ہیں تو اُس میں میں ذرا بات کرنا چاہوں گی۔ ابھی recently آپ نے پڑھا ہوگا کہ وفاق میں جتنی بھی نوکریاں بلوچستان کی مد میں لی گئی ہیں۔ بلوچستان کے کوٹھے میں تقریباً وہ جعلی ڈو میسائل اور لوکل پر لی گئی ہیں۔ اور سب سے زیادہ جو effective ان میں لورلائی، ہرنائی، قلعہ سیف اللہ، ثواب اور کوئٹہ یا آپ سب کے سامنے ہیں۔ ہرنائی سے بھی ایک statement آیا تھا کچھ با اثر لوگ آکے کامیاب ہو گئے انہوں نے وفاق میں اپنی

نوکریاں کروالیں اور یہ تمام اعلیٰ عہدوں سے چھوٹے عہدوں تک وفاق میں بلوچستان کی جتنی نوکریاں ہیں پنجاب سے تعلق رکھنے والے لوگ یہاں ہیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اسی طرح وفاق نے جو دوسرا ظلم بلوچستان پر ڈھایا ہے جو بلوچستان کے لوگ بھی اس میں تھوڑے بہت responsible ہیں اس چیز کے specially، میں S&GAD department سے کہتی ہوں کہ وہ بھی تھوڑا بہت اس میں ذمہ دار ہے۔ جناب والا! ابھی S&GAD recently کی طرف سے ایک order جاری ہوا ہے جس میں کچھ allotments غیر منصفانہ طور پر G8 میں جو تغیر شدہ فیلیٹس ہیں، وہ بلوچستان میں وہاں جتنے بھی

jobs پر deputation allot کر رہے ہیں اُن کو deputation ہیں، جس میں 25 سے 30 ایسے لوگ ہونگے جو اسلام آباد میں ہیں اُن کو illegal قرار دے کر 14 دسمبر کو ایک order دیا گیا ہے کہ مراسلہ تحریر کیا گیا ہے ڈپٹی کمشنر نے کہ وہ گھر خالی کرائیں۔ جناب والا! یعنی اس صورت میں جہاں وفاق میں جو بلوچستان سے deputation پر جاتے ہیں S&GAD نے ایک کمیٹی بنائی ہے وزیر اعلیٰ اُن کو وہ گھر allot کرتے ہیں۔ وہ legal قرار دیے گئے ہیں لیکن جو بلوچستان سے جاتے ہیں وفاق میں job کر رہے ہیں جو بہت ہی کم تعداد میں ہیں اُن سے دوبارہ یہ فلیٹس لیے جا رہے ہیں۔ اور وہ اپنی families کے ساتھ 10,15 سال سے وہاں رہ رہے ہیں اُن کے بچوں کی education ہیں تو الہادہ ملازمین جن کو ابھی زبردستی نکلا جا رہا ہے جن کا تعلق بلوچستان سے ہے وفاق میں وہ job کر رہے ہیں۔ تو آیا وہ لوگ کیا کریں کہاں جائیں؟ G8 کے تمام فلیٹس بلوچستان کے لوگوں کے لیے بنائے گئے ہیں وہ صرف ملازمین کے لیے نہیں ہیں۔ میری اس فرم اس ہاؤس سے request ہے کہ آپ فوری طور پر کمیٹی تشکیل دیں اور جو اصل حقائق ہیں جو اصل مستحقین ہیں جو فیڈرل لیول پر بھی بلوچستان کے اصل رہنے والے لوگ ہیں، jobs کر رہے ہیں یہ فوری طور پر ایکشن لیا جائے، کمیٹی میہین پر بنائی جائے کیا جائے اُنہیں بلا یا جائے اور یہ جو گھر ان کو allot ہوئے ہیں اُن کو زبردستی نہ نکالیں جو real بلوچستانی ہیں۔ اور affectees کتنے 25 سے 30 ایسے لوگ ہیں جو گھرانے ہیں وہ وہاں پر آباد ہیں باقی سارا آپ کا پنجاب وہاں آباد ہے بلوچستان کا کوئی نہیں ہے۔ اور کچھ ہمارے deputation officers ہیں جن کا میں نہیں کہہ سکتی اُن کا بھی حق بتتا ہے لیکن real جو وفاق میں job کر رہے ہیں اُن کا زیادہ حق بتتا ہے۔ ہمیں اس پر فوری طور پر instance گھر لینا چاہیے کیونکہ 14 دسمبر کو اُن کو بالکل زبردستی نکالنے کیلئے ایک مراسلہ بھیجا گیا ہے۔ تو kindly آپ ایک committee تشکیل دیں یہاں اور وہ secretaries کو بلا کیں بالکل وزیر اعلیٰ صاحب کی presence میں کہ کتنے لوگوں کو یہ گھر allot کیے گئے ہیں G8 کی اور جو بلوچستان کے رہنے والے real وہ کتنے ہیں؟ thank you

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ میدم۔

**ملک نصیر احمد شاہ وانی:** میرے خیال میں جس طرح میدم نے کہا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ یہ with family ہاں رہ رہے ہیں اور ان کے بچے وہاں مختلف اداروں میں پڑھ رہے ہیں۔ تو وہاں سے وہ صرف اور صرف اس مقصد کے لیے آئے ہیں کہ چند دنوں میں اُن کو نکالنے والے ہیں۔ ان کی اکثریت کا تعلق

بلوچستان سے ہے۔ تو بجاۓ ان کو نکالنے کا ان کا مسئلہ کسی کمٹی میں بھیجا جائے اور آپ رونگ دے دیں کہ اس کو روکیں۔ ابھی سردار صاحب تو چلے گئے پتہ نہیں زمرک خان اس پر بات کریں گے یا ظہور صاحب۔ فی الحال اس مسئلہ کو روکا جائے۔

**وزیر ملکہ زراعت و کواپریوں:** میڈم نے جس طرح کہا اس کا مجھے کچھ پتہ ہے کہ جو نئے فیٹس وہاں بنے ہوئے ہیں، ایک پرانے تھے ایک نئے بننے ہوئے ہیں اور اس میں میرے خیال سے کچھ الٹ ہوئے ہیں اور وہ جتنے بھی الٹ ہوئے ہیں میں نے خود ایک officer کے لیے جو وہاں attachment پر تھا اس کے لیے میں نے کوشش کی لیکن S&GAD نے الٹ نہیں کروایا اس officer کو کہ یہ attachment پر ہے اور وہ تھابلوچستان کا۔ تو اس مسئلے کا مجھے زیادہ علم بھی نہیں ہے لیکن اتنا علم ہے کہ وہاں جو بھی ہیں وہ سارے بلوچستان سے تعلق رکھنے والے ہیں۔ میرے خیال سے کسی اور صوبے کا بندہ وہاں نہیں ہے اگر بلوچستان کے کسی officer کے نام پر الٹ ہوا ہو اور اس نے پھر کسی اور کو دیا ہو تو یہ بات بن سکتی ہے۔ لیکن اس کے بغیر کسی اور کے نام پر الٹ ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ rules ہی نہیں ہیں قانون ہی نہیں ہے۔ کوئی ایسی example نہیں ملے گی جو بغیر کسی بلوچستان کے آفیسر کے کسی اور کے نام پر الٹ ہوا ہو۔ میڈم کو اگر پتہ ہو تو وہ کر لیں اور اگر آپ اس پر بات کرتے ہیں تو اس میں S&GAD سے بھی بات کریں گے، وزیر اعلیٰ آئین گے لیکن حاجی صاحب! اگر آپ کو پتہ ہو تو آپ بتا دیں لیکن اس طرح ہوتا ہے جس طرح میرے نام پر الٹ ہوا پھر میں آپ کو دے دوں کہ جی آپ لے لیں مجھے ضرورت نہیں ہے۔ تو یہ وزیر یہی ہیں حاجی صاحب! کہ وہ فلیٹس جو بنے ہوئے ہیں وہ جو بلوچستان کے ملازمین جو فیڈرل میں ڈیوٹی دے رہے ہیں اُن کے لیے ہیں۔ (مدخلت) بلوچستان کے وفاق کے ملازمین، وہاں سارے وفاقی ملکے ہیں۔ بلوچستان کے ملازمین چاہے وہ deputation پر جاتے ہیں چاہے وہاں direct service کی وہاں allotment ہوتی ہے تو ان کے لیے یہ allotment ہوتی ہے۔ یہ یہاں بلوچستان کے کسی آفیسر کے لیے نہیں ہو سکتی کہ یہاں سے C&W کا آفیسر جائے گا یا زراعت کا آفیسر جائے گا ان کے لیے الٹ ہو گا یا تو ہزاروں کی تعداد میں ہیں وہ تو منحصر کوئی چا لیس یا چپاس لوگوں کے لیے ہو نگے۔ یہ میرے خیال سے جیز یہاں نہیں ہے سارے ٹیلی فون کام کر رہے ہیں نج رہے ہیں بات بھی کر رہے ہیں سب، یہاں تو جیز ہونا چاہیے کوئی ٹیلی فون کام ہی نہیں کرنا چاہیے۔ یہ تو سارے ٹیلی فون نج رہے ہیں۔ operate کو system ہونا چاہیے۔ یہ غلط ہے۔ (مدخلت)

**جناب قائم مقام اسپیکر:** میرے خیال سے ابھی تک ہم نے جیز کو activate نہیں کیا ہے۔ آپ

flight mode ہے اس بارے میں، آپ پھر مکمل information کے ساتھ اگلی دفعہ وہ کرادیں۔

**محترمہ شفیلیہ نوید نور قاضی:** جناب اسپیکر! بہت آسانی سے یہ الٹ کر رہے ہیں لیکن وفاق میں جو بلوچستان کے ملازمین ہیں گئے چنے لوگ ہیں جیسے میں نے پہلے کہا کہ وفاق میں بھی زیادہ تر ڈویسائیں اور جعلی لوکل پر jobs کر رہے ہیں پنجاب کے لوگ۔ لیکن جو real Balochistan families کو بھی زبردستی نکلا جا رہا ہے ان کو letter ہے اس سے زیادہ نہیں ہیں اُن کو بھی اُن کو نکلا جا رہا ہے اور وہ گھر deputations والوں گیا ہے پہلے اُن کے high rents کیے گئے اور ابھی اُن کو نکلا جا رہا ہے اور وہ گھر کو دے رہے ہیں۔

**وزیرِ حکومہ زراعت و کشاوری ڈپارٹمنٹ:** میڈم! اُن لوگوں کو نکال کر کن کو الٹ کروار ہے ہیں شاید کوئی ایسی بات ہو میرے علم میں نہیں ہے کیوں اُن کو نکلا جا رہا ہے۔ کیا اُن کو نوٹس ملا ہوا ہے؟

**جناب قائم مقام اسپیکر:** میڈم! آپ اس پر مکمل information لیں اور اگلے سیشن میں پھر آپ وہ identify کر دیں۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** جناب اسپیکر! میں بھی اس پر بولنا چاہوں یہ مشترکہ مسئلہ ہے سب کا۔ بلوچستان کے اس وقت جس طرح 19 یا 20 کے قریب ملازمین جو گریڈ 17, 18 یا 19 سے زیادہ کے ہیں اس وقت یہ وفاقی مکھموں میں ملازمت کر رہے ہیں۔ وہاں دو چیزیں ہیں جناب والا! وفاق کے زیر انتظام بھی ہاؤ سنگ اینڈ ورکس کی ایک بہت بڑی منشی ہے بہت سے مکانات ہیں لیکن بد قسمی سے وہاں بھی monopoly ہے بلوچستان کو اُس مکانوں میں اس کا share نہیں ملا ہے۔ اگر اس سے بھی مل جاتا تو شاید یہ مسئلہ اب پیدا نہیں ہوتا۔ بھی ایک اس کے لیے simple حل ہے زمرک بھائی! اگر آپ اس کو لکھ دیں اور ان کو convey کریں۔ اس وقت یہ ہے کہ ایک سمری بنی ہے اور اس سمری میں ایک تجویز یہ گئی ہے کہ وہاں ایک سو دس کے قریب apartments ہیں ان میں بلوچستان کے ملازمین کو بھی دیے جائیں اور اس میں 10 سے 15 کوٹھے بلوچستان کے لوکل اور ڈویسائیں ملازمین جو وفاقی اداروں میں کام کرتے ہیں senior level کے، سارے نہیں، اُس میں آپ senior level کا وہ ایک اسکیل سے اٹھا کے تاکہ کم سے کم وہ ہوں encourage وہ اسلام آباد میں رہیں وہاں کام کریں اُن مکھموں میں اپنی خدمات دل اور اس کا فائدہ بلوچستان کو ملے گا۔ تو یہ ہماری ایک تجویز ہے کہ آپ S&GAD، چیف سیکریٹی صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ کہیں کہ

10% جو بھی ابھی ہو رہا ہے پالسی بنا رہے ہیں، اُس میں 10% فیصد کوئہ وفاق کے ان ملازمین کے لیے جن کا تعلق بلوچستان سے ہے، جو بلوچستان کی سوسائٹی ہے ہاؤسنگ جو اسکیم ہے G8 میں ہے وہاں ان کے لیے منقص کی جائے۔ نمبر ایک اور دوسری یہ سفارش کی جائے حکومت بلوچستان وزیر اعلیٰ صاحب ایک لیٹر لکھیں۔ منسٹر ہاؤسنگ اور ورکس ڈپارٹمنٹ اسلام آباد کو۔ پرائم منسٹر صاحب کو بھی اس میں address کریں۔ جناب! وہاں اسلام آباد میں تقریباً چار ہزار سے زیادہ سرکاری مکانات ہیں۔ ان کی حالت اور کوئی ہمارے یہ G-8 کے فلیٹوں سے بہت اچھی ہے۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ان مکانوں میں بھی جو اسلام آباد میں ہیں بلوچستان کا 9% کوئہ ہے۔ تو اگر ایک ہزار گھروں میں سے بلوچستان کا اگر کوئہ نکال دیا جائے تو ہمیں اچھے خاصے مکانات فیڈرل کی jobs پر جو لوگ ہیں ان کو بھی مل سکتے ہیں تو اس سے بھی ہمیں مستقبل میں آسانی ہو گی۔ کیونکہ ہمارے لوگ وہاں اس لئے jobs نہیں کرتے ہیں کیونکہ وہاں housing بہت expensive ہے۔ وہ بچے نہیں رکھ سکتے وہ توجہ کے ساتھ وہاں ملازمت نہیں کر سکتے۔ پہلا قدم جو ہے وہ دس فیصد کوئہ وفاق میں جو ملازمین کے لئے جو بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں ان کے لئے G-8 والی آپ اسکیم میں رکھیں۔

**وزیر یحکمہ زراعت و کاؤپریٹوں:** وہ سارے بلوچستان کے ملازمین کیلئے یہ سارے وفاق کیلئے ہوتے ہیں۔ آپ provincial کیلئے نہیں رکھ سکتے۔ میں کے appoint کیلئے کر سکتا ہوں۔ میں آپ کو ایک چیز بتاؤں آپ کہتے ہیں کہ 10% وفاق کے ملازمین کیلئے وہاں یہاں کے ملازم کوکس بنیاد پر کوارٹر ملے گا۔ آپ ذرا لکیسر کر دیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** دیکھیں! بلوچستان سے اس سے قبل کوئی آٹھ دس سال پہلے، بلوچستان سے وفاقی ملازمتوں میں کوئی بھی نہیں جاتا تھا۔ گرید۔ 18، 19 کی ملازمتوں میں بلوچستان کو حصہ ہی بہت کم ملتا تھا۔ اب بلوچستان کے لوکل اور ڈویسائیل جو پڑھے لکھے ہیں وہ وہاں گئے ہیں۔ انہوں نے وفاقی اداروں میں بلوچستان ہی کے کوٹے پر گئے ہیں۔ لیکن وفاقی اداروں کے زیر اثر ملازمین ہیں۔ آپ جو بھیجتے ہیں وہ بلوچستان کے ملازم ہوتے ہیں۔ اسلام آباد میں appoint ہوتے ہیں یا ان کی ٹرانسفر پوسنگ ہوتی ہیں۔ جو لوگ براہ راست وفاقی اداروں میں جن کی ملازمتیں ہیں، جن کا تعلق بلوچستان سے ہے۔ ان کو ہاؤسنگ problem ہوتا ہے آپ ان کیلئے اس ہاؤسنگ جو بلوچستان کے حوالے سے بنی ہے کے حوالے سے رکھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ short period کے لئے ہو گا۔ میں آپ کو اس کا حل بتا رہوں۔ میں 2004ء سے اسلام آباد میں سینیٹ کی کمیٹیوں میں تھا۔ اس کا دوسرا حل یہ ہے کہ دو تین سال کے لئے جب تک ان کے بچے بے گھر نہ

ہوں۔ اُس کا دوسرا حل یہ ہے کہ پرائم مفسٹر کے ساتھ، منٹری آف ہاؤسنگ اینڈ ورکس کے ساتھ یہ ہم take up کرتے ہیں ایک قرارداد کے تحت کہ اسلام آباد میں کوئی ڈھانی سے تین ہزار جتنی بھی ہاؤسنگ اسکیمیں ہیں ان سہولتوں میں بلوچستان کا 6% 9 شیرہ ہے وہ ہمیں دے دیں تو تین چار سال بعد یہ لوگ واپس چلے جائیں گے thank you

**وزیرِ حکومت زراعت و کشاوریوں:** ان کی بات صحیح ہے کہ کچھ وفاق میں جاتے ہیں ڈیپوٹیشن پر زیادہ تر اور کچھ کی direct appointment وہاں ہوتی ہے۔ جس طرح بلوچستان کا کوئی ملازم جس طرح ثناء صاحب نے کہا کوئی واپڈا میں ہوتا ہے کوئی T&T میں ہوتا ہے کوئی NHA میں ہوتا ہے۔ ان کیلئے آپ کہتے ہیں کہ 10% ہو۔ تو ٹھیک ہے اس طرح اگر کوئی مسئلہ ہو۔ تو جناب چیف منٹر صاحب جب آجائیں مجھے تو ان چیزوں کا زیادہ علم نہیں سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی اور چیف سیکرٹری کو بلا کیں گے آپ بھی آج آجائیں جو بھی طریقہ کار ہو گا لیکن ان کو adjust ہونا چاہئے لیکن ایک چیز ہے کہ زیادہ تر جب لوگ یہاں سے جاتے ہیں ان کو الٹمنٹ ہوتے ہیں۔ جب ان کی ٹرانسفر پوسٹنگ ہوتی ہے۔ وہ اُس فیکٹ کو غالی نہیں کرتے ہیں۔ یہی اصل مسئلہ ہے جب ان کو نوٹس ملتا ہے۔ جس طرح میدم شکلیہ بہن نے کہا یہ وہی لوگ ہوتے ہیں اس پر قبضہ کر کے دس دس سال تک وہاں پڑے رہتے ہیں اور اُس کو اپنی جائیداد سمجھتے ہیں۔ ان کو چاہئے کہ وہ پھر ایک اور آفیسر جو آتے ہیں ان کو غالی کر کے دے دیں میرٹ پر اور ہاؤسنگ اینڈ ورکس کا جو ہے وہ بھی اگر آپ کہہ دے وہ بھی آپ کی بات صحیح ہے۔ وہ بھی ہم چیف منٹر سے discuss کرتے ہیں کہ وہ وہاں پرائم مفسٹر سے بات کریں ان کے منٹر سے بات کریں۔ کہ ہمارے بلوچستان کے جو گریڈ 19-20 کو آفیسر زان کو بنگلے الٹ کروالیں۔ شکریہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** منٹر صاحب اور ثناء بلوچ صاحب! 14 تاریخ سے پہلے سیکرٹری ایس اینڈ جی اے ڈی سے بات کر لیں، انشاء اللہ۔ ابھی قرارداد کی طرف آتے ہیں۔ ہماری ساری کارروائی پڑی ہوئی ہے۔ ملک نعیم خان کا کڑ، صوبائی مشیر برائے وزیر اعلیٰ بلوچستان اور محترمہ شاہینہ کا کڑ، رکن اسمبلی میں سے کوئی ایک محک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 8 پیش کرے۔

### مشترکہ قرارداد نمبر 8

**محترمہ شاہینہ کا کڑ:** ہرگاہ کہ علاقہ اغبرگ ضلع کوئٹہ کا نواحی علاقہ ہے اور کوئٹہ شہر سے صرف 25 کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ لیکن اغبرگ اس وقت بھی گیس جیسی بنیادی سہولت سے محروم ہے۔ چونکہ گیس کوئٹہ کے

علاوہ پیشین، زیرت، قلعہ عبداللہ مستونگ وغیرہ کو فراہم کی گئی ہے۔ لیکن اغبر گ کو جو ضلع کوئٹہ میں ہوتے ہوئے گیس کی سہولت سے تاحال محروم رکھا گیا ہے۔ خاص کر سردی کے اس موسم میں علاقے کے مکین سخت مشکلات سے دوچار ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ کوئٹہ کے علاقہ اغبر گ کو فوری طور پر گیس کی سہولت بہم پہنچانے کے لئے عملی اقدامات کرے تاکہ علاقے کے عوام میں پائی جانی والی بے چینی اور احساس محرومی کے خاتمے کا ازالہ ممکن ہو سکے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** قرارداد نمبر 8 پیش ہوئی۔ محک اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

**محترمہ شاہینہ کا کڑ:** جناب اسپیکر! یہ قرارداد جو میں نے پیش کی ہے انتہائی اہم نویعت کی حامل قرارداد ہے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتی ہے کہ بلوچستان گیس کی پیداوار ہے اور بلوچستان ہی سے برآمد ہوتی ہے۔ ہمارے صوبے کے عوام اور خاص کر کوئٹہ کا نواحی علاقہ اغبر گ اس بنیادی سہولت سے یکسر محروم ہے۔ گیس جیسی نعمت سے دوسرے صوبے استفادہ حاصل کر رہے ہیں لیکن بلوچستان کے عوام خاص کر کوئٹہ صوبے کا دار الحکومت اس جدید دور میں بھی گیس سے محروم ہے۔ جناب اسپیکر! خاص کر سردی کے اس موسم میں عوام کی بہت سی مشکلات ہیں۔ پہلے سردی آنے سے پہلے لوگ لکڑی وغیرہ کا بندوبست کرتے تھے اب تو پہاڑوں میں خشک لکڑی بھی میسر نہیں۔ جناب اسپیکر! میں آپ کے توسط سے معزز زار اکیں سے یہ مطالبہ کرنا چاہتی ہوں کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے تاکہ علاقے کے عوام کا یہ مطالبہ حل ہو سکے۔ thank you جناب اسپیکر۔

(ڈیک بجائے گئے)

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ۔ ملک صاحب۔

**ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قاہدہ حزب اختلاف):** جناب اسپیکر! قرارداد بحق ہے۔ اغبر گ یہاں سے ۱۲ اکلو میٹر پر ہے اور سب سے زیادہ حق دار ہے۔ میں ساتھیوں سے گزارش کروں گا کہ کسی debate کے بغیر اس کو منظور کیا جائے واقعی یہاں انصافی ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** زیرے صاحب! میرے خیال سے مزید بحث کی گنجائش نہیں ہوگی۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! یہاں نے جو قرارداد پیش کی ہے یقیناً اہمیت کی حامل ہے۔ اغبر گ کے عوام، اس سے پہلے بھی اس ایوان میں قراردادیں ہم پاس کرچکے ہیں۔ اغبر گ یہاں سے بہت نزدیک ہے یہاں سے۔ آج بھی اغبر گ کے لوگ گیس آفس کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور مجھے یقین ہے یہ جو قرارداد

ہے۔ اس کو تمام ہاؤس کی حمایت حاصل ہوگی۔ اور میں سوئی سدرن گیس کمپنی کے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کرتا ہوں کہ فوری طور پر جو کام ہوا بھی ہے لیکن اس کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے اور فوری طور پر انگریز میں گیس پہنچائی جائے thank you

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ۔ آیا مشترکہ قرارداد نمبر 8 کو منظور کیا جائے۔ قرارداد منظور ہوئی۔ جی ظہور بلیدی صاحب آپ اپنی قرارداد نمبر 5 واپس لینا چاہیں گے؟ آیا محرک کو قرارداد نمبر 5 واپس لینے کی اجازت دی جائے؟ ہاں۔ چلیں قرارداد واپس ہو گئی۔ جناب ظہور احمد بلیدی، صوبائی وزیر، جناب عبدالرشید، رکن اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 6 پیش کرے۔

**وزیر حکومت اطلاعات و اعلیٰ تعلیم:** جناب اسپیکر! اس قرارداد کے حوالے سے عرض کروں گا کہ اس میں ماہ جبین شیران کا نام شامل کردیں اور یہ قرارداد پیش کریں گی، کیونکہ وہ اس علاقے سے ہیں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** ماہ جبین شیران صاحبہ کا نام بھی اس میں شامل کرتے ہیں۔ لہذا وہ قرارداد پیش کریں۔

## قرارداد نمبر 6

**محترمہ ماہ جبین شیران:** ہرگاہ مکران ڈویژن کے ضلع کچی میں 2007ء میں سیلا ب کی وجہ سے چار یونین کو نسلہ جن میں یونین کو نسل سولہند، یوسی گوگران اور یوسی کوشاک کے کچھ علاقوں میں قلات تک زیر آب آنے کی وجہ سے علاقے کے لوگ ڈویژن کے دیگر علاقوں میں نقل مکانی کر چکے تھے۔ لیکن اس کے باوجود کیسکو کی جانب سے بھلی کے بل موصول ہو رہے ہیں۔ اور اب بھلی کے واجبات اتنے بڑھ گئے ہیں جن کی ادائیگی لوگوں کے دسترس سے باہر ہے اس بارے میں وہاں کے لوگوں نے بارہا احتجاج بھی کیا لیکن کیسکو حکام نے وہاں کے لوگوں کو کو بھلی کے بلوں کے بارے میں کوئی ریلیف نہیں دیا ہے۔ 2010ء تا 2015ء مختلف علاقوں کے لوگوں کو شرپسند عناصر کی جانب سے بھلی بلوں کی ادائیگی کے حوالے سے دھمکیاں موصول ہوئی تھیں۔ اور اس وقت کیسکو عملہ بھی بھلی بلوں کی وصولی سے قاصر تھے۔ باس وجہ وہاں کے لوگوں پر بھلی کے بلوں کے ناقابل برداشت واجبات آئے ہیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ مکران ڈویژن کے لوگوں کے ذمے بھلی کے بقايا جات کو معاف کرنے کے ساتھ ساتھ مکران ڈویژن کی بھلی جو ایریان سے آ رہی ہے اور ابھی سی پیک کے توسط سے تین سو میگاوات کا پاور پلانٹ لگ رہا ہے، اس کو فوری طور پر نیشنل گرڈ سے منسلک کرنے اور 132KV کی بجائے 220KV کی نسماشن لائن کو یقین بنایا جائے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** قرارداد نمبر 6 پیش ہوئی۔ محکم اس کی admissibility کی وضاحت فرمائیں۔

**محترمہ ماہ جنین شیران:** جناب اسپیکر! 2007ء کے سیالاب میں جو علاقے متاثر ہوئے ہیں، لوگوں کے گھر بار اور مال مویشی سب تباہ ہوئے۔ اور لوگ وہاں سے نقل مکانی کر کے چلے گئے۔ اس کے باوجود بھلی کے بل وہاں آ رہے ہیں۔ ڈسٹرکٹ کچ کا ہر بندہ اس وقت کیسکو کے چار یا پانچ لاکھ کا قرضدار ہے۔ جناب اسپیکر! وہاں لوگوں کے پاس روزگار نہیں، کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ غربت اتنی زیادہ ہے کہ آپ اندازہ لگائیں کہ پانچ لاکھ کا بل کس طرح ادا کریں گے۔ جبکہ ماہوار پندرہ سو یادو ہزار کا بل آتا ہے جس کو وہ ادا کرتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ چار لاکھ پانچ لاکھ ان کے ذمے ہیں۔ میٹر کی ریڈنگ نہیں ہوتی لیکن ان کے بلازو غیرہ آ رہے ہیں۔ دفتروں میں بیٹھ کر بل بھیج دے دیتے ہیں۔ دوسرے جو کچھ علاقے متاثر ہوئے دہشت گردی سے اُس میں دہشت کا علاقہ ہے ہوشاب، بلیدہ، زاعمران اور یہ سایہ ڈسار۔ وہاں اس طرح ہوا کہ تنظیموں کی طرف سے لوگوں کو دھمکیاں دی گئیں کہ آپ لوگ بل ادا نہ کریں۔ اگر آپ لوگ بل ادا کریں گے تو آپ لوگوں کو مار دیں گے۔ ابھی آپ اندازہ لگائیں جن لوگوں نے بل نہیں دیا، ان کے اوپر ابھی اتنے واجبات آگئے اب وہ کیسے ادا کریں۔ تو جناب اسپیکر! ابھی وہاں جو سیالاب سے متاثر ہے ہیں۔ یوں ناصر آباد فیڈر میں اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے اور جو دہشت کے علاقے ہیں وہاں بھی اتنی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے آپ اندازہ لگائیں 52 ڈگری گرمی میں لوگ بغیر بھلی کے کیسے زندہ رہ رہے ہیں؟ جبکہ اس وقت لوگ چاند پر پانچ چکے ہیں۔ اور ہم بھلی کا روناروٹے ہیں۔ جب ہم ان سے شکایت کرتے ہیں۔ کہہ رہے ہیں کہ burden زیادہ ہیں اسی لئے ہم بھلی نہیں دیتے جبکہ ایک مخصوص طبقے کیلئے وہاں ایک فیڈر ہے، VIP فیڈر۔ وہاں سارا دن بھلی ہوتی ہے۔ تو جناب اسپیکر! ہم اس معزز ایوان کے توسط سے اس قرارداد کو لیکر آئے ہیں، گزارش ہے کہ اس کو منظور کیا جائے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ۔

**وزیر یحکمہ اطلاعات و اعلیٰ تعقیم:** جس طرح میری بہن یہ قرارداد پیش کی یہ بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اس قرارداد کے کوئی تین چار contents ہیں۔ جب میرانی ڈیم وہاں بنانا، شاید ہمارے بہت سے دوستوں نے میرانی ڈیم کو دیکھا ہے۔ تو میرانی ڈیم واپڈا نے بنایا ہے جب اس کی ڈیزائنگ ہوئی تو وہاں کے مقامی لوگوں نے کہا کہ یہ جو دریائے دشت ہے، کچکو راور نہنگ ملک دریائے دہشت بتا ہے۔ اس کی پانی کی کمپسٹی بہت زیادہ ہے آپ برائے مہربانی واپڈا والوں سے کہیں اور یہاں کا جوانا کنسٹلینٹ تھا کہ آپ کی اس کی ڈیزائنگ اس طرح

کریں کہ یہ جو پیچھے کی آبادی ہے وہ بھی زیر آب آجائیں گے۔ تو اپڈاولوں کا اس وقت اور ان کی نسلیں تک کہنا یہ تھا کہ میرانی ڈیم اگر تیس سال بعد وہ 264 لیوں تک پہنچ جائیگا۔ جب 2007ء کا سیلاب آیا تو بجائے وہ 264 لیوں تک جائے، یہ exceed کر کے 274 لیوں تک پہنچ گیا جس میں تین یونین کو نسل کمل طور پر زیر آب گئے اور ایک یونین کو نسل partially آیا۔ اچھا پھر مصیبت وہاں فوج نے اور اداروں نے کارروائی کی اللہ کے فضل و کرم سے جانی نقصان نہیں ہوا۔ لیکن لوگوں کے گھروں پانی میں آگئے۔ لوگوں کے مال و مویشی مر گئیں لوگوں کے باغات اور کاریزات سارے تباہ ہو گئے۔ تو اس کے بعد لوگ شفت ہو گئے کسی اور جگہ۔ اس وقت وہاں لوگوں کے گھروں میں میٹر لگا ہوا تھا۔ تو لوگوں نے جا کے کیسکو واپڈا سے کہا کہ بھائی! آپ برائے مہربانی اب چونکہ اب نقل مکانی کرچکے ہیں اور گھروں میں شفت ہو گئے ہیں۔ وہاں جو ہمارے پرانے میٹر تھے آپ برائے مہربانی وہ ہمارے نام سے cut کر دیں۔ لیکن کیسکو نے نہیں کیا اس طرح کوئی پانچ چھوڑ فغم انہوں نے کیسکو کے دفتر جا کے احتجاج کیا۔ وہاں ڈپٹی کمشنر کے آفس جا کے احتجاج کیا لیکن کیسکو والے اُس سے مس نہیں ہوئے۔ اب اس طرح ہے کہ وہاں جو یونین کو نسل کے لوگ ہیں، ہر بندے کا تقریباً اس لاکھ بارہ لاکھ پندرہ لاکھ بیل آیا ہے۔ تو میری گزارش یہ ہے چونکہ یہ ٹینکنیکل facult نے خود ان میٹروں کو کٹ نہیں کیے تھے تو ہم آپ کے توسط سے وفاقی حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ یہ جو چار پانچ یونین کو نسل ہیں انکے بیل معاف کر دے۔ اسی طرح جناب اپسیکر! ابھی آپ کو پتہ ہے کہ 13-12-11-10-2010ء یہ مکران میں بڑے حالات تھے۔ even مکران کا جو ڈسٹرکٹ تھا وہ کوئی تین چار کلو میٹر radius وہاں جو proper سرکاری آفیسز تھے وہ سیف تھے باقی سارا علاقہ انتہائی ڈسٹریکٹ جو آؤٹ اسکرٹ تھے، جس میں بلیدہ، ہوشتاب، شاہگ، شاہپوک، دشت، even یا no-go-area بن گئے تھے۔ بجلی تو وہاں تھی۔ اب جو ہشٹگردوں والے ان کے جوزیرتسلط علاقے تھے تو انہوں نے لوگوں کو دھمکی دی ہوئی تھی کہ اگر کسی نے بل جمع کیا تو ہم اس کو پھر چھوڑ دیں گے نہیں۔ لوگ ڈر کے مارے جاتے نہیں تھے واپڈا والوں کو انہوں نے threat کیا ہوا تھا کہ اگر آپ میں سے کسی نے بل لائے دیا تو پھر آپ اپنے ذمہ دار خود ہیں۔ واپڈا والے بھی لیتے نہیں تھے۔ اب لوگوں کے بل جمع ہوتے گئے۔ اب وہاں لوگوں کو لاکھوں کے حساب سے بل آئے ہوئے ہیں۔ تو اس context میں ہم نمائندوں نے کیسکو والوں سے بات کی کہ بھائی! آپ خدا کا خوف کریں لوگوں پر ظلم نہ کریں۔ آپ جا کے ان چیزوں کو ٹھیک کریں۔ حالات بہتر ہو گئے ان کو ٹھیک کریں۔ اب کیسکو والوں کی ستمنظری فی یہ ہے کہ ان کا رو یہ اس طرح ہے جس ہندوستان پر جب برصغیر پر برٹش قابض

ہوئے تھے ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح وہ بالکل ان کا رو یہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرح ہے کہ جی ہم بالکل نہیں مانتے۔ تو جناب والا! ان کو ہم نے گزارش کی ہے براۓ مہربانی آپ لوگوں کی ساتھ مل بیٹھیں اور لوگ کریں تو کیا؟ اگر کسی نے بل جمع کرنا ہے کوئی بندہ بیٹھا ہوا ہے ”کولوا“ میں۔ ”کولوا“ ایک جگہ ہے یہ ڈنڈار تربت سے ایک سو پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ وہاں بینک ہے نہیں میرٹر یڈر جاتا نہیں ہے بل تو کسی دکان میں جمع تو نہیں ہوتا۔ وہ کسی بینک میں جا کے جمع ہو جاتا ہے۔ اب 150 کلومیٹر کے فاصلے پر وہاں ایک بینک نہیں ہے۔ اسی طرح منداور باتی ایریا میں جتنے بینک تھے سارے بند ہو گئے۔ بلیدہ کی بھی یہی صورتحال ہے۔ تو ہم نے اس context میں جب جام صاحب گوادر کے tour پر تھے تو جتنے بھی ہمارے مکران کے عوامی نمائندے تھے تو ہم نے جام صاحب کو گزارش کی کہ آپ کیسکو چیف کو بلا کیں۔ یہ چونکہ بہت اہمیت کا حامل ایک مسئلہ ہے۔ اب آنے والے وقت میں بل کمپیوٹر انزوڑ ہو جائیں گے۔ لوگوں کے شاخی بلک ہو جائیں گے لوگ ہوائی سفر نہیں کر سکیں گے۔ اب وہاں ہر بند کیسکو کا کوئی پانچ لاکھ کوئی دس لاکھ کوئی پندرہ لاکھ مقرر ہے۔ تو کیسکو چیف کو جام صاحب نے بلا یا ہم نے وہاں ان سے گزارش کی کہ بھی ہم نہیں کہتے ہیں کہ لوگ بل دینے سے مera ہیں۔ بل دینے سے کوئی مبرانہیں ہیں آپ بنگ کریں آپ جائیں میرٹر ریڈنگ کریں آپ کا عملہ جائے کوئی کسی نے اگر گنڈا لگایا ہے اس کا کنڈا ہٹا دیں کوئی بات نہیں مانتا اس کے خلاف ایف آئی آر کریں۔ لیویز، پولیس اور ایف سی آپ کے ڈسپوزل پر ہے۔ لیکن براۓ مہربانی آپ ایک منصفانہ قسم کی میرٹر ریڈنگ کریں۔ ایک بندہ غریب آدمی جو صرف دو بلب اور ایک پنکھا استعمال کرتا ہے آپ کا بل اس کو دوسرا کارکابل آتا ہے۔ تو وہ غریب آدمی میں بیٹھا ہوا ہے پانچ پانچ اے سی اور ساری سہولتیں استعمال کرتا ہے اس کو دو ہزار کابل آتا ہے۔ تو وہ غریب آدمی کیسے دیگا وہ تو نہیں دیگا تو اس حوالے سے ہم نے ان کو گزارش کی کہ براۓ مہربانی جناب والا آپ اپنے ڈپارٹمنٹ کی اندر کی کوتایاں ختم کر دیں۔ اور آپ یہاں لوگوں کی ساتھ مل بیٹھیں۔ بجائے اسکے کہ وہ ہماری بات سنتے انہوں نے نیب کو activate کر دیا وہاں نیب آیا۔ غریب لوگوں کو ہر اس کریں کہ جی آ جاؤ۔ اب ایک عجیب سما محول تربت میں بن گیا لیکن وہ اس حکومت سے پہلے تھا اس حکومت میں نہیں ہوا تھا۔ تو چونکہ ہم نے حکومتی لیوں پر گزارش کی ہے تو ہم یہ چار ہے ہیں کہ ایک اسمبلی کے لیوں پر ہم یہ جو ایسٹ انڈیا کمپنی ہے کیسکو، ان کے Big-Boss سیکرٹری واپڈا کو بلا کیں بلوچستان میں اور ان سے کہیں کہ بھائی آخر اس مسئلے کا کوئی حل تو نکالیں۔ اب حالات خراب ہو گئے تھے یا بینک نہیں تھا یا کیسکو کی جو غلطیاں ہیں، ان کی جو چوریاں ہیں اس میں عام لوگوں کا کیا قصور ہے؟ اب ستم ظریفی یہ ہے کہ جب کسی جگہ ان کا دل کرتا ہے جا کے بجلی کا

دیتے ہیں۔ جس طرح فاتا میں ایف سی آر کا قانون تھا اگر ایک بندہ غلطی کرے پورے علاقے کو سراہل جاتی تھی۔ کیساوے اسی طرح سارے کولوا کے بھلی بند کر دیتے ہیں کبھی جا کے بلیدہ کی بھلی بند کر دیتے ہیں کبھی دشت کی او بھی آپ لوگ پاکستان میں کوئی قانون ہے۔ اگر کوئی بل نہیں دیتا بھائی جا کے اس کی بھلی cut کریں آپ کو کس نے اجازت دی ہے کہ پورے علاقے کی بھلی cut کر دیں کہتے ہیں کہ بل نہیں دیتے بھائی کون جا کے آپ کو پہلے تو لوگوں کو اتنا نہیں پتہ کہ اس کا کتنا بل ہے۔ ایک منصفانہ نظام رائج کریں آپ کا عملہ وہاں جائے۔ اسی طرح ایک اور مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے ابھی جو سی پیک میں پشوکان کی 300 میگاوات آرپی پلانٹ منظور ہو گیا ہے چونکہ مکران کی بھلی ایران سے آ رہی ہے تو وہاں چائینز نے یہ کہا ہے کہ جی اگر میں مکران کی consumption کوئی 120-130 میگاوات ہے فی الحال ہے میں آرپی پی پلانٹ بنارہا ہوں وہ کوئی 300 میگاوات کا ہے تو میری بھلی کی بچت ہو گی وہ میں کہاں خریدوں میں تو یہاں foreign investment ہے یہ میں تو لوگوں سے نکال لوں گا تو ان کی ڈیماٹڈ پروہ کہہ رہے ہیں کہ اس کو آپ نیشنل گرڈ سے منسلک کریں مکران کی بھلی ابھی نیشنل گرڈ سے نہیں ہے ٹھیک ہے یہ بہت بڑی چیز ہے ہم نے بھی اس کو واہ واہ کہا ہے، appreciate کیا ہے کہ اس کو آپ نیشنل گرڈ سے منسلک کر دیں، اب جو گرڈ سے منسلک کر رہے ہیں تو ہم ان سے کہہ رہے ہیں کہ جناب والا ایسٹ انڈیا کمپنی سے آیا ہے، آپ مہربانی کریں آپ اس کو 132 میگاوات کی ٹرانسمیشن لائن کی بجائے 220 میگاوات کی ٹرانسمیشن لائن بنادیں۔ تاکہ گوادر کے علاوہ آپ کی جو کمپنیز ہیں ان کے علاوہ باقی مکران کے لوگوں کو بھی فائدہ ملے۔ فیڈرل سیکرٹری صاحب واپڈا کے وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے وہ کہتا ہے نہیں میں یہ کروں گا او بھائی! پھر تو لوگ حق بجانب ہونگے۔ کیونکہ آپ ان کیلئے تو نہیں کر رہے ہیں پھر تو یہ لوگ جب کہیں گے کہ جی سی پیک ہمارا نہیں ہے کسی اور کا ہے پھر ہمارے پاس justification کیا ہے اس کو سمجھانے کیلئے۔ وہ آپ کا رو یہ دیکھ کے۔ تو میں یہ ساری قرارداد کو sum-up کرتا ہوں میری پوری اسمبلی سے گزارش یہ ہے کہ یہاں اس میں چونکہ تین قرارداد یں بھلی سے related ہیں پورے مکران میں پورے بلوچستان میں مسئلہ ہے بھلی کا ابھی ہماری consumption جو ہے وہ ڈھائی ہزار سے اوپر ہے کوئی 1600 میگاوات ہم لے رہے ہیں حکومتی ہمیں مل رہی ہے نو سو میگاوات ہمیں مل رہی ہے اوج پاور پلانٹ کی۔ اسی طرح حبیب اللہ، پراچہ پاور پلانٹ کی کوئی 120 میگاوات ہے۔ اسی طرح شیخ ماندہ کی کوئی بیس چھیس میگاوات ہے۔ اسی طرح کوئی سو میگاوات ایران سے آ رہی ہے سب کو مل ملا کے کوئی ڈھائی سے تین ہزار میگاوات بننے ہیں۔ اب بلوچستان کو جو ضرورت ہے وہ 1650 میگاوات،

اچھا! ہماری بھلی ادھر پیدا ہو رہی ہے باقیوں کو مل رہی ہے لیکن بلوچستان کے لوگوں کو نہیں مل رہی ہے دنیا میں یہ کہاں کا logic ہے کہ جہاں سے آپ بھلی پیدا کر رہے ہیں وہاں کے باسیوں کو نہ دیں۔ اور اس کو لے جائیں کراچی اس کو لے جائیں کہیں اور۔ اور کراچی والے اور باقی صوبوں والے ہمارے بھائی ہیں، ہم نہیں کہتے ہی کہ جی بلوچستان میں اگر کوئی چیز پیدا ہوگی ہم کسی کو نہیں دیں گے لیکن بھائی ہمیں تو کم از کم دو ہمارا تو حق بتتا ہے اور ہمیں جو مل رہی ہے کوئی سات سو یا آٹھ کے قریب میگاوات بارہ بارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ تو میری آپ سے گزارش ہے کہ برائے مہربانی ایک دو قرارداد کو clipping کریں۔ ان کو سکرٹری واپڈا کو summon کریں۔ یہاں جو وائرس رائے کا نمائندہ میٹھا ہوا ہے کیسکو چیف، اُس کو بھی یہاں ہم بلائیں اور اس سے پوچھیں بھائی کوئی طریقہ کارنکال لیں یہ کوئی جنگل کا قانون تو نہیں ہے ایک صوبہ ہے ایک حکومت ہے یہاں آپ مفت میں کسی کو تو بھلی نہیں دے رہے ہیں۔ جب بھلی دے رہے ہیں لوگ آپ کو پیمنت کر رہے ہیں ٹھیک ہے اگر کوئی پہنچیں کرتا آپ کے پاس اختیار ہے آپ کے پاس پولیس ہے لیویز ہے سب کچھ ہے لا اینڈ فور سزا یجنیز ہیں سب آپ کی خدمت کیلئے تیار ہیں۔ تو میری آخر میں آپ سے گزارش یہ ہے کہ اس قرارداد کو منظور کریں اور اس پر ایک proper رولنگ دیں واپڈا کے سکرٹری کو یہاں بلائیں کیسکو چیف کو بلائیں تاکہ وہ اسمبلی کو بریف کریں، اس مسئلے کو once-for-all settle کریں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ۔ ملک صاحب! مختصر کر دیں۔

**ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قاہد حزب اختلاف):** جناب اسپیکر صاحب! اس کے دو portions ہیں۔ ایک یہ کہ بقا یا جات کو معاف کرنے کی میاتھ مکران ڈویژن کی بھلی جو ایران سے آ رہی ہے اور ابھی سی پیک کے توسط سے تین سو میگاوات کا پاور پلانٹ لگ رہا ہے، اس کو فوری طور پر نیشنل گریڈ سے منسلک کرنے اور 220kV ٹرانسیمیشن لائن کو لینی بنائیں۔ اس میں تو کوئی دوسری بات نہیں ہے تو بغیر اس کے منظور فرمائیں یہ جو اپر کا حصہ ہے اس کے context میں تھوڑا سا ابہام ہے اس کا لب ولہج تھوڑا سا درست کریں۔ شروع میں یہ کہا جاتا ہے کہ چار یونین کو نسلن جو سیال کی نذر ہو گئیں اور لگ یہ رہا ہے کہ یہ جو چار یونین کو نسل کے لوگ ہیں وہ سارے تباہ ہو گئے ان کی ساری معیشت اور سارا کچھ لٹ گیا اس کے باوجود ان کو بل مل رہے ہیں۔ اس کے بعد last میں پورے مکران ڈویژن کو کہ ان کی بھلی معاف کی جائے۔ اب مکران ڈویژن میں تو پھر گوار بھی آتا ہے پنجبور بھی آتا ہے۔ یہ clarification اس میں ہے اس میں دیکھتے ہیں ظہور صاحب اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ سب کے بارے میں کہیں گے کہ یہ غلط ملٹ ایک لائے ہیں اسے

پاس کرتے ہیں۔ ان کو جلدی تھی اس لئے انہوں نے پاس کیا ہے۔ اس کو تھوڑا سادکیھیں۔

**وزیرِ حکومت اطلاعات و اعلیٰ تعلیم:** جناب اسپیکر! آپ کے توسط سے میں اسمبلی ممبران کی یہ بات clear کرنا چاہتا ہوں کہ 2010ء اور پھر 2013ء، یہ تین سال مکران پر بہت سخت گزر ہے ہیں۔ گودار کی اگر آپ گودار اور تربت کے پانچ کلو میٹر ریڈیمیس ہے شہروں کے، ان کو چھوڑ کے پنجوڑ تو پورا باقی سارا علاقہ وہ insurgency کی زد میں آ گیا تھا۔ جب ہوئی پھر تو وہاں نہ لوگوں کو اجازت دے رہے تھے کہ بھل کا بل pay کریں نہ ہی واپڈا والوں کو اجازت ملی ہوئی تھی کہ جا کے آپ مل لے لیں۔ تو اس context میں لوگ کریں تو کیا کریں؟ لیکن واپڈا والوں نے یہ کیا کہ وہ جو فetroں میں بیٹھ کے بھر پور بلنگ کرتے رہے ہیں۔ تو اسی حوالے سے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ چونکہ ایریا شورش زدہ تھا وہاں لوگ متاثر تھے۔ بلنگ نہیں ہو سکتی تھی۔ تو چونکہ یہ rationalize ہے اس حوالے سے میں کہہ رہا ہوں کہ جی ان کی بھل کے بل معاف کر دیئے جائیں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ، جی ثناء بلوج صاحب! مختصر بات کریں۔

**جناب ثناء اللہ بلوج:** شکریہ جناب اسپیکر! بالکل مختصرًا میں بالکل حکومت کی جانب سے جو ظہور بلیدی، ماہ جی بن شیران صاحب کی جانب سے جو قرارداد پیش کی گئی ہے، ہم اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ صرف اس میں دو تین چیزوں کا تھوڑا اضافہ ضروری ہے۔ ظہور صاحب نے بالکل خود حکومتی پیغام پر بیٹھتے ہوئے یہ تسلیم کیا کہ جو پیش کان میں تین سو میگاوات کی بھل کا سی پیک کا جو منصوبہ ہے امکان بھی ہے کہ اس سے بھی مکران کو بھلی شاید نہیں مل پائے۔ کیونکہ یہ جو تمام پراجیکٹس میں یہ سارے کرشل بنیاد پر بنائے جا رہے ہیں آپ کو یاد ہو گا جب میں نے خشک سالی کے حوالے سے بات کی خشک سالی صرف میں نے کہا تھا روزی روٹی نان شبینہ والا مسئلہ نہیں ہے خشک سالی نے اور سیالاب نے یا باقی چیزوں نے بلوجستان میں تو ٹولی زندگی تباہ کر دی ہے۔ آپ کو بہت بڑا ریلیف ملتا تھا اگر آپ بلوجستان کو climaty آفت زدہ صوبہ قرار داد دیتے۔ اس کا فائدہ یہ ہونا تھا جو قرارداد ہم یہاں پیش کر رہے ہیں کہ جی ان سے کیونکہ سیالاب آیا تھا ایک آفت تھا اور ابھی drought کی وجہ سے خشک سالی کی وجہ سے کافی اضلاع میں لوگ بل نہیں دے پا رہے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ حکومت اس سلسلے میں پہل کرے وفاتی حکومت سے پہلے آپ ایک قرارداد یا جو ہم نے منظور کیا تھا اس کے بعد جو ہم نے یہ طب بھی کیا تھا کہ جی بلوجستان کو آفت زدہ صوبہ قرار دیں گے۔ اس میں بلوجستان کے تقریباً تمام اضلاع شامل ہون گے اور آپ کے پاس ایک قانونی ایک انسانی جواز ہو گا humanitarian basis آپ بلوجستان کی

جو بلنگ ہے بھلی کے حوالے سے گیس کے حوالے سے بیکنوں کے قرض کے حوالے سے اور باقی اور بھی اس طرح کے جواکنا مک issues ہیں ان پر آپ کو بہت بڑا ریلیف مل سکتا ہے تھوڑا ایک بات کا اضافہ اس میں یہ کردوں جناب والا! میری دو تین قراردادو pending ہیں انشاء اللہ ان پر بات ہو گئی کہ جس میں بالخصوص ایک سو 32 کے وی کی بجائے دوسویں کے وی کی ٹرانسمیشن لائنس اور پانچ سو کے وی کے گرڈ اسٹیشنز کا میں نے ذکر میں دو تین دفعہ اپنی سیچھر میں کیا تھا میں حکومت کو اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ آپ ہی طے کریں کہ ہمارے بلوچستان میں جو بھلی ہے آئین کا آرٹیکل ہے جناب والا! میرے سامنے ہے یہ ہے آرٹیکل 157۔ آرٹیکل 158 گیس سے متعلق ہے۔ 157 بہت clear ہے یہ بستی ہے پرانی حکومتوں نے بلوچستان میں 2010ء کے بعد اٹھار ہویں ترمیم میں یہ جی دیکھیں ہم dependency ہے ہماری۔ وفاق، اسلام آباد پر اتنی زیادہ ہے، ہماری کوئی بھی تقریر اور ہمارا کوئی بھی مطالبه اس بات سے نکلتا ہی نہیں ہے، کہ اسلام آباد یہ کرے اسلام آباد کے بعد اٹھار ہویں ترمیم میں یہ dependency یہ ان کے اوپر جو کہتے ہیں کہ ٹھرو سہ کرنا۔ یہ ہم نے اپنی غلطیوں کی وجہ سے کیا ہوا ہے آئین کے بہت سے معاملات میں ہم self-sufficient ہو سکتے ہیں میں صرف آرٹیکل کے دو تین جملے پڑھونا اس پر تفصیلاً بحث next کریں گے ظہور صاحب ایضاً کا بینہ کے اجلاس میں اس کو لے آئیں بلوچستان کے اندر جس کا مطالبہ کر رہے ہیں کہ جی بلوچستان میں بھلی ہم بہت کم استعمال کر رہے ہیں جناب والا! بلوچستان میں اب آپ بھلی پیدا کر سکتے ہیں آپ بھلی کی distribution اور ٹرانسمیشن لائنس بچاسکتے ہیں۔ اٹھار ہویں ترمیم سے قبل یہ چیز شامل نہیں تھی۔ ہماری جدوجہد جھگڑے کے بعد ہی یہ ساری چیزیں اور آئین کو اگر صحیح طریقے سے operate کریں بلوچستان میں بیس ہزار میگاوات بھلی تو صرف ڈسٹرکٹ چانگی پیدا کر سکتا ہے۔ جہاں سے صرف اور نوکنڈی میں اگر ہم پن بھلی ہوا سے چلنی والی بھلی کے اگر وہ سارے سسٹم میں میکنزم ڈیلپ کریں تو میں ہزار میگاوات بلوچستان بھلی بینچے والا سب سے ایم بر تین خطے بن سکتا ہے۔ ہمیں یہ بھلی کے دودو میٹر کے لئے ظہور صاحب نے بڑی اچھی بات کی کہ وائراءے بیٹھا ہوا ہے کیسکو کا سارے عزت دار لوگ صح سے شام تک اس کے دروازے پر بیٹھے ہیں یہ میٹر نہیں کاٹو وہ میٹر نہیں کاٹو یہ فیڈر نہیں کاٹو وہ نہیں کاٹو اس کی ایک گھنٹہ بھلی بڑھا دو اس کی کم کر دو یہ بلوچستان کو محرومی مجبوری اور خیرات خوری پر اپنی لاائقوں کی وجہ سے ہم لائے ہیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہوں گا دیکھیں وفاقی حکومت آرٹیکل 157۔ وفاقی حکومت کسی صوبے میں بھلی پیدا کرنے کی غرض سے بر قی حرارتی، بر قی تنصیبات کے گرڈ اسٹیشن تعمیر کر سکے گی اور میں الصوبائی ترسیل تاریں بچھا سکے گی مگر شرط یہ ہے کہ وہ وفاقی حکومت کسی بھی صوبے میں پن بھلی کا پاور اسٹیشن

تغیر کرنے کے فیصلہ کرنے یا تغیر کرنے سے قبل متعلقہ صوبائی حکومت سے مشاورت کر گی۔ کسی صوبے کی حکومت، اس کا جزو 2 ہے Sub-section جس کو آرٹیکل 2۔ سیکشن دو کہتے ہیں۔ سب سیکشن A (الف) جس حد تک اس صوبے کو قومی گرد سے بھلی فراہم کی گئی ہو، یہ مطالبه کر سکے گی کہ صوبے کے اندر ترسیل اور تقسیم کے لئے بھلی تو۔ یعنی آپ ہول سیل پر مقدار میں فراہم کی جائیگی۔ صوبے کے اندر بھلی کے سرف پر محصولات کر سکے گی بلوچستان نیکس عائد کر سکتا ہے بھلی پر جو آج تک نہیں کر رہی ہے صوبے کے اندر استعمال کی غرض سے بھلی گھر اور گرد اسٹیشن تغیر کر سکے گی تو صوبے کے پاس اتنی پادر زیریہم نے دی تھیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم 2004ء-2005ء میں سینٹ میں تھے مجھے پتہ تھا یہ صوبہ جب تک ہم اسلام آباد کی کٹ پلی والے نظام سے نہیں نکل سکتے جب تک اس صوبے کو self-reliant کی طرف dependence کے ختم نہیں کی گیس کے حوالے سے ہم ہیں ہم ہے۔ جب تک اس کی distribution lines بچا سکتے ہیں۔ ہم اپنے لوگوں کو گیس دے سکتے ہیں، ہم گیس کے کنوئیں کھو دسکتے ہیں۔ ہم گیس نکال سکتے ہیں۔ ہم بھلی پیدا کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے تعلیمی ادارے بناتے ہیں۔ ظہور جان! آپ اس کو، اس کی حمایت اس لئے ہم کرتے ہیں ابھی ہم recently تجھے گئے تھے بالکل جو میرانی ڈیم کے اردو گرد کی پانچ، چھ یونین کو نسلد ہیں ان کی نہ صرف بھلی بحال کر دی جائے بلکہ ان کے جتنے بھی بل ہیں دس سے پندرہ سال قبل اس علاقے کی امن و امان کی وجہ سے ان کے بل سارے معاف کر دیئے جائیں۔ اس قرارداد میں آپ ایک چھوٹی سی ترمیم اس کے ساتھ یہ بھی لے آئیں۔ کیونکہ مکران وہ سینٹر ہے سی پیک کا۔ مکران میں آپ دوسویں کے وی کی ٹرانسیشن لائن نہیں ہے بلکہ آپ پانچ سو کے وی کا گرد اسٹیشن مکران کے لئے بلکہ بلوچستان کے ہر ڈویژن کے لئے اور پانچ سو کے وی کی ٹرانسیشن لائنیں مکران کے لئے دوسویں کے وی کی further distribution lines اور اس کے بعد جو سسٹم کی لائنس ہوتی ہیں۔ ایک سویں کے وی 65 کے وی کی وہ آپ یہ سارا مطالبہ کریں۔ اور اس ہاؤس میں قرارداد لائیں۔ ہم اس سلسلے میں حکومت کا ساتھ دینگے تاکہ کم از کم اکیسویں صدی 2019ء میں بلوچستان کے گھروں میں ابھی تک جو بھلی نہیں پہنچی ہے، ہم 2019ء میں کم از کم بلوچستان میں سو فیصد بھلی کی coverage کو مکن بنائیں، شکر یہ جناب۔

جناب قائم مقام اسپیکر: جی شکر یہ۔

جناب محمد خان لہڑی (وزیر حکومت ٹانوی تعلیم): جناب اسپیکر! جو دوست قرار لے آئے ہیں میں اس کی حمایت کرتا ہوں۔ پہلے تو میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ ایوان کے توسط سے کہ اس قرارداد کو اگر مشترکہ ایوان کی طرف سے اگر

پیش کی جائے تو ایک اچھا over-all balochistan mesage جایا گا کے لئے۔ کیونکہ 2012ء میں بھی ہمارے نصیر آباد ڈویژن بھی سیالب کی زد میں آیا تھا جس میں ہمارے تقریباً ڈسٹرکٹ چکھی، ڈسٹرکٹ نصیر آباد، ڈسٹرکٹ صحبت پورا اور ڈسٹرکٹ جعفر آباد یہی متاثر ہوئے تھے اکثر لوگ بہت سے یہاں تقریباً پانچ پانچ، چھ چھ، نونو فٹ تک پانی آیا تھا۔ وہاں بہت سی جانیں بھی ضائع ہو گئیں۔ حالانکہ اکثر لوگ وہاں سے نقل مکانی کر کے سندھ چلے گئے ہیں ابھی تک جوان کے نام پر میٹر ہیں لیکن ان سے واپڈا ہر وقت ان کے اپنے بل تو بھیجنی ہے۔ لیکن وہ لوگ وہاں موجود نہیں ہیں۔ وہ وہاں سے نقل مکانی کر کے اور اضلاع میں چلے گئے ہیں۔ لیکن جب بھی واپڈا والے کسی ٹائم پر کسی گاؤں بھی آتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ بھی یہ لوگ تقریباً 2012ء سے یہاں نہیں ہیں۔ ابھی اس وقت چھ سات سال آٹھ سال ہو گئے ہیں لیکن وہ وہاں نہیں ہیں وہ ہر وقت ان کے پاس ان لوگوں نے درخواستیں بھی دے دی ہیں، گھر والوں نے جوز میندار ہیں وہاں کے کہ بھی یہ لوگ یہاں نہیں ہیں لیکن واپڈا ہر وقت ان کی طرف وہی بل بھیجنی جا رہی ہے کہ بھی آپ مہربانی کر کے یہ پے منٹ کریں۔ کیونکہ اس وقت آپ دیکھیں جیسے ہماری بہن نے کہا کہ 52 ٹمپرچر جو ہمارا گرم ترین علاقہ ہے جیسے ان کا تربت ہے ویسے ہمارا نصیر آباد کا بھی یہی الیکٹریسٹی گرمی کے حوالے سے جس علاقے سے تقریباً 960 میگاوات بجلی پیدا کی جا رہی ہے لیکن وہاں کے مقامی لوگوں کو بھی نہیں دی جا رہی ہے کہتا ہے یہاں سے بجلی ہم نیشنل گریڈ میں دیدینگے وہاں سے آپ لے لیں اس وقت ہمارے نصیر آباد ڈویژن میں چار گرڈ اسٹیشن آپ گریڈ کرنے گئے ہیں جس میں ہمارا ڈیرہ مراد جمالی ہے روحجان ہے جمل مگسی ہے اوستہ محمد میرا حلقة یہاں سے جہاں ڈیرہ مراد جمالی ہے اور ج پراجیکٹ ہے وہاں تقریباً بارہ کلومیٹر پر ہے بائیس کلومیٹر پر ہماری ایک تحصیل تمبو ہے وہاں 66 کے وی کا جو ہمارا گرڈ اسٹیشن ہے اس کی بجلی گلڈ سے آرہی ہے یہاں میں دو تین مرتبہ چیف کیسکو کے پاس گیا ہوں کہ بھی مہربانی کر کے آپ اس کو اس گرڈ میں شامل کر دیں تاکہ دوسرے ہمارے اضلاع کے جعفر آباد، جمل مگسی آپ کا صحبت پورا ڈیرہ مراد جمالی جو ہمارا سڑی ہے جو تحصیل ڈیرہ مراد جمالی اس کو یہاں دی جا رہی ہے تو یہ تحصیل تمبو ہے وہاں سے بائیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے تو مہربانی کر کے آپ اس کو بھی شامل کریں لیکن وہ ایک کان سے سنتا ہے دوسرے کان سے اس بات کو ہوا میں اڑا دیتا ہے۔ میں یہی کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ان کو یہاں بلا کیں، کوئی میٹنگ رکھیں یہاں اسمبلی میں تاکہ وہ ہمیں بتائیں۔ اکثر میں تو اپنے دوستوں کو وہیں پر دیکھتا ہوں کہ ان کی تصویریں اس کے ساتھ ہیں کبھی کسی ایشوز پر بات کر رہے ہیں کبھی کسی ایشوز پر نصیر آباد زرعی علاقہ ہوتے ہوئے بھی ہمارے لوگوں کے ساتھ اگر یہی ان کی ستم ظریفی ہو تو ہم اور کیا کر سکتے ہیں تو آپ ان کو یہاں بلا لیں پورا اپنے جو ہمارے

پارلیمانی لیڈر ہیں ہمارے دوست ہیں ان کو بھی یہاں مدعو کریں تاکہ اس سے ہم پوچھیں کہ بھتی ہمیں کیوں سزا دی جا رہی ہے اس بارے میں۔ شکریہ۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ، جی مسٹر نیش۔

**جناب دیش نماز:** بہت بہت شکریہ جناب اسپیکر۔ ہماری بہن ماہ جین شیران، ظہور احمد بلیدی صاحب اور جناب عبدالرشید صاحب کی قرارداد کی میں مکمل حمایت کرتا ہوں اور مجھے حیرانگی یہ ہے کہ چیف کیسکو کو یہ پتہ نہیں ہے کہ 2007ء میں وہاں سیالاب آیا تھا اور لوگ نقل مکانی کر گئے تھے۔ اگر اسے پتہ نہیں تو آج گوگل پر جا کر دیکھیں کہ وہاں کی نیوز جا کر دیکھیں انہیں پتہ لگ جائیگا۔ جس طرح سے ظہور صاحب نے کہا واقعی وہ وائراء بنہوا ہے۔ میں گز شستہ دونوں ان کے پاس گیا تھا۔ میں نے کہا تھا جی ہمارے ہندو محلے میں ٹرانسفر مر جلتا ہے، اگر نصیر آباد ڈویژن ہو چاہے سبی ڈویژن ہو چاہے کہیں بھی ہوتا وہاں باقاعدہ واپڈاوالے کہتے ہیں کہ چندہ کر کے پیسے دو پھر ہم ٹرانسفر مر لگائیں گے۔ یہ چیز میں نے چیف کیسکو کے knowledge میں لائی۔

ان کا کہنا تھا کہ ہمارا عملہ دودھ کا دھلا ہوا ہے وہ اس طرح نہیں کرتا۔ میں نے کہا میں آپ کو شوت دوں گا۔

جناب اسپیکر! ہم بار بار یہی کہہ رہے ہیں کہ آپ رولنگ دیں کہ انہیں یہاں بلا کیں اور ہمارے سامنے بٹھائیں تاکہ ہم ان کو بتائیں اور باقاعدہ ہم سینیٹرل گورنمنٹ کو اس کی شکایت کریں کہ یہ یہاں آکر اس طرح کے اس نے ایک one-man-show کیا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! میں آپ سے امید کرتا ہوں کہ آپ ایک رولنگ دیں

thank you

**جناب قائم مقام اسپیکر:** آپ لوگ مجھے رولنگ کا موقع دینگے تو میں رولنگ دوں گا۔۔۔ (مداخلت)

جی مختصر کر دیں تاکہ آگے کارروائی بڑھائی جائے۔۔۔ (مداخلت)

آیا مشترکہ قرارداد نمبر 6 کو منظور کیا جائے؟ قرارداد منظور ہوئی۔

**میریوس عزیز زہری:** جناب اسپیکر صاحب!

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی چلیں آپ بات کریں۔

**میریوس عزیز زہری:** جناب اسپیکر! جناب اسپیکر! motion جو ظہور صاحب پیش کرنا چاہتے ہیں بلوچستان یونیورسٹی کے بارے میں، تو شنید میں یہ آیا ہے کہ وہ شاید ڈیلفر کر رہے ہیں۔ کیوں ڈیلفر کر رہے ہیں گورنمنٹ کی طرف سے جو ہمیں کچھ لوگ اس میں غلطی سے انہوں نے نام ڈال دیے اپوزیشن کے اسی لئے اسکو ڈیلفر کیا جا رہا ہے یا اسکی وجہات کیا ہیں؟ اگر اس کی وجہات یہ ہیں تو ٹھیک ہے اُنکی مرضی ہے وہ جس کا نام

ڈالنا چاہیں یا اگر وجوہات دوسری ہیں اور بقول وزیر صاحب کہ یہ غلط طریقے سے یہاں پیش ہو رہی ہے۔ اگر طریقہ غلط ہے تو پھر آپ جس seat پر بیٹھے ہیں وہ بھی میرے خیال میں غلط ہو گی۔ اگر وہ اس پر بات کرنا چاہیں کیونکہ اس کو ڈیفر کیا جا رہا ہے اور اس کا منطق بھی بھی بنایا جا رہا ہے اور پہلے بھی اسی ایوان سے بولان میڈیا کل کالج کے بارے میں بھی یہی قرارداد پاس ہوئی ہے اور بلوجستان یونیورسٹی کے بارے میں بھی ہوئی ہے تحریک پیش ہوئی تھی اور وہ بھی متفقہ طور پر ہم نے منظور کی تھی۔ اب پتہ نہیں میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ وزیر صاحب کیوں اگر اس کو ڈیفر کر رہا ہے وجہ کیا ہے آیا وہ نہیں برداشت نہیں کر رہے ہیں یا کوئی اور وجہ ہے یا اگر یہ غلط ہے تو اس پر آپ ہمیں clear کر دیں کہ کیا ہے کیا نہیں ہے؟

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ۔ جی مسٹر ظہور بلیدی صاحب۔

**وزیر حکومت اطلاعات و اعلیٰ تعلیم:** جناب اسپیکر! خیرا بھی قرارداد تو آئی نہیں ہے۔ بلوجستان حکومت، اپوزیشن اپنی جگہ۔ لیکن بلوجستان اسمبلی کی روایات ہیں۔ جس طرح انہوں نے خدشے کا اظہار کیا کہ جی شاہد ہمارے نام آگئے ہیں تو میں اسکو ڈیفر کر رہا ہوں۔ اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے۔ جب سے مجھے ہائی ایجوکیشن کا چارج ملا ہے تو اس میں بہت سے ایسے issues ہیں کہ ہم چارہ ہے ہیں کہ وہ حل ہو جائیں۔ ابھی یونیورسٹیز میں جو پورے پاکستان میں دو صوبے کا وہاں ایک الگ نظام رائج ہیں اور دو صوبوں میں الگ ایک نظام رائج ہے۔ KP سنده اور پنجاب میں HEC provincial وہاں بنایا ہے اور بلوجستان ابھی بھی rely کر رہا ہے ہائی ایجوکیشن کمیشن سے۔ تو اس context میں جب سنده نے اپنے ہائی ایجوکیشن کمیشن بنایا تو وہ چلے گئے لوگ اس کے خلاف گئے سنده بائی کورٹ۔ ہائیکورٹ سے سپریم کورٹ۔ سپریم کورٹ نے ایک رونگ دی کہ بھی! جس طرح پاکستان میں ایک انہوں نے constitutionally ایک ادارہ بنایا ہے council of common interest چونکہ اس میں چاروں وزراء اعلیٰ ہیں۔ جو چیزیں قدرے مشترک ہیں تو وہ council of common interest میں زیر بحث ہے۔ اس ایک uniform نظام لے آئیں۔ یہ uniform نظام لے آئیں۔ میں زیر بحث ہے۔ اس کی ایک میٹنگ ہو چکی ہے۔ پاکستان میں کوشش یہ ہو رہی ہے کہ ہم ایک uniform نظام لے آئیں اسی طرح جب ہم نے محسوس کیا کہ ہماری universities، colleges، inter-colleges ایک درمیان کوئی linkage نہیں ہے۔ اور جس کی وجہ سے ان کی performance وہی طرح متاثر ہو رہی ہے۔ تو ہم initiatives نے ایک initiatives لیئے ہیں باقی صوبوں نے نہیں لیئے ہیں وہ initiatives یہ ہیں کہ بلوجستان ایجوکیشن

کونسل کا قیام ہم وجود میں لا رہے ہیں اس کا ڈرائیٹ تیار ہو گیا ہے cabinet کی میٹنگ ہو گی اس میں لے آئیں گے پھر اسمبلی میں آئیگا آپ لوگ اس پر بحث کر سکیں گے اس پر سیر حاصل بحث ہو گی مقصد ہمارا یہ ہے کہ ہم اپنے universities کو کس طرح اُنکی professionalism کس طرح ان کا معیار اور کس طرح اس کی جو research ہوتی ہے اس کو اور کس طرح آپ adopt mechanism کریں کہ وہاں جو معیار تعلیم ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے انتہائی پست انتہائی low ہے جو وہاں ہوتا رہا ہے ہورہا ہے میرا کوئی دوست دل میں نہ لیں لیکن تمی بخش نہیں ہے تو اس context میں چونکہ یہ دونوں چیزیں اب آ رہی ہیں تو میری ان سے آپ سے request یہ تھی کہ چونکہ اب میرے نام سے ایک تحریک آئی ہے۔ اب مجھے تو نہیں پتہ وزیر اعلیٰ صاحب بھی ادھر نہیں ہیں۔ خضدار یونیورسٹی میں میں یونس صاحب کو یا کسی اور دوست drop کر کے خود تو نہیں جاؤں گا۔ دیکھیں وہ علاقے کا ایم پی اے جو اپوزیشن میں ہے یا حکومت میں ہے وہاں سے اس نے ووٹ لیا ہے علاقے کا نمائندہ ہے وہاں کے پورے بلوچستان کو اس کا فائدہ مل رہا ہے۔ لیکن زیادہ فائدہ ادھر کے لوگوں کو مل رہا ہے تو اسی وجہ سے میں نے آپ کو گزارش کی چونکہ یہ ایک چیز ایک تبدیلی آ رہی ہے ہم اس تبدیلی کی طرف جا رہے ہیں۔ جو پچھلی دفعہ جوانہوں نے کیے تھے اس وقت میں نے ان سے ہی کہا تھا میں نے کہا دیکھیں یہاں کچھ روایات ہیں بیک آپ چیز ہیں آپ کا اختیار ہے prerogative یہ لیکن اختیار کے علاوہ کچھ چیزیں روایت کے طور پر آ رہی ہیں پارلیمانی روایات اس طرح ہوتی ہیں جس طرح باقی روایات ہیں۔ روایات یہ رہی ہیں کہ جی چونکہ universities ہیں ان کو fund حکومت نے دینا ہے گرانٹ حکومت نے دینی ہے اسکے واسطے چانسلر حکومت نے رکھنا ہے۔ تو چونکہ یہ معاملہ آ رہا ہے تو حکومت سے کوئی concern تو لیں کہ بھائی اس طرح کی چیز ہے اپنیکر! آپ ہوں یا ہمارے دوسرے اپنیکر صاحب ہوں تو ان سے کوئی بندہ پوچھنے کہ بھائی آپ کیا کہتے ہیں۔ ہم سے کسی نے صلاح و مشورہ کیا ہے ٹھیک ہے ہماری بہن کا یہ ہے ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہمیں نہ ان کی صلاحیت پر کوئی اعتراض ہے مجھے بالکل ایک ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے ناں کہ یونس جان کی صلاحیت پر مجھے شک ہے ناں کہ دنیش کی صلاحیت پر شک ہے لیکن میرے کہنے کا مقصد ہے کہ بھائی آپ روایات کیوں توڑ رہے ہیں؟ آخر وہ کیا وجہ ہے کوئی ناراضگی ہے کوئی بات ہو گئی ہے آپ روایات سے ہٹ کر کوئی کام کر رہے ہیں۔ روایات پر آ جائیں مجھے کوئی شک نہیں ہے میں اگر سینڈ کیٹ کا وہاں سینٹ کا ممبر بن جاؤں میرے کوئی پر نہیں الگ جائیں گے میرے سر پر کوئی تاج نہیں ہو گا۔ یونس میرا بھائی ہے لیکن گزارش میری یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو آنے دیں چونکہ اس کا محرك میں ہوں مجھے کسی

چیز کا پتہ نہیں ہے میں تو یہاں آپ ہوں اس کے سامنے میں کہہ رہا ہوں کہ میں کوئی تحریک پیش کر رہا ہوں۔ بھائی! کوئی مجھ سے پوچھ تو لے کہ آپ وزیر ہیں یا آپ نے تحریک پیش کرنی ہے۔ اتنا تو میرا حق بتتا ہے یونس جان آپ بالکل بے فکر ہیں یہ اس دفعہ ڈینفر کر دیں اگلی دفعہ جو آئی گی ہماری کوشش ہو گی آپ بھی ہوں گے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ۔

**وزیر یحکمہ اطلاعات و اعلیٰ تعلیم:** لیکن روایات کو پامال نہ کریں ہماری صلاحیت پر آپ شک نہ کریں۔ مہربانی جی۔  
**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! اس میں ایسا ہے کہ یونیورسٹی کے جو ادارے powerful ہوتے ہیں ہر یونیورسٹی کا اپنا ایک ایک ایک ہوتا ہے اس ایک کے تحت یونیورسٹی کے جو ایک بڑا ادارہ ہے سینٹ اس میں صوبائی اسمبلی کے دو ممبران ہوتے ہیں یونیورسٹی کی executive body ہوتی ہے اس میں صوبائی اسمبلی کے ممبران بھیج جاتے ہیں ہاؤس کی طرف سے۔ جو منسٹر صاحب نے جو داستان بیان کی یا آئیں ایجوکیشن کمیشن کے حوالے سے، باقی اُسکی اس تحریک سے ذرہ برا بر کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس تحریک کا اور آئیں ایجوکیشن کمیشن کا یا پھر جو وہ ایجوکیشن کمیشن بنانا چاہتے ہیں ہیلائیٹ کمیشن بنانا چاہتے ہیں، وہ الگ چیز ہے۔ یونیورسٹی کا سنڈ کیٹ ایک الگ چیز ہے سنڈ کیٹ سینٹ کی ایک الگ چیز ہے آج جو تحریک آئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسپیکر صاحب! یہ اس ہاؤس کی party بن گئی ہے۔ اس ٹیبل پر آپ ہاؤس کے سامنے رکھیں۔ یہ صحیح ہے منسٹر صاحب کو پتہ نہیں ہے کہ اس کے اندر کی حکومت کی بات ہے ان کے اندر کے اختلاف کی بات ہے کس کے ساتھ ہے وہ ہم جانا نہیں چاہتے ہیں۔ لیکن جب ہاؤس کے سامنے ایک matter آ جاتا ہے وہ ہاؤس کی property بن جاتا ہے۔ لہذا اس میں کوئی قباعت نہیں ہے منسٹر صاحب نے جس طرح دو تحریک اس سے پہلے بھی پیش کی ہیں آج یہ تحریک بھی پیش کریں تاکہ ممبران جن کا تعلق خضدار سے ہے، وہ جا کر اس constitution کے تحت اس میں وہ اپنا body ہے participate کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تحریک اگر پیش ہو جائے تو بہتر ہو گا۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی ملک صاحب۔

**ملک نصیر احمد شاہوی:** جناب اسپیکر! میرے خیال میں بالکل مجھے بھی اس بات سے اتفاق ہے۔ آج اس سے جو لوگ متاثر ہو رہے ہیں ہماری اسمبلی کے ممبران ہیں خاص کر دنیش بھی اس اسمبلی کا چونکہ اس کی تحریک حزب اقتدار سے ہے، جتنی تیز رہے تھے چلا رہے تھے۔ تو جب یہ خود چا رہے ہیں اور یہ چونکہ اسمبلی

کی property بن چکی ہے۔ اگر اس کو قرارداد اس تحریک کو اگر اس فورم پر لا جائے جتنے لوگ بیٹھے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ فورم پر آجائے تاکہ آج اس کو نہایا جاسکے۔ شکریہ۔  
جناب قائم مقام اسپیکر: جی ملک صاحب۔

**قائد حزب اختلاف:** جناب اسپیکر! حکومت کے ساتھیوں کے ساتھ ہر وقت ہم چاہتے ہیں، لیکن چونکہ یہ ایک ایسی قرارداد ہے، اس سے پہلے بھی قرارداد آئی ہے، ممبران سینڈیکیٹ کے ممبر بننے ہیں۔ آج اگر اس کو کریں اس کی کوئی ایسی وجہ نہیں آ رہی ہے جس سے اسکو defer کیا جائے۔ یہ اس کو چند دن یعنی ڈیں نظہر بھائی سے میں گزارش کروں گا کہ جو بھی انکا حوصلہ یا جس طریقے سے انکو inform نہیں کیا گیا، وہ اپنے اسکو کسی بھی فورم پر اٹھائیں۔ لیکن آج ان ممبران کا حق بتتا ہے اُنکے نام لیے گئے ہیں اور تحریک آئی ہے۔ آج اگر اسکو defer کیا جاتا ہے تو ان کے ساتھ بھی بے انصافی ہے یہ جو ممبران ہیں ان کے ساتھ بھی بے انصافی ہے اور اس ہاؤس کے ساتھ بھی بے انصافی ہے، اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس پر مزید بحث کی جائے جناب! اس تحریک کو پیش کیا جائے اور اس کا accept کیا جائے۔  
جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔

**جناب نصراللہ خان زیریے:** جناب اسپیکر! ہم میں سے کوئی بھی رکن یہ تحریک پیش کر سکتا ہے۔ میں بھی پیش کر سکتا ہوں اس میں کوئی پابندی نہیں ہے لہذا اگر آپ مجھے اجازت دے دیں میں پیش کرتا ہوں۔

**وزیرِ حکومت اطلاعات و اعلیٰ تعلیم:** جناب اسپیکر! کسی کی لڑائی نہیں ہے خداخواستہ، نہ کہ کوئی ضد کا معاملہ ہے۔ اور میں نے پہلے بھی کہا کہ بھائی ہمارے بھائیوں کی جو صلاحیتیں ہیں ان میں کوئی شک نہیں ہے۔ لیکن اس پر جو ہے وزیر اعلیٰ صاحب چونکہ قائد ایوان ہیں ان کی مشاورت بہت ضروری ہے۔ مجھے تو آج آ کر پتہ لگا ہے کہ یہاں پر ایک تحریک آ رہی ہیں وزیر اعلیٰ صاحب آئیں گے، میں آپ لوگوں کو rest-assurance کروں گا کہ یونس بھائی اس میں ضرور ہوں گے۔  
جناب قائم مقام اسپیکر: جی ثناء صاحب۔

**جناب ثناء اللہ بلوچ:** شکریہ جناب اسپیکر! کوئی بھی تحریک، بالخصوص اس طرح کی۔ یہ قرارداد نہیں ہے یہ motion ہے یہ تحریک ہے۔ اور کوئی بھی تحریک اس وقت تک بالخصوص جو حکومتی معاملات سے متعلق ہو وہ وزیر اعلیٰ صاحب کی یا حکومت کی یا cabinet کے منسٹر کی مشاورت کے بغیر نہیں آتی۔ تو یقیناً یہ پھر مشاورت ہو گی یا کہیں سے کوئی فیصلہ ہوا ہو گا۔ کہیں سے کوئی رضامندی ہوئی ہو گی یہ موشن یہ تحریک یہاں پیش ہوئی ہے۔

اب اس کو ڈیفیر کرنے سے بعد میں بھی ظہور صاحب نے یہی بات کی کہ بعد میں یہی لوگ ہوں گے ہم نام تبدیل نہیں کریں گے روایت ہیں۔ تو میرے خیال میں ابھی جو غلط فہمی پیدا ہو گی اس کو ختم کرنے کا طریقہ یہی ہے ظہور صاحب! ہم آپ کے ساتھ ہیں آج کا دن 2018ء کا آخری دن ہے۔ آپ مہربانی کر کے پیش کر دیں تاکہ ہم اسکو منظور کر لیں thank you

**وزیرِ حکومتہ اطلاعات و اعلیٰ تعلیم:** جناب اسپیکر! میں نے ساری داستان آپ کے سامنے بیان کر دی۔ اب پونکہ ہمارے بھائی جو ہیں اس مسئلہ کو دل پر لے رہے ہیں۔ اسی وجہ سے پونکہ ہم روایتی لوگ ہیں اور ہمارا ایک روایتی صوبہ ہے، تو میں اس کو پیش کر دیتا ہوں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

**جناب قائم مقام اسپیکر:** دو منٹ تشریف رکھیں تاکہ اس کا رواوی میں ایک حصہ رہتا ہے وہ complete کر کے پھر آگے آتے ہیں۔ ایوان کی کارروائی کوئی رکن اسے مورخہ 14 جنوری 2019ء کو اسے میں ہال میں ہونے والے سینٹ کے ضمنی انتخابات 2019ء کی بابت تحریک پیش کریں۔

**محترمہ بشری رند:** اجازت ہے جناب اسپیکر؟

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی۔

**محترمہ بشری رند:** میں بشری رند تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوجستان صوبائی اسے میں کے چیمبر، ایوان کو بروز سوموار مورخہ 14 جنوری 2019ء صبح 9:00 بجے تا شام 4:00 بجے تک سینٹ کے ضمنی انتخابات 2019ء کے لئے مجوزہ انتخابات کے لیے پونگ ایشن قرار دیا جائے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوجستان اسے میں کے ایوان کو بروز سوموار مورخہ 14 جنوری 2019ء صبح 9:00 بجے تا شام 4:00 بجے تک سینٹ کے ضمنی انتخابات 2019ء کے لئے پونگ ایشن قرار دیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوجستان اسے میں کے ایوان کو بروز سوموار مورخہ 14 جنوری 2019ء صبح 9:00 بجے تا شام 4:00 بجے تک سینٹ کے ضمنی انتخابات 2019ء کے لئے پونگ ایشن قرار دیا جاتا ہے۔ جی ظہور بلیدی صاحب۔

**میر ظہور احمد بلیدی (وزیرِ حکومتہ اطلاعات و اعلیٰ تعلیم):** میں وزیرِ تعلیم تحریک پیش کروں گا کہ بلوجستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ ایندھیونا لوجی، خضدار کے سنڈیکیٹ کے لیے ذیل ارکین اسے میں کو منتخب کیا جائے:

- 1۔ میر یونس عزیز زہری صاحب۔ 2۔ جناب دنیش کمار صاحب۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** تحریک پیش ہوئی۔

**وزیر ہمکہ اطلاعات و اعلیٰ تعلیم:** میں وزیر تعلیم تحریک پیش کروں گا کہ بلوچستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ ایئرٹھ شکنا لوگی، خضدار کے سینٹ کے لئے ذیل اراکین اسمبلی کو منتخب کیا جائے:

- 1۔ نواب شاء اللہ خان زہری صاحب۔ 2۔ میرا کبر مینگل صاحب۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور کی جاتی ہے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) میرے خیال سے دونوں تحریکیں اسمیں ہو گئی ہیں۔ مورخہ 29 دسمبر 2018ء کی اسمبلی نشست میں مُؤخر شدہ تحریک التوانہ 6 پر بحث۔ مختصر بحث آپ لوگوں نے کرنی ہے۔ جی ملک نصیر احمد شاہواني صاحب۔

**ملک نصیر احمد شاہواني:** آج جودو ستون نے مشترکہ طور پر تحریک پیش کی ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر صاحب! سال 2015ء میں وزیر اعظم اسکالر شپ اسکیم کے تحت بلوچستان کے طلباء کو ملک کے دیگر صوبوں میں سندھ، خیبر پختونخوا اور پنجاب میں سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں اُنکو یا ٹینکنیکل اداروں میں جو تعلیم کیلئے بھیجا جاتا تھا۔ تو وزیر اعظم اسکالر شپ اسکیم کے تحت انکی فیسوں کی ادائیگی وہیں سے ہوتی تھی۔ اور اس وقت بلوچستان کے میرے خیال میں سینکڑوں طلباء دیگر صوبوں میں زیر تعلیم ہیں۔ سُنا ہے کہ حال ہی میں اس اسکیم کو بند کیا گیا ہے۔ ان میں اکثر غریب طلباء ہیں بعض لوگوں نے میرے خیال میں ایک سال بعض نے دوسارے اور بعض کی آخری تین سال میں وہ ان اداروں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ بلوچستان چونکہ ایک پسمندہ صوبہ ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس اسکیم کے تحت بلوچستان کو ڈگنا کیا جاتا مزید طالب علموں کو اعلیٰ تعلیمی اُس کیلئے یا کوئی ایجوکیشن کیلئے دیگر صوبوں میں بھیجا جاتا۔ اور اسکے ساتھ ساتھ اسکالر شپ کیلئے ملک سے باہر یہاں کے طلباء کو بھیجا جاتا۔ تو آج ان طلباء کا وظیفہ بند کر کے۔ انکی اسکالر شپ بند کر کے یعنی انکے ساتھ ایک بہت بڑی نا انصافی ہے۔ اور ہم یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ نا صرف یہ اسکالر شپ اسکیم کو تو اتر سے جاری رکھا جائے بلکہ یہ پسمندہ صوبہ جو حال ہی میں قحط سالی اور آفت زدگی کے بعد مزید متاثر ہوا ہے۔ ہم چاہتے ہیں اسکو ڈگنا کیا جائے۔ اور اسکے ساتھ دیگر ملکوں کیلئے بھی یہاں کے طالب علموں کو اسکالر شپ پر بھیجا جائے۔ آپ نے کہا مختصر۔ بس مختصر یہ ہے کہ ہمارے دوسرے دوست بھی اسکی حمایت کریں۔ اور ساتھ ہی ہم سفارشات بنانے کا فیڈرل گورنمنٹ کو بھیج دیں تاکہ یہ جو طالب علم وہاں پڑھ رہے ہیں یہ متاثر نہ ہوں اور اپنی تعلیم جاری رکھ سکیں۔ بہت مہربانی اسپیکر صاحب۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ۔

**جناب احمد نواز بلوچ:** ٹھیک ہے یہ جو تحریک ہے اسکو مشترک کیا جائے۔ اور صوبے کے تمام طلباء اور طالبات اس

سے مستقید ہوں۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ۔ آپ دو منٹ تشریف رکھیں۔ یہ لوگ بات کریں گے پھر آپ۔ جی زیرے صاحب۔

**جناب نصراللہ خان زیرے:** شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ ایسا ہے کہ یہ کوالٹی ایجوکیشن پروجیکٹ تھا۔ اس کا فیز۔ ون 2007ء میں یہ شروع ہوا۔ بالخصوص ہمارے صوبے کے اور فاتا کے عوام، اسٹوڈنٹس کیلئے۔ اس لیئے کہ اس حوالے سے فاتا اور ہمارا یہ صوبہ ہشتگر دی قحط اور خشک سالی سے متاثر تھا۔ تو اس وقت پرائم منڈر اسکار لشپ اور پرینڈیٹ اسکار لشپ۔ دو اسکار لشپس start ہوئی تھیں۔ اور اس حوالے سے جو پہلی اسکار لشپ ہوئی تھی 2011ء تا 2015ء۔ اس میں کوئی سات سو اسی طلباء و طالبات نے اُس سے فائدہ اٹھایا۔ سالانہ ایک سو بچاں طلباء و طالبات کو بھیجا جاتا تھا۔ جو طلباء 2015ء میں گئے آخری سال۔ ظاہری بات ہے کہ انہوں نے مزید پانچ سال وہاں تعلیم حاصل کرنی تھی۔ اور اسی طرح پنجاب ایجوکیشن اینڈ منڈٹ فنڈ جو (PEEF) کھلاتا ہے۔ اسکے تحت 2008ء سے 2016ء تک جو اسکار لشپ چلی۔ اُس میں کوئی تین ہزار طلباء و طالبات نے اُس سے فائدہ اٹھایا۔ جو تیرا جو ادارہ دانش پیلک اسکول پنجاب میں۔ یہ 2013ء سے 2016ء تک چلی۔ سالانہ اس میں ایک سو اٹھائیں طلباء اور مجموعی چار ہزار اٹھائیں طلباء نے اس سے فائدہ اٹھا۔ کوئی چار ہزار تین سو چھتیں ہمارے طلباء و طالبات اسکار لشپ میں گئے ہیں۔ جب فیز۔ ون ختم ہوا، تو یقیناً اس سے باقی اس حوالے سے دوبارہ سینٹ میں ایک تحریک، قرارداد آئی تھی، سینیٹر عثمان خان کا کڑ صاحب نے قرارداد نمبر 256۔ جو 18 اپریل 2016ء کو اُس پڑبیٹ ہوئی تھی اور وہ پاس بھی ہوئی۔ اُس میں مطالہ کیا گیا کہ کوالٹی ایجوکیشن پروجیکٹ کے زیر انتظام ان اداروں میں جو طلباء بھیج گئے فیز۔ ون میں۔ چونکہ فیز ون ختم ہو رہا ہے لہذا فیز ٹو کو اسٹارٹ کیا جائے۔ پھر یہ ہوا کہ ایگزیکٹو کمیٹی آف دی نیشنل اکنائک نسل میں اسکی قرارداد آئی اُس میں بھی یہ پاس ہوئی کہ فیز ٹو شروع کیا جائیگا۔ لیکن 19 مارچ 2018ء کو اسکی CDWP کا اجلاس بھی ہوا۔ اُس میں منظوری بھی ہو گئی کہ فیز 2 کو اسٹارٹ کیا جائیگا۔ لیکن جناب اسپیکر صاحب! ابھی تک جو حکومت ابھی آئی ہے موجودہ وفاقی حکومت۔ وہ ابھی تک مارچ سے دسمبر تک دس ماہ ہو گئے، ابھی تک نہ فیز 2 اسٹارٹ ہوا ہے اور نہ وہ اسٹوڈنٹس جو 2015ء کے بعد جنہوں نے 2015ء میں ایڈمیشن لیا اور ابھی وہ فارغ ہو رہے ہیں۔ اُنکی دو سال کی فیسیں باقی ہیں۔ بچے فارغ ہو گئے لیکن اُنکو ابھی تک ڈگری نہیں مل رہی ہے۔ دانش اسکول والے کہہ رہے ہیں۔ باقی جو تعلیمی اداروں میں بچے پڑھ رہے ہیں اُن سے کہا جا رہا ہے کہ

آپکی حکومت نے یادو فاقی حکومت نے اب تک فیس جمع نہیں کی ہے۔ تو یہ جو قرارداد پیش کی گئی ہے، تحریک التوا تھی۔ اس تحریک التوا کو قرارداد میں تبدیل کیا جائے اور یہ قرارداد و فاقی حکومت کے پاس بھیجا جائے اور اس سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ آپ نہ صرف جو بقا ایجاد ہیں، فیسوں کے وہ ادایے جائیں بلکہ جو 19 مارچ 2018ء کو جو فائنل میٹنگ ہوئی ہے فیز۔ 2 کیلئے۔ جو ابھی مزید اسکو دس سال ہم چلائیں گے۔ even اس کیلئے کوئی 3 ارب روپے بھی پچھلی PSDP و فاقی حکومت نے بنائی تھی، ماضی کی جو حکومت تھی۔ recently جنہوں نے بجٹ پیش کیا میں میں انہوں نے اس کیلئے 3 ارب روپے بھی رکھے PSDP میں۔ اور اس current year میں۔ کیلئے انہوں نے 10 کروڑ روپے رکھے۔ kindly پورا ہاؤس و فاقی حکومت سے مطالبہ کرے کہ یہ اسٹوڈنٹس جس کا نہ صرف یہ کہ فیز ٹو شروع کیا جائے بلکہ ان بچوں کی جنکی فیسوں باقی ہیں دو، دو سال سے اُنکی ڈگریاں پھنسی ہوئی ہیں۔ آج بھی میرے پاس میتھج آیا تھا پنجاب کے اسٹوڈنٹس کے جو وہاں پڑھ رہے ہیں۔ کہ ہمیں ڈگری نہیں دے رہے ہیں آپ لوگ اس مسئلے کو اٹھائیں۔ ملک صاحب نے بہتر کیا ہے کہ اس حوالے سے وہ ایک تحریک التوا لے۔ میری بھی گزارش ہے کہ اس تحریک التوا کو قرارداد میں تبدیل کیا جائے۔ شکریہ جناب قائم مقام اسپیکر: شکریہ۔ جی بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر مکملہ اطلاعات و اعلیٰ تعلیم): شکریہ جناب اسپیکر۔ جس طرح ہمارے معزز اراکین نے اس پر سیر حاصل بحث کی ہے اور کافی detail دی ہے۔ یہ basiclly PSDP ایک اسکیم تھی۔ اسکو شروع کیا تھا President نے۔ پھر یہ convert ہو گئی پرائم منٹر اسکالر شپ پروگرام میں جسکے تحت ہر ڈسٹرکٹ سے پانچ، پانچ بچے ہر سال مختلف اداروں میں جاتے تھے اور انکو اسکالر شپ کے ذریعے پڑھایا جاتا تھا۔ کوئی تقریباً بلوچستان کے چار سو پچاس بچے اس اسکالر شپ سے مستفید ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ غالباً ایک سویں ملین کا پروجیکٹ تھا، ختم ہو چکا ہے۔ لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ ہم گورنمنٹ level پر بھی اسکو بھر پور طریقے سے deal کریں گے۔ اور وہ بچے جو وہاں پڑھ رہے ہیں ہم کسی طور پر انکے مستقبل کے ساتھ نہ خود کھلیں گے نہ کسی کو کھلینے دیں گے نہ برو چونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ کا پروجیکٹ تھا تو ہماری اور آپ پوری اسمبلی کی کوشش یہی ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ اسکا scope بڑا کرے۔ بجائے چار سو پچاس بچوں کے کم از کم تین سے چار ہزار بچے پاکستان کے مختلف اداروں میں بھیج سکیں۔ تو ہم بھی کوشش کریں گے اور اسمبلی کے حوالے سے آپ اس کو ایک قرارداد کی شکل میں تبدیل کر دیں باقاعدہ قرارداد کی صورت میں اسکو ہم سب، پوری اسمبلی منظور کر کے وفاق کو بھیج دیں گے اور ہم اپنے طور پر بھی وفاق سے بات کر کے اسکو منظور کرائیں گے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** شکریہ بیدی صاحب۔ جی اچزئی صاحب۔

**جناب اصغر خان اچزئی:** جناب اسپیکر! اس معاملے پر جس طرح نصر اللہ خان نے بات کی۔ ہمارے ملک صاحب یہ تحریک التوا آئے ہیں۔ ہر طرف سے اس معاملے پر ایک ہمارے جو پچھے وہاں پڑھ رہے ہیں پنجاب کے مختلف اداروں میں، مشکلات سے دوچار ہیں۔ اور اس اسکیم سے متعلق یقیناً ہم سب کی رائے ایک ہے۔ اور اس پر ہمیں انتہائی دوٹوک انداز سے وفاق سے بات کرنی چاہیے۔ اسمبلی کی قرارداد کی صورت میں ہو یا گورنمنٹ لیول پر ہوفیڈرل لیول پر ہو۔ یا ہمارے فیڈرل، وفاق کے اتحادی صورت میں جو بھی ہے۔ مطلب وہ سارے اس معاملے کو انتہائی سمجھیگی سے اٹھائیں۔ کیونکہ یہ ہمارے بچوں کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔ ہم ایسے کیسے کر سکتے ہیں کہ دیکھتے ہوئے اپنے بچوں کو اس طرح کی مشکلات اور تکالیف سے دوچار کر دیں۔ ایک طرف سے ان کے ساتھ سب کچھ طے بھی پایا ہے۔ جس طرح نصر اللہ خان نے بات کہا وہ مکمل بھی ہو چکا ہے۔ جو فیز 2 میں اسکو اسی فیز 1 کی طرح adjust کر کے انکے یہ مسئلے حل کیتے جائیں۔ اور یہ قرارداد کی صورت میں ہو اور دوٹوک وفاق سے ڈیماڈ ہو کہ ہم ہر صورت میں یہ وفاق سے منوا کر چاہے وہ قرارداد کی صورت میں ہو یا گورنمنٹ کے لیول پر ہو اس پر بات ہونی چاہیے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** جی شکریہ اچزئی صاحب۔ اس طرح نہیں ہو سکتا میرے خیال سے اس تحریک کے تحت نہیا جاتا ہے اور آگے forward کیا جائے۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! عموماً یہی ہوتا ہے کہ تحریک التوا کو قرارداد کی شکل میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** یہ میرے خیال سے قرارداد میں تبدیل نہیں ہو سکتی ہے اسکو نہیا جائے اور اسکو آگے forward کیا جائے۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** نہیں ابھی ہاؤس بیٹھا ہوا ہے ہم تمام کی ایک مشاورت ہے کہ اسکو قرارداد کی صورت میں تبدیل کیا جائے۔ آپ کر سکتے ہیں rules میں ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** سیکرٹری صاحب! آپ rule کو check کریں۔ اور rule میں ہے تو اس کو قرارداد میں لے آئیں گے۔

**جناب نصر اللہ خان زیرے:** جناب اسپیکر! آپ کر سکتے ہیں آپ کے اختیار میں ہے۔

**جناب قائم مقام اسپیکر:** زیرے صاحب! اس میں نہیں ہو سکتا قرارداد کا اپنا ایک طریقہ کار ہے

جناب نصر اللہ خان زیریے: ایسا ہے کہ پھر یہ اجلاس ختم ہو گا۔ وہاں پہنچے بڑی مصیبت میں ہیں۔

جناب قائم مقام اسپیکر: وہ بات تو صحیح ہے۔ اسکو آگے forward کر دیا جائیگا تحریک کے تحت۔ صحیح ہے؟ تحریک التوانی 6 کونٹریا جاتا ہے۔ گورنمنٹ ارکین اور اپوزیشن نے اس پر بحث کی۔ اور منسٹر صاحب نے اس پر تفصیلی بات کی۔ اور یقین دہانی کی کہ جو اسٹوڈنٹس ہیں انکے مسئلے فوری طور پر حل کئے جائیں گے۔ اور کیسکو چیف اور MD گیس کمپنی کو 3 جنوری 2019ء صبح گیارہ بجے طلب کیا جاتا ہے۔۔۔ (داخلت) نہیں سب کو صحیح بھیج دیا جائیگا کہ 3 جنوری کو وہ آرہے ہیں۔ اب میں گورنر کا حکم نامہ پڑھ کر سننا تاہوں۔

### ORDER

In exercise of the powers conferred upon me by Article 109(b) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Mir Abdul Qaddus Bizenjo, Acting Governor of Balochistan hereby order that on conclusion of business the session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogue on Monday the 31st December, 2018.

Sd/-

**(Mir Abdul Qaddus Bizenjo)**

Acting Governor of Balochistan

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مت تک کے لئے ماتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 9 بجے 5 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)



دسمبر 2018ء (مباحثات) 31

بلوچستان صوبائی اسمبلی

85

دسمبر 2018ء (مباحثات) 31

بلوچستان صوبائی اسمبلی

86